چراغِ سنّت

شائع کردہ

شعبۂ نشر و اشاعت جامعہ اسلامیہ قصور

Marfat.com

Marfat.com

إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ
لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذَٰلِكَ أُمِرْتُ
وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ

محمد عربی کابروئے ہر دو سرا است
کسے کہ خاک درش نیست خاک بر سر او

چراغِ سنت

ذخیرہ

شائع کردہ

شعبۂ نشر و اشاعت جامعہ اسلامیہ
قصور

بار اول
۱۰۰۰

ستمبر ۵۵ء

قیمت
عمر

Marfat.com

59507

Marfat.com

فہرستِ مضامین

نمبر شمار	مضمون	نمبر صفحہ
۱	عرضِ مؤلف	۵
۲	تمہید و سبب تالیف	۷
	باب اوّل	
۳	بریلویوں کے عقاید	۱۰
۴	بریلویوں کے عقاید کا تجزیہ	۱۲
۵	محبت	۱۷
۶	دینے والا کون ہے؟ مانگنا کس سے چاہئے	۲۰
۷	رسالہ نذرِ اولیاء کی حقیقت	۲۲
۸	نذر کا بیان	۲۶
۹	نذر کا فائدہ کیا ہے؟	۲۸
۱۰	مسئلۂ ایصالِ ثواب	۶۵
۱۱	سماع موتیٰ	۷۰
۱۲	استمداد و توسّل	۷۱
۱۳	بدعت کیا ہے؟	۸۳
۱۴	بحث ندائے استمدادی	۱۰۱
۱۵	کیا اولیاء اللہ تصرفات میں واسطہ فی العرض بھی بنتے ہیں؟	۱۱۶

Marfat.com

نمبر صفحہ	مضمون	نمبر شمار
۱۱۸	حاصلِ کلام	۱۶
۱۱۸	مولوی عبداللہ صاحب کے حوالوں کا جواب	۱۷
	باب دوم	
۱۲۷	حضراتِ علماءِ دیوبند کے عقاید	۱۸
۱۲۸	علماءِ عرب کا سوالنامہ علماءِ دیوبند کے نام معہ جوابات	۱۹
۱۴۲	بریلویوں کی بلیک مارکیٹ	۲۰
۱۴۵	تہمت اوّل، مولوی احمد رضا خان بریلوی کی طرف سے مولانا محمد قاسم صاحب بانیٔ دارالعلوم دیوبند پر	۲۱
۱۵۸	تہمت دوم، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی پر	۲۲
۱۶۰	تہمت سوم حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری انبیٹھوٹی پر	۲۳
۱۷۶	تہمت چہارم حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی پر	۲۴
۱۸۰	مکتوبات شریف حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ پر، ناظم مرکزی انجمن حزب الاحناف کی عنایات طوفان ۱	۲۵
۱۸۳	طوفان ۲	۲۶
۱۹۱	طوفان ۳	۲۷
۱۹۳	طوفان ۴	۲۸
۱۹۴	طوفان ۵	۲۹
۲۰۲	باب سوم :- بریلویوں کی تاریخ	۳۰
۲۲۳	فتویٰ مبارکہ پیر مہر علیشاہ صاحب گولڑوی	۳۱

Marfat.com

عرضِ مؤلّف

ناظرین! یہ رسالہ "چراغِ سُنّت" دینِ مظلوم کی ایک فریاد ہے۔ کرمکِ شب تاب یعنی بدعت کی سیاہ رات میں نورِ سنّت کا ایک جگنو ہے۔ اگرچہ اس سلسلہ میں حضراتِ علمآ کرام کی مساعیٔ جمیلہ کچھ کم نہ تھیں، لیکن اس رسالہ کی خصوصیت یہ ہے کہ دلائل پیر پرست عوام کی سطح ذہن سے قریب تر ہیں خاکسار مُؤلّف کی رائے میں بریلوی حضرات کی اصلاح قرآن کریم اور حدیث شریف کے معیاری دلائل سے نہ ہوئی ہے نہ ہو سکتی ہے۔ تجربہ شاہد ہے۔ اس لئے غور و فکر کے بعد یہ تجویز سمجھ میں آئی کہ اختلافی مسائل کو حضرات بزرگانِ دین صُوفیائے کرام اور اولیائے اُمّت کی تصنیفات سے حل کیا جائے۔ چنانچہ حضرت امام ربانی، مجدد الف ثانی۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی۔ حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی۔ حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدّث دہلوی اس رسالہ کے عناصرِ اربعہ ہیں جو فریقین کے ہاں مسلّم ہیں۔ تصوّف اور شریعت کے جامع ہیں۔ ہمارا ماحول بھی ان سے متعارف ہے۔ اسی خیال پہ مسئلۂ توحید، حضرت شیخ عبدالقادر گیلانی قدس سرّہٗ کے ارشاداتِ حقّہ سے واضح کیا گیا ہے۔ مسئلۂ بدعت کی پوری پوری وضاحت مکتوبات امام ربّانی سرہندی سے کی ہے۔ مسئلۂ نذر کو فقہائے حنفیہ کی معتبر ترین کتاب فتاوٰی عالمگیری۔ بحر الرائق

Marfat.com

شرح کنز الدقائق اور شامی سے بیان کیا ہے۔ ناظرین کو مختلف مسائل میں مکتوبات کے حوالے نظر آئیں گے۔ گویا اس رسالہ کا سب سے بڑا ماخذ مکتوبات شریف ہے۔ اب یہ رسالہ بریلوی حضرات پر ایک حجتِ خداوندی ہے۔ ایک جدید انکشاف ہے۔ بزرگوں کی محبت اگر خلوص اور طلبِ حق پر مبنی ہے تو معاملہ صاف ہے حضرات علمأ دیوبند کے عقائد عین بزرگانِ دین اور صوفیائے کرام کے عقائد ہیں، اگر نفس پرستی اور ہوا پرستی کو بزرگ پرستی سمجھ رکھا ہے تو بزرگوں کے پاکیزہ کلمات ان پر حجتِ الٰہی ہوں گے۔ کیا خوش قسمتی ہے کہ ہمارے اختلافات کو ختم کرنے کے لئے حضرت پیرانِ پیر قدس سرہٗ اور امام مجدد الفِ ثانیؒ جیسے بزرگ تشریف لا رہے ہیں۔ آئیے اور اس پاکیزہ مجلس میں سنی سنائی باتوں کو بھلا کر اور تعصب و عناد سے صاف ہو کر بزرگانِ دین کے فیصلے سنئے۔

ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین

(مؤلف)

نوٹ:۔ بغرضِ اختصار اکثر حوالے ترجمۂ اردو میں دکھائے گئے ہیں، البتہ مفہوم کی ادائیگی میں سخت احتیاط کی ہے۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

تمہید

سببِ تالیف!

جب عورت کا دُودھ پلید اور بچہ کا پیشاب پاک قرار دیا گیا۔ جب مسجدیں نمازیوں کی نماز سے پلید ہونے لگیں۔ جب مسلمانوں کے قتلِ بے گناہ کے فتوے چل رہے تھے۔ جب سادات کے سچّے موتیوں کو گندی نالیوں میں گرنے کی اجازت مل رہی تھی تو قصوُر کے چند معزز شہریوں نے کفر کی مشین سے "مسلمانانِ قصوُر کا پہلا خطاب" نامی ایک اِشتہار شائع کیا جس کا خوُب اثر ہوا۔ اس کا جواب مغربی پاکستان اخبار میں شائع ہوا جو عُذرِ گناہ بدتر از گناہ تھا۔ زخم خوردہ واعظ نے کچھ مُدّت بعد ایک رسالہ بنام مقیاسِ حنفیت شائع کیا۔ جس میں غیر مشہور بلکہ گمنام اور نایاب کتابوں کے حوالے دے کر رُعب جمایا گیا۔ علمآ قصوُر کو خاص طور پر مخاطب کیا۔ مگر ہمارے

Marfat.com

بزرگوں کا مسلک ہمیشہ سے یہی ہے کہ دین کی خدمت کرنا اور مخالفین کے شور وغوغا کی پرواہ نہ کرنا۔ کچھ دن بعد ایک اشتہار بنام "احتجاج" جس کا ایک ایک لفظ جھوٹ اور بہتان تھا شہر کی دیواروں پر چپاں دیکھا گیا، مگر نہ تحریری جواب دیا گیا نہ تقریری۔ اب اہلِ بدعت کو یہ خیال پیدا ہوا کہ بولنے کی آواز جو نہیں آتی شاید گھر میں کوئی نہیں ہے، جھٹ مولوی محمد شریف صاحب نے ایک رسالہ "مسئلۂ گیارھویں" لکھ دیا اصل کتابوں کی عبارتیں کاٹ کر مصنف بن بیٹھے، اور ابھی وہ شور برپا ہی تھا کہ مولوی محمد عبداللہ صاحب نے ایک رسالہ "نذرِ اولیاء" شائع کر دیا اور اس کے ساتھ یہ حرکتِ نامناسب شروع ہوئی کہ ہر طرف سے جواب کا مطالبہ ہونے لگا۔ جواب دو! جواب دو!۔

مسلمان قوم کی اخلاقی گراوٹ، مذہب سے بیگانگی، اور سیاسی ماحول کا تقاضا تو یہی ہے اور سراسر یہی ہے کہ مسلمان، فرقے اور اپنے اندرونی اختلافات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے تنظیم، تعمیرِ اخلاق اور نصرتِ اسلام کی طرف ہمہ تن متوجہ ہو جائیں۔ چنانچہ حال ہی میں ایک قرار داد میں جو اہلِ سنّت کے مختلف فرقوں کے پیشواؤں نے اہلِ شیعہ کی شمولیت میں پاس کی ہے واضح کیا گیا ہے کہ تمام اسلام دوست عناصر کچھ مدّت کے لئے متحدہ قوّت کے ساتھ اسلامی قانون اور دیگر ضروریات دین سے مدافعت کے لئے مل کر کام کریں۔ اکابر کا یہ جذبہ بہت ہی قابلِ قدر ہے۔ مگر افسوس کہ مسلمانوں میں ایک چھوٹی سی

Marfat.com

جماعت وہم پرست جاہلوں کی ایسی پیدا ہو چکی ہے جو حالاتِ حاضرہ کو سمجھنے سے قاصر ہے۔ ان کا مبلغِ علم کچھ ایسا محدود اور زاویۂ نظر ایسا تنگ ہے کہ اہلِ علم کو پریشان اور بدنام کرنے کے سوا ان کا کوئی مقصد ہی نہیں۔ یہ لوگ اسی فساد فی الارض کو اصلاح سمجھتے ہیں۔ ان کا سارا زور نعت خوانی اور رنگین بیانی پر ہے۔ ان کی مجالس وعظ اصولِ اسلام، اور اخلاقی تعلیمات سے محروم ہوتی ہیں ان کی کوششیں اولیاء اللہ کو خدائی کا مقام دینے پر صرف ہو رہی ہیں۔ یہ لوگ رسالت اور ولایت کو مستقل خدائی سمجھتے ہیں۔ اور مسئلۂ شفاعت میں یہودیوں کے عقیدہ لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اور عیسائیوں کے مسئلہ کفارہ سے بھی آگے نکل گئے ہیں۔ حاضرینِ مجلس پر یہ اثر ڈالتے ہیں کہ اُمت بخشی جا چکی ہے اب کسی فکر کی ضرورت نہیں۔ سوئی ہوئی قوم کو بخشوا لیں گے، کی تھپکیاں دے کر سُلا رہے ہیں۔ اقامتِ دین کی فکر تو ان کی تاریخ میں ہے ہی نہیں۔ منکرینِ حدیث ملک میں دندنا رہے ہیں۔ باطل کی تمام قوتیں ان کی حمایت و نصرت کو بہترین موقع سمجھ رہی ہیں۔ سُنّتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مذاق اڑایا جا رہا ہے۔ قوم کا معاشرہ ہر لحاظ سے قابلِ اصلاح ہے۔ اپوا کی بیٹیاں پردہ کے خلاف محاذ بنا رہی ہیں، قرآن کو حدیث سے کاٹ کر مفلوج کیا جا رہا ہے۔ غرض اسلام پر ہزار ہا خطرات ہیں مگر یہ بے سمجھ عقل کے اندھے گیارھویں اور نذرِ اولیاء کے سوا دین کی کوئی ضرورت محسوس نہیں کرتے۔

Marfat.com

باب اوّل
بریلویوں کے عقائد

ان کے عقائد جن کی اشاعت کو خدمتِ اسلام سمجھتے ہیں یہ ہیں:۔
کُن، اولیاء اللہ کی شان ہے۔ اولیاء اللہ جس چیز کو کُن کہیں فوراً ہو جاتی ہے۔ اپنے اختیار اور ارادہ سے، اپنی مرضی اور پسند سے تمام جہان میں جس طرح چاہیں تصرف کرتے ہیں۔ جسے جو چاہیں دیں نہ دیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تمام خدائی کے مالک ہیں۔ اللہ نے سب خزانوں کی کُنجیاں آپؐ کے ہاتھ میں دے دی ہیں۔ جو کچھ دُنیا میں ہو رہا ہے۔ آرام، تکلیف، رنج، راحت، پیدا کرنا، مارنا، رزق دینا۔ مرض۔ تندرستی۔ دولت، غریبی۔ قحط، بارش۔ کفر، اسلام۔ ایجاد و اعدام۔ ہدایت، گمراہی غرض عرش سے لے کر فرش تک سب کچھ آپؐ کے اختیار میں دے دیا گیا ہے۔ گویا کہ ابوجہل کا کُفر، اور حضرت صدیقِ اکبر کا اسلام دونو آپؐ کے پیدا کردہ ہیں۔ بطور واسطہ فی الثبوت تمام اختیاراتِ خداوندی سے متصف اور مختار بالذات ہیں۔ اللہ کے خزانوں سے جو چیز بھی مخلوق کو پہنچتی ہے۔ سب حضور کی عطا ہے۔ یعنی خدا بے کار محض فلسفی خدا ہے۔

شعر: اللہ کے پلّہ میں وحدت کے سوا کیا ہے؟
جو کچھ ہمیں لینا ہے لے لیں گے محمدؐ سے

Marfat.com

احکامِ خداوندی بھی حضور کے قبضہ میں ہیں جو چاہیں، جس پر چاہیں حرام حلال کر دیں۔ جو چاہیں معاف کر دیں۔ بہارِ شریعت حصّہ اوّل عقیدہ نمبر۲۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام ہر جگہ حاضر ناظر ہیں شرح استمداد صہ۵۰ خود خدا نے حکم دیا اے محمدؐ سب کو اپنا بندہ کہو شرح استمداد صہ۷۵ جبرئیل امین نے حضرت مریم کو بیٹا دیا ہے شرح استمداد صہ۶۸۔ خدا بھی حضور علیہ السّلام کا حکم مانتا ہے اطاعت کرتا ہے شرح استمداد صہ۵۲ رسُول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو پوری خدائی قُوّت دی گئی ہے جب ہی تو خدا کی طرح مختارِ کُل ہیں، اور نائب کُل شرح استمداد صہ۵۱ بزرگوں کی قبروں کا طواف جائز ہے۔ قبر پر رخسارہ رکھنا۔ بزرگوں کو پُوجنا۔ اپنے آپ کو پیر پرست کہلوانا الکوکبہ صہ۴۶ ان کی پرستش جائز ہے کیونکہ اصل میں اللہ کی پرستش ہے۔ بزرگوں کے نام کی نذر منّت، چڑھاوا چڑھانا جائز ہے شرح استمداد صہ۴۳ صہ۳۸۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام گناہوں کو بخشتے ہیں شرح استمداد صہ۶۰۔ قرآن حدیث کے برخلاف بزرگوں کے قول کی سند پکڑنا جائز ہے صہ۶۴ اولیاء اللہ عالم الغیب ہیں۔ غیب دانی ان کے اختیار میں دے دی گئی ہے جب چاہیں غیب کی بات معلوم کر سکتے ہیں۔ الامن والعلا صہ۲۰۸

بنا لیتا ہے سلطان آپ سا جس پر عنایت ہو۔ خُدا سے کم نہیں عزّ وجلالِ اس دین کے سُلطان کا (مدح غوث الاعظم) اولیاء اللہ کی قبروں کا حج کرنا جائز ہے۔ جنّت دوزخ کی کُنجیاں حضُور علیہ الصلوٰۃ والسّلام

Marfat.com

کے ہاتھ مبارک میں دے دی گئی ہیں۔ جس کو چاہیں اپنے اختیارات سے جنت عطا فرمائیں یا جہنم۔ یہ عقیدہ مولانا احمد رضا خاں صاحب نے الامن والعلا اور سلطنۃ المصطفیٰ میں مفصل لکھا ہے۔ مگر سوال یہ ہے کہ پھر شفاعت کی کیا ضرورت رہی۔ ان کا عقیدہ ہے کہ خداوند تعالیٰ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مثل پیدا کرنے سے عاجز ہے۔ مگر اہلِ سُنت کے عقیدہ میں قادر ہے عاجز اور مجبور نہیں ہے۔ مگر اپنے اختیار سے ہرگز ہرگز پیدا نہیں کرے گا۔ مکتوباتِ حضرت یحییٰ منیری کی عبارت ملاحظہ ہو۔ اگر خداوند تعالیٰ چاہیں تو ایک لحظہ میں محمد صلے اللہ علیہ وسلم جیسے لاکھوں پیدا کر سکتا ہے۔ مکتوب ۳۵

پیر پرست ایسے عقائد پر قرآن، حدیث، اور بزرگوں کے اقوال سے دلیل بھی لاتے ہیں مگر الفاظ کو اپنے معنے پہناتے ہیں۔ مجاز اور عرف کی آڑ میں حقیقی نسبتیں قائم کرتے ہیں۔ مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رح نے فتاویٰ عزیزی میں ایسے لوگوں کو مشرک مسلمان فرمایا ہے۔

اِن عقائد کا تجزیہ

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رح الفوز الکبیر فی اصول التفسیر صـ۵ میں فرماتے ہیں۔ "اگر تجھے مشرکین (عرب) کی صورتِ حال اور ان کے عقائد کے متعلق توقف ہے تو اس زمانہ کے پیشہ ور مولویوں اور پیروں کے حالات دیکھ لے کہ ولایت کو کیا سمجھے بیٹھے ہیں۔ پہلے زمانہ کے

Marfat.com

اولیاء کی ولایت کو مانتے ہیں، اور اس زمانہ میں اولیاء کا پیدا ہونا ناممکن سمجھتے ہیں، (یہی وجہ ہے کہ بزرگوں کی تلاش، اور اتباع کو چھوڑ کر) قبر اور آستانوں پر جاتے ہیں۔ کئی طرح کے شرک کرتے ہیں، تشبیہ اور تحریف ان میں آچکی ہے۔ تشبیہ یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات میں انسانوں جیسی صفات ثابت کی جائیں۔ مشرکین کہتے تھے کہ خداوند تعالیٰ اپنے بندوں کی سفارش قبول کر لیتا ہے اگرچہ اس کام پر خوش نہ ہو۔ جس طرح بادشاہ اپنے درباریوں کی بات مجبوراً مان لیتے ہیں کہ سلطنت کا انتظام خراب نہ ہو۔ ناظرین اس جگہ غور فرمائیں کہ ہماری قوم اس مرض میں کس قدر مبتلا ہے۔ پیر پرستوں کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ جب دنیا کے بادشاہوں کے پاس وسیلہ اور سفارش کے بغیر کام نہیں بنتا تو خدا کے ہاں وسیلہ کے بغیر ہماری درخواست کس طرح پہنچ سکتی ہے؟ دیکھو! خداوند تعالیٰ کو دنیا کے بادشاہوں سے ملا دیا۔ فَلَا تَضْرِبُوا لِلّٰهِ الْاَمْثَالَ ۔ وَلِلّٰهِ الْمَثَلُ الْاَعْلٰی شاہ صاحب اس عقیدہ کو تشبیہ کفار کا عقیدہ قرار دیتے ہیں۔

تحریف یعنی کفر و شرک کی رسوم سے اسلام کا حلیہ بدلنا۔ ہمارے رضائی بھائیوں میں یہ بیماری بھی کثرت سے پھیلی ہوئی ہے۔ اور حدیث "تم ضرور پہلی قوموں یہود و نصاریٰ و مشرکین کی راہوں پر چلو گے" کے مطابق ان شرک کی آفتوں کو اختیار کرنے والے کچھ لوگ آج بھی موجود ہیں۔ حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی، تفسیر عزیزی میں زیرِ آیہ

Marfat.com

اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ قوائے ثلثہ کی افراط و تفریط کے بیان میں فرماتے ہیں :- "یا اماموں اور اولیاؤں کا رُتبہ انبیاؑ کے برابر قرار دے۔ اور پیغمبروں کے لئے خدائی کے لوازمات مثلاً علم غیب بالاستقلال اور ہر جگہ سے ہر شخص کی فریاد سننا، اور سب کاموں کی قدرت ماننا، اور رُوحوں نبیوں ولیوں کی تصویروں، مجسّموں، قبروں، تعزیوں کے پردے میں عبادت کرنا۔ رزق، اولاد، نوکری، عہدہ کی ترقی ان سے مانگنا، اور ان کی درخواست یا سفارش کو خدا کی جناب میں واجب القبول سمجھنا، اگرچہ خداوند تعالیٰ کو وُہ کام پسند نہ ہو۔ یہ سب حد سے بڑھنے والے کام ہیں"

انبیاؑ کے برابر قرار دینا تو کجا، ہمارے زمانہ میں ہر مرید اپنے پیر کو نبیوں سے بڑھا رہا ہے دیکھیئے شعر :- حور و مَلک فلک پر، فرشِ زمیں پہ تیرے

خادم ہیں دست بستہ چاروں کتاب والے

شعر کا مطلب یہ ہے کہ آسمان پہ حوریں اور فرشتے اور زمین پر چاروں کتاب والے نبی، حضرت داؤد علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت عیسےٰ علیہ السلام اور محمد کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام، پیر جماعت علی شاہ صاحب کے خادم ہیں، اور چاروں کتاب والے کا مطلب اگر اُمتی لئے جائیں تو صحابہ اور تابعین سب شاہ صاحب کے خادم ہوں گے۔ یہ شعر اور ایسے کئی اشعار رسالہ انوار الصوفیہ علی پور شریف میں شائع ہوتے رہے ہیں۔

اور لُطف یہ ہے کہ ایسے اشعار پڑھنے والوں کو نقرئی تمغہ اور دستار شریف کا انعام ملا ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

Marfat.com

نیز شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰہِ اَنْدَادًا کی تفسیر میں مشرک فرقوں کے بیان میں فرماتے ہیں:۔

"چوتھا فرقہ پیر پرست لوگ ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ جب کوئی بزرگ زیادہ عبادت اور ریاضت کی وجہ سے مقبول مستجاب الدعوات اور مقبول الشفاعت ہو جاتے ہیں، تو اس جہان سے جانے کے بعد ان کی روح میں بڑی قوت اور وسعت پیدا ہو جاتی ہے۔ جو شخص اس کی صورت سامنے رکھے، یا اس کے بیٹھنے اٹھنے کی جگہ میں یا اس کی قبر پر عاجزی کرے تو اس بزرگ کی روح کو آزادی اور فراخی کی وجہ سے اطلاع مل جاتی ہے۔ اور وہ روح دنیا اور آخرت میں اس کی سفارش کرتی ہے۔ نیز ایک فرقہ مشرکوں کا وہ ہے جو ذبح۔ نذر اور قربانی میں دوسروں کو خدا کا شریک ٹھہراتے ہیں۔ اور ایک فرقہ مشرکوں کا وہ ہے جو علم اور قدرت کی وسعت کو بیان کرتے ہوئے دوسروں کو اللہ سے جا ملاتے ہیں۔ چنانچہ نسائی شریف اور ابن ماجہ میں حضرت عبداللہ ابن عباس سے روایت ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی جو خدا چاہے اور آپ چاہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا، جَعَلْتَنِیْ لِلّٰہِ نِدًّا تو نے مجھے اللہ کا شریک ٹھہرایا بَلْ مَا شَاءَ اللّٰہُ وَحْدَہٗ بلکہ یوں کہو جو چاہے اللہ وحدہٗ لا شریک۔ نیز مسند امام احمد۔ ابو داؤد شریف، نسائی شریف اور ابن ماجہ شریف میں حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے

Marfat.com

ایسا نہ کہو جو چاہے اللہ اور فلاں، بلکہ یوں کہو، اللہ پھر فلاں۔
نیز آیت لَا یُقْبَلُ مِنْهَا شَفَاعَةٌ کے تحت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث

دہلوی فرماتے ہیں:۔

"یہ کلام اہلِ کتاب، اور ان کے ہم خیال لوگوں، یعنی انبیأ، اولیأ کی اولاد، اور بزرگانِ دین سے توسّل کرنے والوں کی تردید کے لئے ہے۔ جو اپنے آپ کو بزرگوں کے توسّل اور تعلق کی وجہ سے خدا کی پکڑ سے بے خوف سمجھتے ہیں، اور سمجھتے ہیں کہ کفر، شرک اور دوسری قباحتوں، بدیوں کے باوجود بزرگ ہمیں چھڑا لیں گے فرمایا۔ جس شفاعت پر تم مغرور ہو وہ نہیں ہوگی کیونکہ شفاعت ہر شفاعت کرنے والے کی اذنِ الٰہی پر موقوف ہے۔

نیز مَنْ یَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ اَنْدَادًا کے ماتحت فرماتے ہیں:۔

بعض لوگ ان میں سے ارواح مدبرہ مخلوق پر موکّل فرشتوں سے یا نبیوں، ولیوں، عبادت گزاروں، راہبوں اور علمأ سے خداوند تعالیٰ کے اصلی اور حقیقی معبود ہونے کا خیال نظر انداز کرتے ہوئے خدا کے برابر محبت کرتے ہیں، اور نذریں، قربانیاں ان کے نام کی کرتے ہیں۔ اور ان کے قول کو قرآن حدیث میں غور کئے بغیر وحی الٰہی کے برابر سمجھتے ہیں۔ بلکہ بعض ان میں سے بزرگوں کی تصویروں، قبروں، عبادت خانوں، مکانوں اور بیٹھنے کی جگہوں سے وہی سلوک کرتے ہیں۔ جو مسجد اور کعبہ میں خداوند تعالیٰ کے

Marfat.com

متعلق کیا جاتا ہے۔ مثلاً زمین پر سر رکھنا۔ طواف کرنا۔ ہاتھ باندھ کر قبلہ رُو شکل میں کھڑا ہونا وغیرہ۔ حالانکہ یہ محبت اُن کی خدا پر ایمان لانے کے تقاضا سے نہیں ہے نا کہ خدا کے نزدیک مفید ہو، اور اس کی رضامندی حاصل ہو۔ کیونکہ یہ حد سے گزری ہوئی محبت ہے۔ ایمان میں یہ ضروری ہے کہ خالق اور مخلوق کی محبت میں فرق کیا جائے۔

محبّت

یہاں پہنچ کر یہ بات بھی ضروری ہے کہ محبت کیا چیز ہے؟ کس طرح پیدا ہوتی ہے؟ کیوں کہ اہلِ بدعت ہمیشہ بدعات کا اِرتکاب محبت کی آڑ میں کرتے ہیں، اور جو شخص شور، غل، اور نعرہ بازی میں ان کا ساتھ نہ دے اس کو بے ادب اُور محبت سے خالی سمجھتے ہیں۔ مگر ان کی محبت ہمیشہ الفاظ تک محدود ہوتی ہے۔ اِتباعِ سُنّت کے جذبہ سے محرُوم ہونا ان کی بہت بڑی علامت ہے۔ ان کا عقیدہ ہے اور اصل الاصول ہے، کہ بزرگوں کی محبت سے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت مِلتی ہے، اور حضور کی محبت سے خدا کی محبت مِلتی ہے۔ حالانکہ یہ مفرُوضہ قطعاً غلط اور بے بُنیاد ہے ملاحظہ ہو حدیث ترمذی شریف

عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَحِبُّوا اللّٰہَ لِمَا یَغْذُوْکُمْ مِنْ نِعْمَۃٍ وَ اَحِبُّوْنِیْ لِحُبِّ اللّٰہِ وَ اَحِبُّوْا اَھْلَ بَیْتِیْ لِحُبِّیْ

Marfat.com

ترجمہ :- اللہ سے محبت کرو اس لئے کہ وہ تمہیں طرح طرح کی نعمتیں عطا فرماتا ہے، اور مجھ سے محبت کرو خدا کی محبت کی وجہ سے - اور میرے اہلِ بیت سے محبت کرو میری وجہ سے -

مومن جب نظامِ عالم پر ایک نظر ڈالتا ہے تو کائنات کا ایک ایک ذرہ اُسے انسان کی خدمت کے لئے مسخر نظر آتا ہے - پھولوں سے لدے ہوئے درخت - اناج اُگلنے والی زمین - دودھ اور گھی کے خزانے (مواشی) چلتی ہوئی ہوائیں، ہواؤں میں لٹکتے ہوئے بادل، بادل میں بھرے ہوئے پانی کے دریا - غرض آسمان زمین کی ہر ایک چیز کو دیکھ کر مالک کا ممنونِ احسان ہوتا ہے - اسی احسان سے محبت پیدا ہوتی ہے - قرآن کریم کا اندازِ بیان یہی ہے - یعنی نعمت سے منعم کی طرف توجہ - قرآن کریم کی نظر میں اللہ کی معرفت محبت - اطاعت سب چیزیں نعمت شناسی سے حاصل ہوتی ہیں کیونکہ نعمت شناسی سے منعم شناسی حاصل ہوتی ہے - نعمت کی دو قسمیں ہیں ظاہری اور باطنی - ان سب نعمتوں سے اعلیٰ اور ارفع نعمت ذاتِ بابرکات آں سرور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہے - کیونکہ بے حساب نعمتوں کے ہوتے ہوئے خداوند تعالیٰ نے فقط ایک نعمت کا احسان جتلایا ہے - لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا الآیہ - جب خدا سے محبت پیدا ہوگی، تو رسولؐ سے محبت کا پیدا ہونا لازمی ہے - ہمارے رسول بارگاہِ محبت کے پیغامبر بھی ہیں، اور صحرائے شریعت و معرفت کے راہبر بھی ہیں - صلی اللہ علیہ وسلم -

Marfat.com

اسلام کی نظر میں محبت کا اصلی اور حقیقی مرکز فقط خداوند تعالیٰ کی ذات ہے یہی اسلام کی امتیازی توحید ہے کہ انسان کے دل کی گہرائیاں خدا کی محبت کے سوا کہیں بھی تقسیم نہ ہوں یہی وجہ ہے کہ اذان اور اقامت میں اللہ کے نام کے بعد رسُول اللہ پکارا گیا ہے تاکہ اللہ اکبر کے بعد رسُول اللہ کی عظمت دِل پر اثر ڈالے۔ اسی لئے قرآن کریم میں اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ ارشاد فرمایا ہے۔ یعنی اگر تم کو اللہ سے محبّت ہے تو میری تابعداری کرو۔ گویا اصلی مرکز خدا ہی کی محبّت ہے۔ اور اس کا صحیح معیار رسُولؐ کی تابعداری ہے۔ نعرہ بازی نہیں۔ اب جو شخص خدا کی محبّت کا مدعی ہے مگر اتباعِ رسُول سے محرُوم ہے، یا رسُول کی محبت کا دم بھرتا ہے مگر خداوند تعالیٰ کی عظمت و محبّت سے خالی ہے وُہ سراسر دھوکے میں ہے۔ رسُول کی محبت ذاتی نہیں بلکہ اس لئے ہے کہ وُہ بارگاہِ عزّت کا رسُول ہے۔ اپنے وہمی اور من گھڑت قیاسات سے رسُول کی محبت کرنا غلط ہے۔ عیسائی بھی حضرت عیسےٰ علیہ السّلام سے محبّت کرتے ہیں مگر خدا کا رسُول سمجھ کر نہیں کرتے بلکہ خدا کا بیٹا سمجھ کر۔ کیا یہ محبت صحیح ہے؟ اور یہودی جو عیسےٰ علیہ السّلام سے دشمنی کرتے ہیں تو کیا دشمنی ٹھیک ہے بس صحیح محبّت اور صحیح عداوت وہی ہے جو رضائے الٰہی کے لئے ہو، باقی محبّتیں اور عداوتیں سب جہالت اور وہم پرستی ہے۔ مسئلہ کو پھیلاؤ تو رسُولؐ کے اہلِ بیت سامنے آتے ہیں۔ ان کی محبّت اس لئے ہے کہ رسُولؐ سے ان کا تعلق ہے۔ یعنی ان سے محبت رسُولؐ کے لئے کی جائے

Marfat.com

اور رسولؐ سے محبّت خداوند کے لئے ہو۔ اسی طرح تعلق در تعلق میں محبّت کا سلسلہ اور بھی وسیع ہوتا جائے گا۔ مگر اصلی محبّت فقط خداوند تعالیٰ سے ہے۔ باقی محبّتیں اس کے لئے ہیں۔

دینے والا کون ہے؟ مانگنا کس سے چاہئے؟

عن ابن عبّاسٍ قال کنت خلف رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم فقال یا غلام احفظ اللّٰہ یحفظک (الحدیث)

عبداللہ بن عبّاس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں ایک دن حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کے پیچھے تھا۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا۔ اے لڑکے اللہ کے حقوق کی حفاظت کر، اللہ تجھ کو دُنیا آخرت کی مصیبتوں سے بچائے گا۔ اللہ کے حقوق کی حفاظت کر تو اسے اپنے رُوبرُو پائے گا (ان حقوق میں دو حقوق یہ ہیں) اور جب بھی تجھے مانگنا ہو تو اللہ سے مانگ، اور جب مدد مانگے تو اللہ سے مدد مانگ، اور اس بات کو سمجھ لے کہ اگر سب لوگ تجھ کو نفع پہنچانے کے لئے جمع ہو جائیں تو ہرگز ذرہ بھر نفع نہیں پہنچا سکتے مگر وہی چیز جو اللہ نے تیرے لئے مقدّر کی ہے۔ اور اگر سب لوگ کچھ تکلیف دینے کے لئے اکھٹے ہو جائیں تو کچھ ضرر نہیں دے سکتے، سوا اُس چیز کے جو اللہ نے تجھ پر لکھ دی ہے۔ قلم اٹھا لئے گئے، اور کاغذ سوکھ چکے (مشکوٰۃ شریف بحوالہ مسند امام احمد بن حنبل و ترمذی شریف)

Marfat.com

اس حدیث شریف کی وضاحت ہم مُلّا علی قاری مشہور و معروف حنفی عالم کی زبان سے لکھتے ہیں۔ جن کو بریلوی حضرات بہت مانتے ہیں۔

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۵ صـ۹۱ قال الطیبی ای راع حق اللہ وتحرّ رضاہ تجدہ تجاھک ای مقابلک وحذاءک ..... الخ ای احفظ حق اللہ حتی یحفظک من مکارہ الدنیا والآخرۃ

اس حصّہ کا ترجمہ تقریباً گزر چکا ہے۔ فاسئل اللہ ای فاسئل اللہ وحدہٗ الخ یعنی صرف اللہ سے مانگ کیونکہ عطائیں کے خزانے اسی کے پاس ہیں۔ ولا تسئل غیرہٗ لان غیرہٗ غیر قادر علی العطاء والمنع ودفع الضرّ وجلب النّفع فانھم لا یملکون لانفسھم نفعًا ولا ضرًّا ولا یملکون موتًا ولا حیاۃً ولا نشورا۔

ترجمہ:۔ اور اس اللہ کے سوا کسی سے بھی نہ مانگ۔ کیونکہ اس کے سوا کوئی بھی دینے، نہ دینے۔ مصیبت دُور کرنے، نفع پہنچانے کی طاقت نہیں رکھتا۔ کیونکہ مخلوقات اپنی جان کے لئے نفع نقصان کے مالک نہیں ہیں۔ نہ کسی کو مرنے کا اختیار ہے نہ جینے کا، نہ حشر نشر کا" آگے فرماتے ہیں:۔

ہر حال میں زبانِ حال یا قال سے مانگتا رہے۔ کیونکہ حدیث میں ہے،
جو اللہ سے نہیں مانگتا۔ اللہ اس پہ ناراض ہو جاتا ہے۔

واعلم ان الامۃ الخ ای جمیع الخلق من الخاصۃ والعامۃ

Marfat.com

والانبیا والاولیاٗ وسائر الامۃ لو اجتمعت علیٰ ان ینفعوک بشیءٍ فی امر دینک او دنیاک لم ینفعوک ای لم یقدروا ان ینفعوک۔

ترجمہ:۔ ساری مخلوق، خواص اور عوام اور سارے نبی، اور سب اولیاٗ اللہ اور ساری اُمت اگر مل کر تجھے دین یا دنیا کا تھوڑا سا فائدہ پہنچانا چاہیں تو فائدہ پہنچانے کی طاقت نہیں رکھتے۔

یہ حدیث شریف ایک اصُولی نکتہ بیان کرتی ہے کہ جس طرح اللہ کے حقوق کی رعایت اور اس کی رضا کو تلاش کرنا ہر مسلمان کے واسطے ضروری ہے اسی طرح اللہ کے سوا سب کو غیر قادر ماننا بھی ضروری ہے۔ یعنی کسی میں ذرہ بھر قدرت اور طاقت بھی نہیں ہے۔ خدائی سے سب خالی ہیں۔ نفع نقصان کی اُمید کسی سے بھی نہ رکھو۔ یہ توحید ہے۔

(نوٹ) استعانت عادی یعنی روزمرہ کاموں میں مدد لینا دینا اس کا بیان آگے آئے گا۔ یہاں اس سوال کی ممانعت ہے جو مشرک مسلمان انبیاٗ اولیاٗ سے کرتے ہیں۔ دیکھئے ملا علی قاری نے خاص طور پر انبیاٗ اولیاٗ کا ذکر کیا۔

رسالہ نذرِ اولیاٗ کی حقیقت

حال ہی میں ہمارے قصور میں مولوی محمد عبد اللہ صاحب نے ایک رسالہ شائع کیا ہے، جو علماٗ قصور کو خاص طور پر بھیجا ہے۔ ہم نہیں چاہتے تھے کہ یہ چیزیں تحریر میں آئیں۔ مگر کیا کیا جائے یہ چند سطور مجبوراً تحریر کی

59507

Marfat.com

جا رہی ہیں ناظرین معاف فرمائیں۔

رسالہ نذرِ اولیاء کی ابتدا ہی جھوٹ سے ہوتی ہے۔ فرماتے ہیں:۔

"فقیر کے پاس بذریعہ حافظ محمد دین دین گڑھی ایک کتاب بھیجی"

یہ سفید جھوٹ ہے جو حمد اور صلوٰۃ کے بعد فوراً بولا ہے۔ رسالہ کا نام رکھا ہے النذر للاولیاء جائز للاغنیاء سبحان اللہ! کیا بے معنی نام ہے۔ ترجمہ صاف تو یہی بتاتا ہے کہ اولیاء کی منت ماننا دولتمندوں کے واسطے جائز ہے۔

مولوی صاحب! کیا غریبوں کے نذر و نیاز لقمۂ تر نہیں ہوتے۔ اس لئے اُن کو اس سعادت سے محروم کیا جا رہا ہے؟ جائز کے بجائے حلال ہوتا تو آپ کی مراد ظاہر ہوتی۔ اب محذوف کے سوا چارہ نہیں ہے۔

رسالہ پر نظر ڈالنے سے اس نظریہ کی مزید تصدیق ہوئی کہ اہلِ بدعت حضرات اپنے خاص انوکھے مسائل کے ثابت کرنے میں قرآن کریم، حدیث شریف، اور فقہِ حنفی سے بہت گریز کرتے ہیں۔ ادھر اُدھر کی باتوں سے اپنا مسلک ثابت کرتے ہیں۔

تمام رسالہ میں نذرِ عرفی ایک من گھڑت مفروضہ کھڑا کیا ہے، اور اسے عوام کی اصطلاح قرار دیا ہے۔ ظاہر ہے کہ عوامی چیز کے لئے دلائل بھی عوامی اور سطحی نہ ہوتے تو کیا ہوتے۔ بریلوی حضرات کا سارا مذہب عوامی اور ہنگامی چیزوں پر کھڑا ہے۔ اگر کوئی منصف مزاج ان تمام اختلافی مسائل کو تحقیقی نظر سے دیکھے تو محسوس کرے گا کہ

Marfat.com

ایک طرف سنجیدگی اور متانت ہے، دوسری طرف شور و غل اور ہنگامہ آرائی ایک طرف سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش اور اتباع کی فکر ہے۔ دوسری طرف دین میں نئے نئے محاورات۔ نئے مسائل اور نئی بدعات کو جاری کرنا خدمتِ اسلام سمجھی گئی ہے۔ ایک طرف اہلِ حق ہیں، جو بدعات کے خبیث درخت کو سرزمینِ اسلام سے اکھاڑ رہے ہیں۔ دوسری طرف یہ لوگ ہیں جو عُرف اور مجاز کی آڑ میں اسلام کی فطرت کو مسخ کرنا چاہتے ہیں۔ حضرت امام مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ مکتوبات شریف دفتر دوم مکتوب نمبر ۵۴ میں کیا خوب علماءِ بدعت کی گت بناتے ہیں۔

ترجمہ:۔ بدعت کے نام و نشان سے پرہیز۔ یہاں تک کہ بدعتِ حسنہ سے بھی بدعت سیئہ یعنی بُری بدعت کی طرح بچے تب اس دولت یعنی قُربِ الٰہی کی خوشبو اس کی جان کی ناک تک پہنچے گی۔ اور یہ بات آج کل مشکل ہے۔ کیونکہ سارا جہان بدعت کے دریا میں غرق ہے۔ اور بدعت کے اندھیروں میں آرام کر رہا ہے۔ کس کی طاقت ہے کہ بدعت کو اُٹھانے کا دم مارے اور سنت زندہ کرنے کے لئے بولے۔ اس وقت کے اکثر علماءِ بدعت کو رواج دینے والے ہیں اور سنت کو مٹانے والے۔ جو بدعتیں پھیل چکی ہیں ان کو عام دستور سمجھ کر ان کے جائز ہونے بلکہ اچھا ہونے کا فتوےٰ دیتے ہیں اور بدعت کی طرف لوگوں کی رہنمائی کرتے ہیں کیا کہتے ہیں اگر گمراہی پھیل جائے اور باطل مشہور ہو جائے تو

Marfat.com

یہ دستور بن جاتا ہے ۔ کیا نہیں جانتے کہ کسی چیز کا رواج پانا، اور مشہور ہو جانا خوبی کی دلیل نہیں ۔ رواج وہی معتبر ہے جو پہلے مبارک زمانہ سے آرہا ہو یا سب مسلمانوں کے اتفاق سے حاصل ہوا ہو ۔

اس کے بعد حضرت امام مجدد الف ثانی فتاوٰی غیاثیہ کی عبارت کا لمبا حوالہ دے کر فرماتے ہیں ۔

اگر جاہل، بے دین، شراب بیچنے اور سود کھانے پر اتفاق کر لیں تو کیا یہ بھی حلال ہو جائے گا ۔

یہ رسالہ دیکھ کر ہم حیران ہیں کہ یہ لوگ اس علم و عقل کے ہوتے ہوئے اس اندازِ فکر کی موجودگی میں حنفیت کا دعوٰے کس منہ سے کرتے ہیں حنفی کہلانے کا حق دار تو وہ ہے جو امام اعظم ابوحنیفہ رح اور آپ کے مسلک آپ کی فقہ کی مستند کتابوں سے سند پکڑے ۔ مگر یہاں یہ اُلٹی گنگا چل رہی ہے کہ نام کو حنفی ہیں بلکہ حنفیت کے ٹھیکیدار ہیں ۔ بات بات میں یہ دعوٰے ہے ہم ہیں حنفی اہل سنت والجماعت، مگر مسئلہ نذر عرفی ثابت کرنے کے لئے کہیں شافعیوں کا سہارا لیا، کہیں حنبلیوں کا، اور وہ بھی ادھر ادھر کی بے تکی باتیں ہیں دھوکا اور فریب ہے ۔ چنانچہ ناظرین دیکھ لیں گے انشاء اللہ تعالٰی ۔

تمام رسالہ میں فتاوٰی عزیزی کے سوا کسی معتبر کتاب کا نام نہیں لیا ۔ ہمیں خوشی ہوئی کہ آپ لوگ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے خاندان سے ابھی

Marfat.com

تک کچھ تعلق رکھتے ہیں۔ بعض علمائے بدعت تو ان سے کٹ چکے ہیں لیکن چونکہ آپ نے شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کو عزت کی نظر سے دیکھا ہے اور ہیں بھی یہ بزرگ عزت کے قابل۔ تو ہم آپ کو مسئلہ نذرِ عرفی کا جواب شاہ صاحب کے فتاویٰ عزیزی سے سنائیں گے۔ اس کے علاوہ نذرِ عرفی کا مسئلہ فتاویٰ عالمگیری، بحرالرائق، دُرِّ مختار، اور فتاویٰ شامی سے عرض کریں گے۔

نذر کا بیان

نذر لغوی - اپنے نفس پر غیرلازم چیز کو لازم کرنا۔ اِنذار کے معنی آگاہ کرنا، علم دینا (قاموس) عموماً خطرہ کے موقع میں استعمال ہوتا ہے۔

نذرشرعی - کسی نیک کام کو خداوند تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لئے یا اپنا مقصد حاصل کرنے کے لئے اپنے آپ پر لازم کرلینا۔

پہلا نذر مطلق ہے۔ دُوسرا معلق۔ بشرطیکہ جو منت مانی ہے وہ کام شریعت میں فرض واجب بھی ہو۔ مثلاً نماز، روزہ، حج، خیرات، قربانی وغیرہ۔ کیونکہ نماز کی قسم میں پانچ نمازیں شریعت میں فرض موجود ہیں۔ اسی طرح روزہ بھی رمضان کا فرض ہے تو روزہ کی منت بھی صحیح ہوئی۔ خیرات، حج، قربانی وغیرہ سب کی منت صحیح ہے۔ کیونکہ یہ سب چیزیں منت کے علاوہ بھی شریعت میں فرض یا واجب کا درجہ رکھتی ہیں۔ لیکن بیمار پُرسی کی منت صحیح نہیں کیونکہ بیمار پُرسی شریعت

Marfat.com

میں فرض واجب نہیں ہے۔ دوسری شرط یہ ہے کہ جس چیز کی منّت مانی ہے وہ عبادتِ مقصودہ ہو وسیلہ نہ ہو۔ مثلاً وضو نماز کا وسیلہ ہے اس لیئے اس کی منّت لازم نہیں ہوتی۔ تیسری شرط یہ ہے، کہ منّت اس چیز کی ہو جو فی الحال یا آئندہ اس پر فرض نہ ہو۔ چوتھی شرط یہ ہے کہ جس بات کی منّت کی ہے وہ گناہ کی بات نہ ہو ورنہ نذر لازم نہ ہوگی۔ (فتاویٰ عالمگیری وغیرہ)

نذرِ مطلق یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے شوق سے اپنے آپ پر بشرائطِ مذکورہ کوئی عبادت لازم کرے۔ مثلاً اتنے روزے رضائے الٰہی کے لیئے ضرور رکھوں گا۔ یا اتنی رکعت نماز یا اتنی خیرات وغیرہ

نذرِ معلّق یہ ہے۔ یا اللہ! اگر میرا فلاں کام ہو جائے تو میں اتنی رکعت نماز، یا روزہ، یا اتنے مسکینوں کو کھانا کھلاؤں گا، یا فلاں گلی محلّہ، یا فلاں مزار پر رہنے والے مسکینوں کو کھانا کھلاؤں گا۔ اگر وہاں مسکین لوگ رہتے ہوں تو کھانا کھلانا جائز ہے۔ مگر یاد رہے کہ اس میں شرط یہ ہے کہ اس بزرگ کو خوش کرنا، یا اس سے فائدہ حاصل کرنا مقصود نہ ہو، بلکہ بزرگ کا ذکر مسکینوں کی پہچان کے لئے ہو جیسے فلاں محلّہ کے مسکین، فلاں مسجد کے درویش وغیرہ۔ اسی طرح فلاں مزار کے درویش کہ دیا۔ اگر بزرگ کو خوش کرنا اور اس سے تقرّب مقصود ہو تو باطل، حرام اور شرک ہے۔

Marfat.com

نذرِ عُرفی۔ یہ مولوی محمد عبداللہ صاحب کے لفظوں میں اس طرح ہے، کہ
"اگر میرا فلاں کام ہو گیا تو غوث کے نام کی دیگ دوں گا"۔
یہ حرام ہے اور ناجائز، تفصیل آگے دیکھئے، حنفی فقہ کی معتبر کتابوں کے حوالے غور سے پڑھئے۔

نذر کا فائدہ کیا ہے؟

عن ابی ھریرۃ وابن عمر قالا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تنذروا فان النذر لا یغنی من القدر شیئاً وانما یستخرج بہ من مال البخیل (متفق علیہ)

ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہ اور ابنِ عمر رضہ سے روایت ہے کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ منت نہ مانا کرو کیونکہ منت تقدیر سے نہیں بچا سکتی، یعنی تقدیر کو بدل نہیں سکتی۔ اور اس کے سوا کچھ بھی نہیں کہ منت کے ذریعہ سے کنجوس کے ہاتھ سے کچھ مال نکل جاتا ہے۔

بعض لوگوں کا خیال ہوتا ہے کہ منت تقدیر کو بدل سکتی ہے۔ اس خیال کی تردید میں فرمایا، اس خیال سے منت نہ مانو کہ منت سے تقدیر ٹل جاتی ہے خدا کی تقدیر کو خدا کے نام کی منت بھی نہیں بدل سکتی، سخی تو ہر حال میں مال خرچ کرتا ہے، اور کنجوس کی یہ حالت ہے کہ جب مصیبت نے اس کی گردن کو آ دبوچا تو لگا منت ماننے۔ پھر اگر خدا کی تقدیر سے اس مصیبت کا ٹلنا مقدر ہے تو ٹل جائے گی، اور کنجوس کو مال بھی دینا پڑا

Marfat.com

یہ فائدہ ہے اس منت کا جو اللہ رب العالمین کے نام کی مانی جائے۔
البتہ اولیاء اللہ کی منت سے تقدیر ٹل جانے کا خطرہ ہے۔ کیونکہ چودھویں صدی میں جاہلوں کے عقیدہ میں خداوند تعالیٰ اپنی خدائی بزرگوں کو دے چکا ہے۔ خدائی کا نظام بدل چکا ہے۔ انقلاب۔ انقلاب۔ یہی وجہ ہے کہ بزرگوں کی منتیں ماننے والے ہر مقصد میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ ان میں کوئی بے اولاد نہیں ہوتا۔ کوئی غریب، نادار نہیں ہوتا۔ ہر مصیبت کا علاج، ہر مرض کی دوا ڈھونڈ نکالی ہے۔ اِدھر بیچارے خداوند تعالیٰ سے مانگنے والے خستہ حال ہیں، بے اولاد ہیں، فاقوں مرتے ہیں، کیونکہ خداوند تعالیٰ کو گرفت میں لانا انسانی طاقت سے باہر ہے۔
حقیقت یہ ہے کہ نذرِ معلق اگرچہ خداوند تعالیٰ کے نام کی ہو ایک سودا بازی ہے۔ دراصل مشکلات اور مصائب کے وقت اسلام کی اصلی تعلیم رجوع الی اللہ استغفار، صبر، نماز، اور دُعا ہے۔ دعا کے متعلق بھی بے نیازی سے فرما دیا فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُونَ إِلَيْهِ إِنْ شَاءَ یعنی اگر خداوند تعالیٰ چاہیں تو تمہاری دُعا سے مصیبت کھول دیں، نہ چاہیں تو نہ کھولیں، نیز ایسے موقع پر صدقہ بہت مفید چیز ہے۔ ایک شخص تو وہ ہے، جو مصیبت کے وقت رضائے الٰہی کے لئے نقد صدقہ دیتا ہے۔ دُوسرا وہ جو خداوند تعالیٰ سے سودا بازی کرتا ہے، یا اللہ! اگر میرا فلاں کام ہو جائے تو کام ہو جانے کے بعد تیرے نام پر اتنا صدقہ دُوں گا۔ بندگی اور خدائی کے تعلق میں ناظرین غور کریں کہ کونسی صورت زیادہ بہتر ہے، پھر

Marfat.com

اگر منت بھی بزرگوں کے نام کی ہوئی تو مصیبت کے وقت شرک میں پھنسا مصیبت پر مصیبت خسر الدنیا والآخرۃ ذالک ھو الخسران المبین

اب سنئے مسئلہ نذر فقہاء حنفیہ کی کتابوں سے۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے

والنذر الذی یقع للعوام .... الخ

ترجمہ:۔ اور وہ منت جو اکثر عوام الناس مانتے ہیں اس طرح کہ کسی نیک بندے کے مزار پر جاکر یہ کہتے ہوئے مزار کا غلاف پکڑ لیتے ہیں۔ اے میرے آقا! فلاں بزرگ، اگر میرا یہ کام ہو جائے تو تیرے نام پر مثلاً اتنا سونا دوں گا، یا کچھ اور یہ نذر باطل ہے اجماعاً۔ یعنی سب علماء کا اس بات پر اتفاق ہے۔ اس مسئلہ میں کچھ اختلاف نہیں۔ ہاں اگر یہ لفظ کہے "یا اللہ میں نے تیری منت مانی ہے اگر تو میرے مریض کو شفا دیدے" یا میرا فلاں کام کر دیوے تو میں کھانا کھلاؤں گا ان مسکینوں کو جو سیدہ نفیسہ یا فلاں بزرگ کے دروازہ میں رہتے ہیں۔ یا فلاں بزرگ کی مسجد میں چٹائیاں خرید کرلے جاؤں گا مثلاً حضرت بلھا شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد، یا اس مسجد میں جلانے کے لئے تیل بھیجوں گا، یا شعائر ادا کرنے والوں کے لئے روپیہ بھیجوں گا۔ ایسی چیز جس میں مسکینوں کا فائدہ ہو، اور منت اللہ کے لئے ہو، اور مسکینوں کا ذکر جگہ بیان کرنے کے لئے ہو۔ تو یہ جائز ہے (کیونکہ یہ ایسا ہے جیسے فلاں محلہ کے مسکین

Marfat.com

اس نذر میں بزرگ کا نام صرف پہچان کے لئے ہے) لیکن اس منت کا خرچ کرنا مسکینوں کے سوا جائز نہیں۔ نہ تو کسی عالم پر بوجہ علم کے خرچ ہو سکتی ہے۔ نہ اس بزرگ کے مجاوروں پر۔ لیکن اگر تنگدست اور مسکین ہوں تو جائز ہے۔ اور جب تو نے اس بات کو پہچان لیا تو جو چیزیں روپے پیسے وغیرہ لے کر اولیاء اللہ کی قبروں پر پہنچائی جاتی ہیں ان کو خوش کرنے اور تعلق بڑھانے کی غرض سے پس یہ حرام ہے بالاتفاق یعنی سب علمائے اُمّت اس کو حرام فرماتے ہیں کچھ اختلاف نہیں۔ ہاں اگر بزرگوں کی قبروں پر کچھ چیز لے جانے کا مقصد بزرگوں سے تعلق بڑھانا نہ ہو بلکہ وہاں کے مساکین پر رحم کی وجہ سے کچھ لے جاکر تقسیم کرے تو جائز ہے بالاتفاق۔

فتاویٰ عالمگیری کی عبارت ختم ہوئی۔ اب دیکھئے بحرالرائق شرح کنز الدقائق جلد دوم صفحہ ۲۹۸

وقد قدمنا ان النذر لا یصح بالمعصیۃ فقال الشیخ قاسم فی شرح الدرر واما النذر الذی یقع للعوام علی ما ھو مشاھدٌ کان یکون لانسان غائب اومریض او لہ حاجۃ ضروریۃ فیأتی بعض الصلحاء فیجعل سترہ علی راسہ فیقول یا سیدی فلان ان رد غائبی اوعوفی مریضی اوقضیت حاجتی فلک من الذھب کذا اومن الفضۃ کذا اومن الطعام کذا اومن

Marfat.com

الماء كذا او من الشمع كذا او من الزيت كذا فهذا النذر
باطل بالاجماع لوجوهٍ منها انه نذر مخلوقٍ والنذر للمخلوق
لا يجوز لانه عبادة والعبادة لا تكون للمخلوق ومنها ان المنذور
له ميتٌ والميّت لا يملك ومنها ان ظن ان الميت يتصرف
فى الامور دون الله تعالى فاعتقاده ذالك كفر اللّهم الا ان
قال يا الله انى نذرتُ لك ان شفيت مريضى اورددت غائبى
او قضيت حاجتى ان اطعم الفقراء الّذين بباب السيدة
نفيسة او الفقراء الّذين بباب الامام الشّافعى او الامام
الليث او اشترى حصرًا لمساجدهم او زيتًا لوقودها او
دراهم لمن يقوم لشعائرها الى غير ذالك مما يكون فيه نفع
للفقراء والنذر لله عزّ وجلّ وذكر الشّيخ انّما هو محل
لصرف النذر لمستحقيه القاطنين برباطه او مسجده او
جامعه فيجوز بهذا الاعتبار اذ مصرف النذر الفقراء
وقد وجد المصرف ولا يجوز ان يصرف ذالك لغنى غير
محتاج ولا لشريف منصب لانه لا يحلُّ له الاخذ مالم
يكن محتاجًا فقير ولا لذى نسب لاجل نسبه مالم يكن
فقيرا ولا لذى علمٍ لاجل علمه مالم يكن فقيرًا ولم يثبت
فى الشرع جواز المصرف للاغنياء

ترجمہ :- اور ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ گناہ کی منت صحیح نہیں ہوتی

Marfat.com

شیخ قاسم نے شرح درر میں فرمایا ہے۔ لیکن وہ نذر جو عوام الناس مانتے ہیں جیسا کہ مشاہدہ ہے یعنی روزمرہ دیکھنے میں آتا ہے کہ کسی شخص کا کوئی آدمی گم ہو یا بیمار ہو، یا اس کو کوئی ضروری حاجت درپیش ہو۔ پس وہ کسی نیک آدمی کے (مزار) پاس جائے، اور غلاف کو سر پہ اٹھائے (ہمارے ہاں ہاتھ میں پکڑنے کا رواج ہے، یا ویسے ہی کہ دیتے ہیں) اے میرے آقا! فلاں بزرگ، اگر میرا گم شدہ واپس آجائے، یا میرا مریض تندرست ہو جائے، یا میری حاجت پوری ہو جائے تو آپ کو اتنا سونا یا اتنی چاندی یا اتنا کھانا، یا اتنا پانی، سبیل یعنی چھبیل لگاؤں گا، یا اتنی موم بتیاں قبر پہ روشن کروں گا، یا اتنا تیل چراغی ڈالوں گا۔ پس یہ منت باطل ہے یعنی ناجائز ہے سب علمائے کے اتفاق سے۔ یعنی اس مسئلہ میں کسی عالم کا اختلاف نہیں، اور ناجائز ہونے کی کئی وجوہ ہیں۔ ایک وجہ یہ ہے کہ یہ مخلوق کی نذر ہے اور مخلوق کی نذر ناجائز ہے کیونکہ نذر عبادت ہے، اور عبادت مخلوق کی نہیں ہوتی خالق کی ہوتی ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ جس کی نذر مانی ہے وہ میت ہے اور میت کسی چیز کا، یعنی دنیا کی چیز کی مالک نہیں ہو سکتی، اور ایک وجہ یہ ہے کہ اگر یہ عقیدہ رکھتا ہو کہ میت کام بناتی ہے نہ اللہ تعالیٰ تو یہ عقیدہ کفر ہے (جیسا کہ اکثر بریلویوں کا عقیدہ ہے، کہ خداوند تعالیٰ نے بزرگوں کو اختیار دے دیا ہے، جو چاہیں کریں۔ یہ عقیدہ کفر ہے) ہاں اگر یہ کہے کہ یا اللہ! میں تیری منت مانتا ہوں، اگر تو میرے مریض کو شفا دیوے، یا میرے گم شدہ کو واپس لائے، یا میری حاجت

Marfat.com

پوری کرے تو میں کھانا کھلاؤں گا ان غریبوں کو جو سیدہ نفیسہ کے یا جو
امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے دروازہ میں رہتے ہیں، یا امام لیث کے دروازہ
ہیں، یا ان بزرگوں کی مسجدوں کے لئے چٹائیاں، اور روشنی کے لئے تیل
خرید کر بھیجوں گا، یا ان مسجدوں کے خدمت گزاروں کو اتنے روپے دوں
گا، جس میں نفع ہو مسکینوں کا، اور نذر ہو اللہ تعالیٰ کی اور بزرگ کا ذکر
صرف اس لئے کیا ہو کہ مزار کے پاس، جو مسجد یا مدرسہ یا مسافر خانہ ہو اس میں
رہنے والے مسکینوں پر منّت خرچ کرنے کا نشان پہچان بیان کیا ہے۔ پس
اس اعتبار سے بزرگ کا نام لینا جائز ہے (یعنی منّت میں بزرگ کا لفظ
صرف پہچان کے لئے آیا ہے۔ بزرگ کا منّت سے کچھ تعلق نہیں۔ اگر بزرگ
کے لحاظ سے' اور بزرگ کو خوش کرنے کے لئے وہاں کے مسکینوں کو دے
تو حرام ہے۔ کیونکہ نذر عبادتِ الٰہی ہے۔ اس میں کسی کو شامل نہیں کیا جاسکتا)
کیونکہ نذر کا مصرف مساکین ہیں اور مسکین یہاں موجود ہیں۔ اور جائز نہیں
کہ منّت خرچ کی جائے دولت مند پر جو محتاج نہ ہو، اور نہ کسی شریف منصب
یعنی معزز عہدہ دار پر' افسر وغیرہ پر، کیونکہ منّت کا لینا حلال نہیں ہے، جب
تک محتاج اور فقیر نہ ہو۔ اور جائز نہیں کہ منّت خرچ کی جائے کسی قوم
کے آدمی پر قوی ہونے کی وجہ سے۔ مثلاً اپنی برادری، یا کوئی خاص برادری
جب تک غریب نہ ہو۔ اور جائز نہیں کہ منّت خرچ کی جائے کسی علم والے
پر علم کے لحاظ سے، جب تک غریب نہ ہو (ہمارے ہاں لوگ منّت کی چیز
برادری میں بھی تقسیم کرتے ہیں، امام مسجدوں اور علمائ کو بھی دیتے ہیں،

Marfat.com

منّت ادا نہیں ہوتی) اور شریعت میں منّت کا دولت مندوں پر خرچ کرنا ثابت نہیں۔

ناظرین! مقام غور ہے۔ منت میں بزرگ کا ذکر اس طرح تو آسکتا ہے جس طرح مسجد، مدرسہ، مسافرخانہ اور گلی محلّہ کا پتہ دینا ہوتا ہے۔ لیکن منّت کی چیز سے بزرگ کو خوش کرنا حرام ہے۔ پہلے زمانہ میں رواج تھا کہ بادشاہانِ اسلام کسی بزرگ کی قبر کے پاس ایصالِ ثواب کے لئے مسجد۔ مدرسہ، مسافرخانہ بنا دیتے تھے۔ وہاں مسافر، طالب علم رہتے تھے لوگ منّت ماننے کے وقت پہچان کے طور پر بزرگ کی مسجد وغیرہ کہ دیتے تھے۔ نام رکھنے میں اگر پہچان کی غرض ہو تو حرج نہیں ہے جیسے فلاں شخص کا مکان وغیرہ۔ آج کل بھی اولیاء اللہ کی قبروں پر لوگ رہتے ہیں۔ مگر بریلویوں کی شامتِ اعمال سے۔ نذرِ عُرفی کھاتے ہیں جس کی برکت سے بھنگڑ بن گئے ہیں۔ کون سا شرعی گناہ ہے جو آج کل مزارات پر نہیں ہوتا بدمعاشی، شراب نوشی اور جرائم کے اڈّے بن چکے ہیں۔ رات دن گانا بجانا ہوتا ہے۔ مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی نے احکام شریعت میں اس کو حرام لکھا ہے۔ یہ ساری برکتیں مولوی محمد عبداللہ صاحب کی نذرِ عُرفی (بزرگوں کی منّت) کی ہیں۔ درخت کو پھل سے پہچانو! اور خدا کا خوف کرو۔ تمہارے اس فتوے نے قوم کا ایک حصّہ مفلوج کر دیا ہے۔ مشرکانہ عقیدہ کی ناپاک چیز کو بزرگوں کا تبرک کہتے ہو۔ کیا اولیاءُ اللہ کو شرک سے نفرت نہیں ہے؟ کیا وہ تمہاری پیش کش کے بھوکے ہیں۔ جو

Marfat.com

لوگ مزارات پر ہمیشہ رہتے ہیں، اور دن رات ایسی نذریں کھاتے ہیں وہ گندگی کے ذخیرے بن چکے ہیں، بد اخلاقی کے سنٹر ہیں، نشہ آور چیزوں کے ٹھیکیدار ہیں۔ محکمۂ آبکاری کو اسی فیصدی جرائم ان کے ہاں دستیاب ہوتے ہیں۔ ہر سال قوم کے ہزاروں لاکھوں پاکیزہ فطرت بچوں کو افیم۔ چرس، چنڈو کی لاگ لگا رہے ہیں۔ جب کسی شریف خاندان کا نونہال ان ظالم ڈاکوؤں کے ہاتھ چڑھ جاتا ہے، تو والدین اپنی امیدوں کا خون ہوتا دیکھ کر بے ساختہ پیٹتے ہیں، مگر یہ نہیں سمجھتے کہ شاید وہ پودا بے سمجھی میں ہم نے ہی لگایا ہو جس کا پھل ہمارے گھر میں آج پہنچا ہے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

یہاں پہنچ کر ہم بریلوی دوستوں سے ایک بات پوری سنجیدگی سے پوچھتے ہیں کہ اولیاء اللہ جو آپ کے خیال میں کارخانۂ قدرت کے مالک ہیں جن کے اشارے سے حکومتیں بدلتی ہیں، اولاد، رزق، مرنا جینا اُن کے بس میں ہے تو کیا وہ اپنے مزارات کو ان گندگیوں سے پاک نہیں کر سکتے؟

یا تو یہ کہو کہ خدا کے مقبول بندے خداوند تعالیٰ کی عنایات، اور انوار و برکات میں مستغرق ہیں، ہماری گندی دُنیا سے ان کو کیا غرض، اور اگر نذر و نیاز وصول کرتے ہیں، پھر رشوت پر بھی کام کرتے ہیں، تو ذرا اپنا گھر بھی صاف رکھا کریں۔ یہ چراغ کے نیچے اندھیرا کیوں ہے بریلویوں کے بابائے اعظم کے سامنے یہ سوال پیش ہوا ہے۔ احکامِ شریعت

Marfat.com

میں ذکر آیا ہے مگر جواب کیا دیتے خاک۔ یہ باتیں درمیان میں آگئیں اب ذرا پیچھے چلئے بحرالرائق کا حوالہ ابھی جاری ہے فقیہ النفس علامہ زین الدین ابن نجیم رحمۃ اللہ علیہ نذر مخلوق کے متعلق فرماتے ہیں :-

للاجماع علی حرمۃ النذر للمخلوق ولا ینعقد ولا تشتغل الذمۃ بہ ولانہ حرام بل سحت ولا یجوز لخادم الشیخ اخذہ ولا اکلہ ولا التصرف فیہ بوجہ من الوجوہ الا ان یکون فقیرا اولہ عیال فقراء عاجزون عن الکسب وھم مضطرون فاخذہ ایضا مکروہ ما لم یقصد بہ الناذر التقرب الی اللہ تعالی۔

ترجمہ :- کیونکہ مخلوق کی منت حرام ہونے پر سب علماء متفق ہیں کسی کا اختلاف نہیں اور یہ منت بھی لازم نہیں ہوتی، ماننے والے کے ذمہ پر کچھ نہیں آتا۔ اور اس لئے کہ یہ حرام ہے بلکہ سحت ہے۔

سحت کے معنی شرمناک کام، اور جڑ سے اکھاڑی ہوئی چیز اور رشوت (از منتخب ومفرداتِ راغب) یعنی شرمناک فعل ہے۔ موجب ننگ وعار ہے۔ شرم، شرم،

اور اس بزرگ کے مزار، مسجد وغیرہ کے متولی کو اس منت کا لینا بھی جائز نہیں، کھانا بھی جائز نہیں، اور اس میں کسی طرح کا تصرف یعنی لے کر کسی کو دینا بھی جائز نہیں، لیکن اگر محتاج ہو یا اس کے ذمہ پر جن مساکین کا بوجھ ہے وہ کام کرنے کی طاقت نہ رکھتے ہوں، اور بھوک سے مضطر یعنی بے بس

Marfat.com

اور لاچار ہوں پھر بھی اس منت کی چیز کا لینا ناپسند ہے جب تک منت ماننے والے نے قربِ الٰہی کی نیت نہ کی ہو۔

مطلب یہ ہے کہ غیر اللہ کی منت میں جو شرک کی وجہ سے پلیدی اور حرمت پیدا ہوتی ہے وہ مردار وغیرہ سے زیادہ ہے۔ اضطراری حالت میں جب کہ انسان بھوک سے جاں بہ لب ہو تو مردار وغیرہ کو بقدرِ ضرورت کھانے کی اجازت ہے۔ لیکن یہ غیر اللہ کی منت پھر بھی ناپسند اور قابلِ کراہت و نفرت ہے۔ علمائے اسلام اور فقہائے کرام کا دینی جذبہ اور اسلامی غیرت قابلِ غور ہے کہ بزرگوں یا نبیوں ولیوں کی منت کو مردار سے بھی بڑھا دیا۔ خود انبیائے کرام اور اولیائے اللہ کی تعلیم بھی یہی ہے۔ اسلام کا خدا بھی غیرت والا ہے اور رسول کریم بھی غیور ہیں صلی اللہ علیہ وسلم۔ آگے چلئے

وصرفہ للفقراء ویقطع النظر عن نذر الشیخ

یعنی مردار سے بھی بدتر ہے جب تک رضائے الٰہی کا حصول اور مسکینوں پر خرچ کا جذبہ اور بزرگ کی نذر سے قطع نظر نہ کرے۔

یعنی منت کو حلال کرنے کی تین شرطیں ہیں۔ خداوند تعالیٰ سے نزدیک اور قریب ہونے کا جذبہ، مسکینوں اور غریبوں پر رحم و کرم کا جذبہ، تیسری شرط عدمی ہے یعنی نذر ماننے والے کے دل میں بزرگ کی نذر کا خیال بالکل نہ ہو ورنہ حرام ہو جائے گی۔ آگے دیکھئے!

فاذا علمت ھذا فما یؤخذ پس جب تو نے اس بات کو سمجھ لیا تو

Marfat.com

من الدراهم والشمع والزيت وغيرها وينقل الى ضرائح الاولياء تقربًا اليهم فحرامٌ باجماع المسلمين مالم يقصدو بصرفها للفقراء الاحياءً قولاً واحدًا (بحر الرائق کی عبارت ختم ہوئی)

جو چیزیں روپیہ پیسہ، موم بتی تیل وغیرہ لے کر اولیاء اللہ کے مزارات پر لے جاتے ہیں بزرگوں کو خوش کرنے اور ان سے تعلق بڑھانے کے لئے۔ یہ تمام مسلمانوں کے اتفاق سے حرام ہے جب تک کہ خرچ کرنے کا مقصد زندہ مسکینوں پر رحم کرنا نہ ہو۔ سارے علماء اسلام اس مسئلہ میں یک زبان ہیں۔

یعنی اگر یہ نیت ہو کہ وہاں کے مسکین تکلیف زدہ ہیں تو جائز ہے۔ اگر بزرگ کی منت مانی تو ماننا بھی حرام، لے جانا بھی حرام، وہاں کے لوگوں کے واسطے اُسے ہاتھ لگانا یعنی تصرف بھی حرام۔ لے کر کسی کو دینا بھی حرام، اور بھوک سے مرتے ہوں پھر بھی ان کے واسطے مُردار سمجھ کر کھانا بھی ناپسندیدہ فعل ہے۔ ہمارے حنفی بلکہ چکڑ حنفی بھائیوں کے لئے یہ مقام قابلِ غور ہے۔ بحر الرائق فقہ حنفیہ کی معتبر ترین کتاب ہے۔ فتاوی عالمگیری، درمختار، فتاویٰ شامی، اور بہت سی معتبر کتابیں اس کے پیچھے چلتی ہیں۔

مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی نے احکام شریعت اور دوسرے رسائل میں اس کتاب کا قدم قدم پر حوالہ دیا ہے۔ اس حوالہ میں نذر کے متعلق کتنی باتیں معلوم ہوئیں۔

(۱) اے بزرگ! اگر میرا کام ہو جائے تو تیرے نام کی یہ چیز دوں گا،

Marfat.com

علماء کے اتفاق سے باطل ہے، حرام ہے، شرمناک ہے۔

مگر مولوی عبداللہ صاحب رسالہ نذر اولیا کے صفحہ ۳ پر لکھتے ہیں "مثلاً یہ کہا اگر میرا فلاں کام ہوگیا تو غوث کے نام کی دیگ پکاؤں گا" یہ بالکل جائز ہے" دیکھیے دین کے مالک بنے بیٹھے ہیں۔ حنفی بلکہ شافعی، مالکی، حنبلی تمام علماءِ اسلام تو حرام کہتے ہیں مگر مولوی عبداللہ صاحب بالکل جائز کہتے ہیں۔ حضرت کیا یہ نذر عرفی نہیں؟ یہ باطل اور حرام وغیرہ وغیرہ کس چیز کو کہا جارہا ہے؟ ایصال ثواب کا نذر سے کیا تعلق ہے؟ اگر میرا کام ہو جائے تو ایسا کروں گا یہ الفاظ کدھر جا رہے ہیں؟ کیا شریعت میں ایصال ثواب کے لیے یہ الفاظ کہیں آئے ہیں؟ معتبر کتاب کا حوالہ دیجیے؟ ایصال ثواب کے الفاظ کیا ہیں اور یہ بھی واضح فرمائیے کہ بزرگوں کی منت سے تقرب الٰہی کس طرح حاصل ہوتا ہے؟ اس کے متعلق قرآن وحدیث اور فقہ کی دلیل کیا ہے؟

۲۔ یا اللہ اگر تو میرا کام کر دے تو میں عام مسکینوں کو، یا کسی خاص گلی، محلہ، مسجد، مزار کے مسکینوں کو اتنا کھانا کھلاؤں گا۔ یہاں اس بزرگ کا نام اس لیے نہیں ہے کہ اسے خوش کرنا ہے یا نذر کے ذریعہ ان سے تعلق بڑھانا ہے۔ تعلق بڑھانے کے طریقے اور ہیں نیکیاں کرو اور نیکوں کے واسطے دعا کرو وغیرہ۔ لیکن خدائی میں شریک ہونے کے وہ خواہشمند نہیں ہیں۔ بلکہ بزرگ اور ولی کا ذکر مساکین کا ٹھکانا مقرر کرنے کیلیے ہے چونکہ اس میں شرک کی ملاوٹ نہیں ہے اس لیے جائز ہے۔

اس سے قبل فتاویٰ عالمگیری کی عبارت کا حوالہ گزر چکا ہے۔ تقریباً یہی مضمون

Marfat.com

فقہ حنفیہ کی معتبر ترین کتاب درِ مختار میں موجود ہے۔ فتاویٰ شامی جلد ۲ صفحہ ۱۷۵ پر بحر الرائق کی یہی عبارت تمام کی تمام موجود ہے۔ اختصار کے لئے اندراج نہیں کیا گیا۔ نیز یہی عبارت النہر الفائق میں موجود ہے (بحوالہ بحر)

اب یہاں تین چیزیں ہیں۔ کسی مقبولِ بارگاہ کے توسل سے دعا مانگنا اِس کا بیان آگے آئے گا۔

ایصالِ ثواب، ثواب پہنچانا۔ اس کا طریقہ نذر سے الگ ہے۔ اس کا بیان آئے گا۔

تیسری چیز نذر ہے، یہ خداوند تعالیٰ سے خاص ہے۔ اس میں ایصالِ ثواب کی گنجائش نہیں۔ ثواب بھیجنے کو نذر کرنا تو عرف میں کہہ سکتے ہیں، نذر ماننا نہیں کہہ سکتے۔ آپ نے نذر ماننا کہا ہے۔ دیکھئے صفحہ ۷ "لوگ حضرت پیرانِ پیر کی منت مانتے تھے، اور اگر میرا کام ہو جائے تو میں غوث کے نام کی دیگ پکاؤں گا" یہ ایصالِ ثواب نہیں ہے، یہ نذر حرام ہے قطعاً۔ ایصالِ ثواب کا یہ طریقہ کہاں سے سیکھا؟ ذرا بتائیے تو۔

آپ نے بلکہ آپ کی جماعت نے ان باریکیوں کو نہ سمجھنے کی وجہ سے تینوں چیزوں کو گڈ مڈ کر دیا۔ توحید کا مسئلہ سخت نازک ہے۔ سخت احتیاط چاہیئے۔

اب ہم آپ کو فتاویٰ عزیزی کی سیر کرائیں گے۔ فتاویٰ عزیزی صفحہ ۹۲ زندہ جانور کی منت ..... الخ

"جانور اس صورت میں حرام ہو جاتا ہے، اور دوسری بے جان چیزیں کھانا، مٹھائی وغیرہ جو بطور منت ہوں، ان کا کھانا قریب بحرام ہے،

Marfat.com

بشرطیکہ غیراللہ کی نذر کی نیت ہو، جیسا شیخ سدو کے گلگلے، اور
شیخ بُوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی سہ مُنّی وغیرہ"
مولوی محمد عبداللہ کی خدمت میں گزارش ہے کہ رسالہ نذرِ اولیأ کے صفحہ ۵
پر جتنی چیزیں آپ نے بیان کی ہیں، ان کو اس حکم میں کیوں نہ شامل کیا جائے
شیخ سدو کے گلگلے، بُوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی سہ مُنّی، غوث الاعظم کی
گیارھویں[1]، حضرت امام جعفر صادق رضہ کا کُونڈا، حضرت سیدہ فاطمہ رضہ کی
کھیر، میلاد شریف کی شیرنی، اصحاب کہف کا توشہ وغیرہ وغیرہ۔
شاہ عبدالعزیز صاحب نے جس اصُول کے مطابق حضرت بوعلی قلندرؒ کی
سہ مُنّی کو حرام کے قریب فرمایا ہے، یعنی غیراللہ کی نذر۔ اس اصُول میں یہ سب
چیزیں داخل ہیں۔ نہیں ہیں تو کس طرح ؟ وہی ماحول ہے، وہی شرک کے
جذبات ہیں، بلکہ جہالت اور دین سے بے خبری کچھ زیادہ ہو رہی ہے۔ بھلا
جس خدا کے ہاتھ میں کچھ اختیار نہ ہو، جو برطانیہ کے تاج کی طرح فرضی خدا ہو،
اس کی عزت کون کرے، اس کی نذر کون مانے ؟ ایسے ماحول میں غیراللہ کی
نذر ماننے والے جب لفظوں میں خداوند تعالیٰ کا نام لینا بزرگوں کی بے ادبی سمجھتے ہیں
کیا نیت اور ارادہ میں یہ شرک گوارا کریں گے۔

کرے غیر گر بُت کی پُوجا تو کافر، جو ٹھہرائے بیٹا خدا کا تو کافر
جُھکے آگ پہ بہرِ سجدہ تو کافر، کواکب میں مانے کرشما تو کافر
مگر مومنوں پہ کُشادہ ہیں راہیں،
پرستش کریں شوق سے جس کی چاہیں

[1] اس لئے کہ گیارھویں جب منت کے طور پر ہو تو یقیناً حرام ہے۔ ایصالِ ثواب جائز ہے۔

Marfat.com

نبی کو جو چاہیں خدا کر دکھائیں، بزرگوں کا رتبہ نبی سے بڑھائیں،
مزاروں پہ دن رات نذریں چڑھائیں، شہیدوں سے جا جا کے مانگیں دعائیں
نہ توحید میں کچھ خلل اس سے آئے
نہ اسلام بگڑے، نہ ایمان جائے (حالی)

نیز فتاویٰ عزیزی جلد دوم صفحہ ۱۵۸۔ عالمگیری، درمختار، بحرالرائق شرح کنز الدقائق اور نہر الفائق کا حوالہ دیکھیے۔

ایصالِ ثواب کا ایک ضروری اصول

فتاویٰ عزیزی صفحہ ۹۳

سوال:۔ ربیع الاول کے مہینہ میں خداوند تعالیٰ کی رضا کے لئے کھانا پکانا، اور اس کا ثواب حضرت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کو، یا محرم میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ، اور دوسرے اہلِ بیتِ اطہار کو پہنچانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:۔ انسان اپنے کام میں مختار ہے کہ اپنا ثواب بزرگوں کے لئے کرسکتا ہے۔ لیکن اس کام کے لئے وقت، دن، اور مہینہ مقرر کرلینا بدعت ہے۔ ہاں اگر یہ کام ایسے وقت میں کریں کہ اس میں ثواب زیادہ ملتا ہے مثلاً ماہِ رمضان کہ اس میں مومن کے عمل کا ثواب دوسرے مہینوں سے ستر گنا زیادہ ہو جاتا ہے تو حرج نہیں ہے۔ کیونکہ پیغمبر علیہ السلام نے لوگوں کو اس کام پر رغبت دلائی ہے بقول حضرت علی مرتضےٰ کرم اللہ وجہہ، اور جس چیز پر صاحبِ شریعت کی ترغیب اور وقت کی تعیین نہ ہو، وہ کام بے فائدہ ہے اور

Marfat.com

حضورِ انور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنّت کی مخالفت ہے۔ سنّت کی مخالفت حرام ہے۔ پس ہرگز یہ کام جائز نہ ہوگا۔ اور اگر کسی شخص کا دِل چاہے، کہ ربیع الاوّل یا محرّم میں ثواب پہنچاؤں، تو پوشیدہ خیرات کرے تاکہ نمود اور نمائش نہ ہو۔ مطلب یہ کہ رسم نہ بنے۔

اِس حوالہ سے چند باتیں معلوم ہوئیں :-

۱- ایصالِ ثواب یعنی ثواب پہنچانا، جس کو آپ نذرِ عُرفی کہتے ہیں اِس کا صحیح طریقہ یہ ہے۔ اللہ کے نام پر کھانا پکانا، اور اس کا ثواب، مہینہ دن، وقت کی خصوصیت سے الگ ہو کر حضورِ انور علیہ الصلوٰۃ والسلام یا آپ کے اہلِ بیت وغیرہ متعلقین کو بھیجنا۔

کسی شخص نے سوال کیا ہے کہ عوام النّاس سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو عام طور پر ماہِ ربیع الاوّل میں ایصالِ ثواب کرتے ہیں، اس خیال سے کہ اس ماہ میں ولادت اور وفات شریف ہوئی ہے۔ اِسی طرح حضراتِ اہلِ بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین پر محرّم میں مصیبت گزری ہے۔ اس خیال سے لوگ محرّم میں ایصالِ ثواب کرتے ہیں، یہ کیسا ہے؟ شاہ صاحب فرماتے ہیں، یہ بدعت ہے۔ اس کی بجائے رمضان کی فضیلت چونکہ حدیث سے ثابت ہے۔ اس لیے رمضان میں ربیع الاوّل اور محرّم سے ستر گنا ثواب زیادہ ہوگا +

۲- فضیلت قیاسی چیز نہیں روایتی چیز ہے +

۳- جس کام کو صاحبِ شریعت علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ نے مقرر نہ فرمایا ہو، اُسے مقرر کر لینا فضول ہے، بے فائدہ ہے، بلکہ خلافِ سنّت ہے، اور

Marfat.com

سنت کی مخالفت حرام ہے۔ پس ناجائز ہے، ایسے کام مقرر نہ کئے جائیں، کرنے ہوں تو دل میں نیت کر کے خاموشی سے کر دئیے جائیں، تاکہ رسم نہ پڑے، مگر یہ اعتقاد رکھنا غلط ہے کہ اس مہینہ میں ضروری ہے" یا بہتر ہے، بہتر تو رمضان میں ہے۔ دن مقرر کرنے کی بات چل پڑی، تو لگے ہاتھوں شیخ عبدالحق محدث دہلوی رح کا حوالہ بھی قبول فرمائیے:۔

ما ثبت بالسنۃ صفحہ ۱۶۹

"میں کہتا ہوں کہ میں نے شیخ امام عبدالوہاب متقی سے مقررہ دنوں میں عرس کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ مشائخ کے طریقے اور عادتیں ہیں اور انکی اس میں کچھ نیتیں ہیں۔ میں نے کہا باقی دنوں کو چھوڑ کر اس دن کو مقرر کر لینا کیسا ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ جہانی عام سنت ہے۔ پس دن مقرر کرنے میں جو اعتراض ہوتا ہے اس پر خیال نہ کرو۔ اس کے نظائر بھی موجود ہیں.... پس یہ عرس مطلقاً چونکہ مہمان نوازی ہے اس لئے تو سنت ہے اور دن کی خصوصیت کی وجہ سے بدعت ہے، پھر فرمایا کہ بعض پچھلے لوگوں نے مشائخ مغرب سے کہا ہے کہ جس دن بزرگ جناب الٰہی میں پہنچتے ہیں، اس دن خیر و برکت اور نورانیت کی توقع زیادہ ہوتی ہے بہ نسبت دوسرے دنوں کے۔ پھر شیخ نے تھوڑی دیر سر جھکا کر سوچا، پھر سر اٹھا کر فرمایا۔ پہلے زمانہ میں تو ان چیزوں سے کوئی چیز بھی نہ تھی صرف پچھلے لوگوں نے

Marfat.com

ان چیزوں کو پسند کیا ہے"
دیکھئے عُرس کے جواز کی یہی صُورت بتائی کہ مہمان نوازی عام سُنّت ہے وہ بھی دن کی خصوصیت سے بدعت بن سکتی ہے۔ مگر سوال یہ ہے، کہ آج کل جو لوگ عُرسوں پر جاتے ہیں وہ تو دِلوں میں منّت، مُراد اور شرک کے انبار لے کر جاتے ہیں۔ کیا وہ عام مہمان ہیں؟
دُوسری بات یہ ہے کہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے اُستاد نے غور وفکر کے بعد جو بات ارشاد فرمائی ہے، وہ بہت فیصلہ کُن ہے کہ پہلے مبارک زمانہ میں تو ان میں سے کوئی چیز بھی نہ تھی۔ یہ چیزیں پچھلے لوگوں نے پسند کی ہیں۔ اور پچھلوں کی پیداوار ہیں۔
اب ہم بریلوی حضرات سے عرض کرتے ہیں کہ تمہاری تاریخ پیدائش معلوم ہو گئی، جب سے یہ چیزیں پیدا ہوئی ہیں اسی وقت سے بریلوی پیدا ہوئے اور سلف صالحین کے دَور میں یہ چیزیں نہ تھیں تو بریلوی کہاں تھے؟ پھر تم اہلِ سُنّت حنفی کس منہ سے کہلاتے ہو؟ تمہارے پیر بزرگ تو تمہیں نئی پود بتلا رہے ہیں۔ بدعتی کا معنیٰ بھی یہی ہے۔ اب یہ بات آپ ہی بتلائیں کہ یہ متاخرین کا دور کب سے شروع ہوا؟ تمہاری عُمر کتنی ہے؟ ہمارے خیال میں تو بریلوی بچّہ تین چار صدیوں کی پیداوار ہے۔

ع کے آمدی و کے پیر شدی!

شیخ جلال الدین سیوطی نے شرح الصدور میں جو روایت قال محمد ابن ابراھیم کان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یاتی قبور الشھداء

Marfat.com

علیٰ راس کل حولٍ ..... الخ بیان کی ہے اس حدیث کو مولوی محمد شریف صاحب نوری نے بھی مسئلہ گیارھویں میں تخصیص کی دلیل کے طور پر بیان کیا ہے یہ حدیث محدثین کے نزدیک متصل الاسناد اور مرفوع نہیں ہے اس لئے ایسے اختلافی موقع میں کارآمد نہیں ہے۔ طبقۂ رابعہ یعنی چوتھے درجے کی حدیث میں حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی عجالۂ نافعہ میں فرماتے ہیں:-

"طبقۂ چہارم احادیثے کہ نام ونشانِ آں ہا در قرونِ سابقہ معلوم نبود" ...... الخ

ترجمہ:- چوتھا درجہ وہ حدیثیں کہ ان کا نام ونشان بھی پہلے زمانوں میں نہ تھا، اور پچھلے لوگوں نے ان کو روایت کیا ہے۔ پس ان حدیثوں کا حال دو صورتوں سے باہر نہیں ہے، یا تو پہلے زمانہ کے محدثین نے تلاش اور تفتیش کی مگر ان حدیثوں کا کچھ اصل نہ پایا تو ان کی روایت میں مشغول نہ ہوئے، یا روایت کا کچھ اصل پایا اور اس میں خرابی اور خلل دیکھا تو انہیں چھوڑ دیا۔ بہر صورت یہ روائتیں قابل اعتماد نہیں ہیں کہ کسی عقیدہ یا عمل کو ثابت کرنے کے لئے ان سے دلیل پکڑی جائے۔ اور اس قسم کی ناقابل اعتماد حدیثوں میں بہت سی کتابیں تصنیف ہو چکی ہیں، ہم کچھ تھوڑی سی شمار کرتے ہیں۔ کتاب الضعفاء لابن حبان۔ تصانیفِ حاکم۔ کتاب الضعفاء للعقیلی کتاب الکامل لابن عدی تصانیفِ ابن مردویہ۔ تصانیفِ خطیب

Marfat.com

(یہ خطیب وہی ہے جس کا حوالہ مولوی محمد عبداللہ صاحب نے رسالہ نذرِادلیائ کے صفحہ ۸ پر دیا ہے، اور انہیں مُصنّف مشکوٰۃ کہا ہے)

تصانیف ابن شاہین، تفسیر ابنِ جریر، تصانیف دیلمی، تصانیف ابی نعیم، تصانیف ابنِ عساکر، تصانیف جوزقانی، تصانیف ابوالشیخ تصانیف ابن نجار وغیرہ، یہ سب کتابیں ضعیف ہیں"۔

چند سطر بعد لکھتے ہیں:۔

"شیخ جلال الدین سیوطی رحؒ کی تمام تصنیفات کا سرمایہ رسائل اور نوادر ہیں خود یہی کتابیں ہیں۔ ان کتابوں کی حدیثوں سے مشغول ہونا، اور ان سے مسائل نکالنا بے فائدہ معلوم ہوتا ہے"

چلئے چھٹی ہوئی، شاہ عبدالعزیز صاحب رحؒ نے بریلوی مذہب کا گھروندا ہی اُکھاڑ دیا۔ نہ رہے بانس، نہ بجے بانسری، ان بیچاروں نے کھانے پینے کے واسطے ختم درُود، تیجا، چوتھا، چہلم وغیرہ جو بہانے بنا رکھے ہیں۔ وُہ سب کے سب انہی کتابوں کے سہارے پر قائم تھے، اگر یہ کتابیں دُنیا میں نہ ہوتیں تو بریلوی مذہب پیدا ہی کہاں سے ہوتا، اور زندہ رہتا کس سہارے پر؟ یہاں تو سب قصہ کہانی سے مسئلہ بن رہا ہے۔ ایک قصوری واعظ بریلوی نے وعظ میں فرمایا تھا، قیمتی موتی اگر گندی نالی میں گر جائے تو اس کی قیمت کم نہیں ہوتی، یہ ایک مثال ہے۔ اِس سے مسئلہ یہ نکلا کہ سادات کو ہر قسم کے گناہوں کی کھُلی چھٹی ہے۔ دیکھئے مولوی محمد عبداللہ صاحب نے تمام رسالہ میں صرف ایک حدیث لکھی ہے، وہ بھی ہماری دلیل ہے۔ باقی خیر، نوری صاحب

نے دو حدیثیں لکھی ہیں۔ ایک تو یہی روایت جلال الدین سیوطی کی، جس کا حشر آپ دیکھ رہے ہیں۔ دُوسری اتنی بے بُنیاد اور جھُوٹی ہے کہ مُلا علی کی تصنیف کتاب اوزجندی دُنیا بھر میں کوئی کتاب ہے ہی نہیں۔

اہلِ بدعت کی عادت ہے کہ ان کے بزرگ کوئی جھُوٹا افسانہ بنا دیتے ہیں اور پچھلے بے سوچ سمجھے مکھّی پر مکھّی مارتے جاتے ہیں۔

خدا کے بندو! جو مسائل اتنے کمزور ہیں کہ ان کے واسطے رات دن جھُوٹ در جھوٹ بولنا پڑتا ہے، ان کو دین میں کیوں داخل کرتے ہو؟

دنوں کی خصوُصیت کا مسئلہ چھوڑ کر نذرِ اَولیاءؒ کی طرف رجوُع کرتے ہیں، فتاویٰ عزیزی صہ ۵۶

"ماکولات و مشرُوبات را نیز از راہِ تقرب .... الخ

ترجمہ:۔ کھانے پینے کی چیزوں کو، اور دُوسرے مال کو غیر اللہ کی نزدیکی کے خیال سے دینا شرک ہے، اَور حرام ہے۔

تقرب کے معنی کیا ہیں؟ کسی کو خوش کرنا، کسی سے تعلق بڑھانا۔ نزدیکی حاصل کرنا۔ یہی خوش کرنا اگر ایصالِ ثواب کے طور پر ہو تو جائز ہے۔ اگر نذر کی شکل میں ہو تو حرام ہے۔ انما العبرۃ للمعنی لا للفظ

مولوی محمد عبد اللہ صاحب صفحہ ۴ پر فرماتے ہیں:۔

"اگر کسی جانور کا خوُن خدا کے سوا کسی کو راضی کرنے کے لئے گرایا، تو یہ حرام ہے۔ کیونکہ یہ تقرب لغیر اللہ ہے۔ مگر خوُن خُدا کے نام پر گرایا۔ خدا کے سوا کسی کو راضی کرنے کے لئے نہیں

Marfat.com

گرایا، بلکہ گوشت لوگوں کو کھلا کر، یا ایصالِ ثواب سے اولیائے کرام کو خوش کیا تو یہ حرام نہیں"...... الخ

مولوی صاحب! یہ تو فرمائیے کہ اولیائے اللہ کو ثواب پہنچانے کے لئے کیا جانور کا خون ضرور گرانا ہے؟ کیا گوشت بازار سے نہیں ملتا؟ بات یہ ہے کہ اولیاء کو ثواب پہنچانے والے عموماً دیہات میں، اور شہروں میں بھی ایک جانور بزرگ کے نام پر منت کر دیتے ہیں۔ پھر جب منت پوری کرنا چاہتے ہیں تو اُسی جانور کو اللہ کے نام پر ذبح کر کے کھلا دیتے ہیں۔ کہتے بھی ہیں یہ چیز بزرگوں کی ہے۔ بزرگوں کی طرف سے دعوت ہے۔ تبرک ہے۔ مولوی محمد عبد اللہ صاحب نے بھی بزرگوں کو ثواب پہنچانے کے سلسلہ میں ذبح جانور کا نام لے ہی لیا۔ اندر کی بات باہر آ ہی جاتی ہے۔

بھج تاڑنے والے قیامت کی نظر رکھتے ہیں

اس کا جواب اگرچہ مسئلہ مشہور ہے۔ مگر چونکہ آپ کو شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رح سے بہت عقیدت ہے۔ اس لئے فتاویٰ عزیزی سے لیجئے:۔

فتاویٰ عزیزی ص۲۱

سوال:۔ اس صورت میں کہ کوئی شخص نیت کرے، اگر میرا کام حسب حاجت بن جائے تو سید احمد کبیر رحمۃ اللہ علیہ کی گائے یا شیخ سدّو کی بھیڑ بکری دوں گا، اور حاجت پوری ہونے پر گائے بکری کو خدا کے نام پر ذبح کرے، اور حال یہ ہے کہ نیت میں گائے بکری کو ان بزرگوں کی طرف نسبت کرتا ہے۔ اس جانور کا کھانا کیسا ہے؟

Marfat.com

جواب:۔ ذبیحہ جانور کے حلال حرام ہونے کا دار و مدار ذبح کرنے والے کی نیت اور قصد پر ہے۔ اگر تقرب الٰہی کی نیت پر، یا گوشت بیچنے کی نیت، یا دوسرے مباح امور کے لئے ذبح کرے تو حلال ہے، ورنہ حرام۔ تفسیر نیشاپوری میں ما اھل بہ لغیر اللہ کی بحث میں لکھا ہے۔ اگر مسلمان کسی جانور کو ذبح کرے، اور ذبح سے اس کی نیت اللہ کے سوا کسی سے تعلق بڑھانے کی ہو تو اسی وقت مرتد ہو جاتا ہے، اور مرتد کا ذبیحہ حرام ہے''

شاہ صاحب کی بات ختم ہوئی۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ جس شخص نے جانور کو زندگی میں ہی کسی بزرگ کی منت مانا ہوا ہو، اور پھر تقدیر سے وہ کام بھی اس کا ہو گیا تو وہ شخص اس جانور کو کس نیت سے ذبح کرتا ہے؟ کیا خدا کی رضا کے واسطے؟ نہیں حضرت اگر توحید کا عقیدہ رکھنے والا ہوتا، تو بزرگ کی منت ہی کیوں مانتا۔ اب جب مانی ہے، اور کام بھی اس کا خدا کی تقدیر سے ہو گیا، تو اب وہ جاہل توحید کا جذبہ کہاں سے لائے گا۔ اگرچہ بظاہر تکبیر سے ذبح کرتے ہیں مگر دل کی حالت مکہ کے کافروں سے بدتر ہوتی ہے۔ ذرا آگے شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلویؒ فرماتے ہیں:۔

''مشرکین عرب کفر میں مخلص تھے۔ جب کسی جانور کو غیر اللہ کے تقرب کے لئے ذبح کرتے تو نام بھی اُسی غیر کا لیتے لیکن مسلمان مشرک اس کے برعکس دوسرا طریقہ اختیار کرتے ہیں۔ کیونکہ یہ لوگ کفر و اسلام کو خلط ملط اور گڈمڈ کر دیتے ہیں۔ کیونکہ ذبح

Marfat.com

کے وقت نیت تو ہوتی ہے غیر اللہ سے تعلق بڑھانے کی لیکن زبان پر اللہ کا نام لیتے ہیں، پس پہلی چیز یعنی مکہ کے کافروں کا فعل تو صاف کفر ہے، اور دوسری چیز یعنی مشرک مسلمانوں کا فعل، یہ ایسا کفر ہے جس کی ظاہری صورت اسلام کی ہے اور اندر کفر لپٹا ہوا ہے"

سمجھے آپ؟ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی آپ کو کیا کہہ رہے ہیں۔ اندر کفر ہے باہر سے اسلام کا غلاف چڑھایا ہوا ہے۔ اب تک تو آپ لوگوں کا طریقہ ہمیشہ سے یہی رہا ہے کہ بزرگانِ دین کے پاک ناموں پر جتنا بھی گندہ اور کفریہ فعل کر لیتے کسی کو بولنے کی جرأت نہ تھی، کیونکہ بریلوی، بزرگوں کا اگر بُت بھی بنا کر کھڑا کر دیں تو اس کی تعظیم بھی ضروری ہو جاتی ہے۔ آخر بزرگوں کا بُت ہے، جو اس کے سامنے سر نہ جھکائے وہابی ہے، گستاخ ہے، بے ادب ہے، مگر یہ شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رح کون بزرگ ہیں جو آپ کو ایسی کھری کھری سُنا رہے ہیں، سمجھ میں نہیں آتا، یہ آپ کے پروپیگنڈہ سے بھی نہیں ڈرتے۔ اب رہا آپ کا حوالہ ۱۷ ملّا جیون صاحب والا یہ مسئلہ بھی لگے ہاتھوں شاہ عبدالعزیز صاحب رح سے ہی پوچھ لیویں۔

فتاویٰ عزیزی صہ ۲۴ پر فرماتے ہیں:۔

"انہیں دلائل سے معلوم ہو گیا کہ مُلّاں جیون صاحب نے تفسیراتِ احمدیہ میں جو کہا ہے کہ اولیاءؒ کی منّت کی ہوئی گائے جیسا کہ ہمارے زمانہ میں رسم ہے۔

(رسم کا لفظ خود ہی قباحت کے لئے کافی ہے

Marfat.com

مگر مولوی محمد عبداللہ صاحب ترجمہ کرتے وقت رواں کا لفظ لکھتے ہیں)
حلال طیب ہے۔ کیونکہ اس پر ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام
نہیں لیا گیا، اگرچہ منت بزرگوں کی کرتے ہیں۔ شاہ صاحب
فرماتے ہیں کہ مُلّا جیون کا یہ قول صاحب ہدایہ کے قول سے
غفلت اور بے خبری کی وجہ سے ہے۔ یعنی صاحب ہدایہ کی بات
کو مُلّا جیون نہ سمجھے، ورنہ یہ تفریع نہ قائم کرتے"

صاحب ہدایہ کا ہمارے حنفی علمائیں جو فقہی رُتبہ اور مقام ہے اُس کو اہلِ علم ہی جانتے ہیں۔ کہ یہ بزرگ اصحاب الترجیح میں سے ہیں اور مُلّا جیون تو ان کے سامنے طفلِ مکتب ہیں۔ یہ بھی ایک لطیفہ ہے کہ مُلّا جیون صاحب نے جب یہ کتاب لکھی ہے تو اس وقت ان کی عمر سولہ سال کی تھی گویا کہ نارسیدہ، اور نابالغ تھے۔ اساتذہ کی تقریریں جمع کردی ہیں۔

شاہ صاحب دُوسری جگہ اسی فتاوٰی میں فرماتے ہیں کہ:۔

"مُلّا جیون کا حلال طیب کہنا کسی صورت میں بھی صحیح نہیں ہے کیونکہ مسئلہ میں دلائل متعارض ہیں اس لئے گائے شبہ والی تو ضرور ہے"

اس مسئلہ کی وضاحت بہت ہو چکی ہے مگر برکت حاصل کرنے کے لئے ہم حضرت شیخ امام مجدد الف ثانی کا ارشاد لکھ دیتے ہیں۔

حضرت امام مجدّد کا فیصلہ

مکتوبات شریف نمبر ۴۱ جلد سوم صفحہ ۱۷

ترجمہ:۔ حیوانات کو جو مشائخ کے نام کی منت مانتے ہیں، اور اُن کی

Marfat.com

قبروں پر جا کر ان حیوانات کو ذبح کرتے ہیں۔ فقہی روایات میں یہ چیز بھی شرک میں داخل ہے۔ اور فقہائے اس باب میں سختی سے منع کیا ہے۔ فقہائے کرام نے اس کو جنات کے نام کی ذبح کی قسم سے قرار دیا ہے (واضح رہے کہ مشرکین عرب جنات کے نام کی ذبح کرتے تھے) جو ممنوع شرعی ہے اور شرک میں داخل ہے"

یہاں مولوی عبداللہ صاحب منع اور ممنوع کا لفظ نوٹ کرلیں، کیونکہ مولوی صاحب منع کے معنی مکروہ فقہی کرتے ہیں، کیا شرک بھی مکروہ فقہی ہے؟

حضرت امام مجدد فرماتے ہیں :۔

"اور اسی شرک کی قسم سے ہیں عورتوں کے روزے جو پیروں اور بیبیوں کے نام پر رکھتی ہیں۔ اکثر پیروں کے نام بھی بناوٹی ہوتے ہیں۔ یہ عورتیں ان بزرگوں کے نام پر روزہ کی نیت کرتی ہیں اور افطاری کے وقت ہر روزہ میں ایک خاص صورت اختیار کرتی ہیں (مثلاً فلاں بزرگ یا فلاں بی بی کا روزہ اس چیز سے رکھنا ہے اور اس چیز سے چھوڑنا ہے، اور دن بھی مقرر کرتی ہیں مثلاً فلاں بزرگ کا روزہ فلاں مہینہ کی فلاں تاریخ کو رکھنا ہے) اور اپنے مطلب اور غرضیں اس روزہ سے وابستہ کرتی ہیں، یعنی فلاں کام کے لئے فلاں بزرگ کا روزہ رکھتی ہوں، اور اس روزہ کے وسیلہ سے ان بزرگوں سے حاجتیں مانگتی ہیں، اور جب کام بن جائے تو حاجت روائی ان بزرگوں کی طرف سے سمجھتی ہیں،"

Marfat.com

یہ عبادت میں شرک ہے (مطلب یہ کہ روزہ رکھنا عبادت ہے، اور عبادت خداوند تعالیٰ کے سوا جس کی بھی کریں شرک ہے۔ ناظرین یاد رکھیں کہ شرک صرف روزہ ہی نہیں ہے، بلکہ خداوند تعالیٰ نے اپنی عبادت کے جتنے طریقے بیان کئے ہیں مثلاً نماز، روزہ، حج زکواۃ، خیرات وغیرہ سب میں شرک ہوتا ہے) حضرت امام مجدّد فرماتے ہیں، یہ شرک ہے، اور غیر اللہ کی عبادت کے وسیلہ سے غیر سے حاجت مانگنا ہے (یہ اس سے بڑھ کر ہوا)

فرماتے ھیں :۔

بعض عورتوں کو جب اس کام کی برائی بتائی جائے تو وہ جواب میں کہتی ہیں کہ ہم یہ روزے خداوند تعالیٰ کے لئے رکھتی ہیں، اور ثواب ان بزرگوں کو بخشتی ہیں۔ یہ بہانہ ہے۔ اگر وہ اس بات میں سچی ہوں یعنی روزے اللہ کے نام کے رکھتی ہوں اور ثواب بزرگوں کو بھیجتی ہوں تو خاص خاص دنوں کو مقرر کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ اور طعام کی خصوصیت کیا ہے کہ ضرور فلاں چیز سے روزہ رکھے، اور فلاں چیز سے افطار کرے اور افطاری کے وقت فضول حرکتوں کی کیا ضرورت ہے؟ (کیا خداوند تعالیٰ کے دین میں یہ باتیں ہیں؟ کیا خداوند تعالیٰ حضرت امام جعفر صادق رضؓ کے نام پر حلوہ پوری ہی قبول کرتا ہے؟ اس خصوصیت کی کیا وجہ ہے؟)

ناظرین! یہ کس بزرگ شخصیت کا کلام ہے؟ حضرت امام مجدد الف ثانیؒ

Marfat.com

زباں پہ بارِ خدایا یہ کس کا نام آیا

شریعت اور طریقت کا یہ مجمع البحرین، ناپیدا کنار سمندر، جسے حق تعالیٰ نے شہنشاہِ اکبر کی بے دینی کا جواب بنا کر مبعوث فرمایا۔ یہ مقدس شہبازِ اسلام جن کی روحانیت، علمیت، اتباعِ سُنّت اور رفعِ بدعت سے عالمِ اسلام کا بچہ بچہ زیرِ بارِ احسان ہے، ایک ہزار سال گزر چکا تھا۔ جدت پسند بادشاہو مصلحت پسند مولویوں، اور جاہل بدعت پسند پیروں نے دین کا حلیہ بگاڑ کر ایک ایک سُنّت پر بدعت کے ہزاروں غلاف چڑھائے تھے محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت بنا دی تصوف کی غلام بن چکی تھی، تصوف چند ظاہری قیود تسبیح، سجادہ، گودڑی اور ھُوحق کے نعروں میں جکڑا ہوا نیم جان تھا، طالبانِ حق کو نذر و نیاز چڑھاوے چڑھانے، قبروں پر سجدہ کرنے، غلاف چڑھانے، وجد، اور ناچنے تھرکنے کی تعلیم دی جاتی تھی۔ غرض اسلام کا مقدس چہرۂ انور تو بر تو بدعات نے مسخ کر دیا تھا جب خداوند تعالیٰ نے سرزمینِ ہندوستان میں یہ نورِ ہدایت پیدا فرمایا۔ جس کی عالم افروز رُشد و ہدایت بعہدۂ تجدیدِ الفِ ثانی تمام اسلامی ممالک پر سایہ افگن ہوئی۔ کیا پاکیزہ تعلیم ہے، کیا فیصلہ کن کلام ہے فللّٰہِ درّہٗ قُدِّسَ سِرُّہٗ حضرت امام مجدد الف ثانی کے کلامِ مبارک سے چند مسائل معلوم ہوئے۔

۱۔ جو حیوانات بزرگوں کی منت مانتے ہیں، اور بزرگوں کی قبروں کے پاس جا کر ذبح کرتے ہیں، یہ شرک میں داخل ہے۔ کیونکہ یہاں گوشت کھلانا

Marfat.com

مقصود نہیں، اگر گوشت کھلانا ہی مقصود ہوتا تو بدوں اس صورت کے بھی یہ کام ہو سکتا تھا۔ ثواب تو ہر جگہ سے پہنچتا ہے۔ جو لوگ جانور کو مانتے ہیں وہ جانور کو قبروں پر لے جانا ضروری سمجھتے ہیں۔ اگر ان کو کہا جائے کہ یہیں ذبح کر کے تقسیم کر دو، ثواب پہنچا دو تو ہرگز نہیں مانتے۔ بلکہ شاید مولوی عبداللہ صاحب کا فتویٰ بھی یہی ہو کہ وہاں لے جانا ضروری ہے،

۲۔ جائز، ناجائز، حرام حلال، ہر مسئلہ کا فیصلہ فقہ کی کتابوں سے ہوتا ہے نہ کہ خوابوں اور خیالوں سے۔ اگر قیل، دقال، اور خواب و خیال پہ مسائل کی بنیاد رکھی جائے تو دنیا میں ہزاروں عالم اور لاکھوں بزرگ گذر رہے ہیں۔ آج ہمارے ہاں کروڑوں فرقے بن چکے ہوتے۔ ہمارے بریلوی بھائی نام کو تو حنفی ہیں مگر فقہ حنفی سے بہت کتراتے ہیں۔ حضرت امام مجدد الفثانی نے جا بجا مکتوبات شریف میں واضح کیا ہے کہ مسئلہ فقہاء اور علماء سے پوچھنا چاہیئے۔ صوفیائے کرام سے سلوک تو سیکھو، لیکن مسئلہ کی تحقیق علماء کو ہوتی ہے۔ دیکھئے مکتوبات شریف مطبوعہ مطبع احمدی دہلی دفتر اول صفحہ ۳۲۵

"جاننا چاہیئے کہ ان مسائل میں سے ہر ایک مسئلہ میں جہاں علماء اور صوفیہ کا اختلاف ہے، جو اچھی طرح غور کیا جائے تو حق بر علماء ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ علماء کی نظر انبیاء علیہم السلام کی اتباعِ سنت کی وجہ سے کمالاتِ نبوت اور علوم نبوت میں نفوذ کر جاتی ہے، اور صوفیوں کی نظر ولایت کے کمالات اور معارف

Marfat.com

تک محدود ہے۔ پس وہ علم جو بارگاہِ نبوت سے حاصل کیا جائے
وہ زیادہ درست اور زیادہ صحیح ہوگا اس علم سے جو مرتبۂ ولایت
سے حاصل کیا جائے"۔

نیز دفتر اوّل صفحہ ۳۳۱ میں فرماتے ہیں۔

"شیخ ابن العربی صاحب فتوحاتِ مکیہ کے شطحیات قابلِ اعتماد
نہیں ہیں۔ ان کے اکثر کشفی علوم اہلِ سُنّت کے علوم سے الگ
واقع ہوئے ہیں۔ پس ان کشفی علوم کی تابعداری وہی کرے گا
جس کا دل بیمار ہو"۔

دیکھئے شیخ ابن عربی کا صوفیہ میں بڑا مقام ہے۔ مگر امام مجدد الف ثانی اُن
کی بات کو اہلِ سُنّت سے الگ قرار دے رہے ہیں۔ بریلوی مذہب کی بُنیاد
جن چیزوں پہ ہے، حضرت امام مجدد ان کو کھوٹی اور بے کار قرار دیتے
ہیں۔ صفحہ ۳۳۲ دفتر اوّل

"عقاید درست کرنے کے بعد فقہ کے احکام کا سیکھنا بہت ضروری
ہے۔ فرض، واجب، حلال حرام، سنّت مستحب، مشتبہ مکروہ کے
جاننے کے سوا چارہ نہیں"

یعنی سب چیزیں فقہ سے معلوم ہوں گی۔ نہ معلوم بریلوی حضرات فقہ حنفیہ
سے کیوں بھاگتے ہیں؟ آگے فرماتے ہیں فقہ کی کتابوں کا مطالعہ
ضروری سمجھیں۔

نیز دفتر اوّل صفحہ ۳۳۵۔

Marfat.com

"صوفیوں کا عمل حلال حرام میں سند نہیں ہے۔ کیا یہ بات کافی نہیں ہے کہ ہم ان کو معذور سمجھیں، اور ان کو بُرا نہ کہیں، اور ان کا کام خدا کے سپرد کریں، اس جگہ یعنی حلال، حرام، جائز ناجائز کے موقع پر امام ابو حنیفہ رحمہ، امام محمد رحمہ، امام ابو یوسف رحمہ کا قول معتبر ہے۔ نہ ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ اور ابوالحسن نوری کا عمل، اس وقت کے کچے صوفیوں نے اپنے پیروں کے عمل کو بہانہ بنا کر گانا اور ناچنا مذہب میں داخل کر لیا ہے، اور خدا کی بندگی سمجھ لی ہے۔ یہی لوگ ہیں جنہوں نے دین کو کھیل تماشہ بنایا۔ پہلی روایت سے معلوم ہو چکا ہے کہ جو شخص حرام کام کو اچھا سمجھے، اہل اسلام کی جماعت سے باہر اور مرتد ہو جاتا ہے۔ پس خیال کرنا چاہئے کہ سماع اور رقص کی مجلس کی تعظیم، بلکہ اس کو بندگی اور عبادت سمجھنا کس قدر بڑا ہے"

اس کلام کو اہل بدعت غور سے پڑھیں کہ صوفیوں کا عمل شریعت میں کیا درجہ رکھتا ہے۔

دفتر اول صفحہ ۳۵۲ مرزا حسام الدین کو لکھتے ہیں کہ:-

"میں نے مولود کی محفل، اور نعت خوانی سے سخت منع کیا ہوا ہے، اور تم لکھتے ہو کہ بعض یہاں کے دوستوں نے اپنے گھر میں مولود کی محفل کرائی ہے اس کی وجہ سے ان کو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت خواب میں نصیب ہوئی ہے۔ امام مجدد فرماتے

Marfat.com

ہیں، خوابوں پہ کچھ اعتبار نہیں۔ اگر خواب پر اعتماد ہو سکتا تو شیخ کا کیا فائدہ؟

دیکھئے خواب، اور ایسا مبارک خواب، حضرت امام مجددؒ اس کو بھی بے اعتبار قرار دیتے ہیں جب شریعت کی پابندی میں خلل آئے۔

واضح رہے کہ حضرت امام مجدد الف ثانیؒ نعت خوانی کی محفلوں کے سخت مخالف ہیں۔ تجربہ سے ثابت ہے کہ ہوس پرست لوگ ایسی پاکیزہ مجلسوں کو بدعات سے خالی نہیں رہنے دیتے۔ اگرچہ کتنی ہی احتیاط کی جائے۔

۳۔ تیسری بات حضرت امام مجدد الف ثانیؒ کے حوالہ سے یہ معلوم ہوئی کہ کسی مخلوق کے نام کا روزہ رکھنا یا نماز پڑھنا شرک ہے۔ جیسے دو رکعت نماز اویس قرنیؒ یہ شرک خیرات میں بھی ہوگا۔

۴۔ جو لوگ مشرکانہ طریقہ پہ بزرگوں کو خداوند تعالیٰ کا شریک بناتے ہیں ان کی ایک پہچان حضرت امام مجددؒ نے یہ بھی بتائی ہے کہ وہ اس عبادت کے توسل سے بزرگوں سے حاجتیں مانگتے ہیں دیکھئے رسالہ نذر اولیاء صفحہ ۳ "مثلاً یہ کہا کہ اگر میرا فلاں کام ہو گیا تو غوث کے نام کی دیگ پکاؤں گا"

۵۔ یہ سمجھنا کہ بزرگ کام نکال دیتے ہیں، حاجت پوری کرتے ہیں، مشکل کشا ہیں۔ قادر ہیں، مختار ہیں، شرک ہے۔

۶۔ غیر اللہ کی عبادت کے ذریعہ سے غیر سے حاجت مانگنا شرک ہے۔

۷۔ ان جاہلوں کو جب ان برائیوں سے روکا جاتا ہے تو یہی جواب دیتے ہیں کہ ہم یہ روزہ اور دیگ خدا کے نام کی دیتے ہیں، صرف اس کا ثواب

Marfat.com

بزرگوں کو پہچانتے ہیں۔ دیکھئے مولوی عبداللہ صاحب نے بھی دہی عورتوں والی بات کہ دی، مگر حضرت امام مجددؒ فراست مومن سے تاڑ گئے کہ یہ ثواب کے بہانہ میں شرک ہو رہا ہے۔ فرمایا۔ اگر یہ چیزیں خدا کے نام پر ہوں تو یہ پابندیاں کیسی؟ فلاں بزرگ کا روزہ فلاں چیز سے کھولنا۔ اصحاب کہف کا توشہ اس طرح پکانا، اتنی سوجی ہو، اتنا گھی ہو، اتنی کھانڈ اور کھانے والے ایسے ہوں ویسے ہوں۔ یہ ہندو مت کہاں سے آگیا۔ کیا یہ شرائط خدا کا حکم ہے؟ حضرت امام جعفر صادق کا کونڈا تو اچھا خاصا دھندا ہے۔ اور شیعوں کی نقل سے جاہل بریلوی ایسا کرتے ہیں۔ آگے چل کر انشاءاللہ ہم بتائیں گے کہ بریلوی شیعوں کی ایک شاخ ہیں۔ مولوی عبداللہ صاحب فرماتے ہیں کہ امام جعفر کے کونڈے میں بعض چیزیں نہ ہونی چاہئیں۔ مولوی صاحب! کیوں نہ ہو، یہی چیزیں تو بدعت کی مہر ہیں، بدعت کی علامت ہیں، جن سے شرک کی پہچان ہوتی ہے۔ جب سے بدعات پیدا ہوئیں یہ چیزیں اس فاحشہ کا لباس ہیں۔ جب یہ چیزیں نہ ہوں گی تو بی بی بدعت بھی نہ ہوگی۔ خداوند تعالے نے اپنے دین کی حفاظت اور اتمام حجت کے لئے بدعت کے ساتھ فضولیات کو ہر جگہ لگا دیا ہے، تاکہ عقل مند لوگ ان بلاؤں کو ان نشانات سے پہچان سکیں۔ بعض چیزیں تو ایسی ہیں جن کو اندر ہی لگانے کا حکم ہے۔ اندر ہی بیٹھ کر کھائی جاتی ہیں۔ دسترخوان کا فضلہ اندر ہی دفن کرنے کا حکم ہے۔ چنانچہ حضرت سیدہ فاطمہ رضؓ کی نیاز کا تو سخت پردہ

Marfat.com

ہے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ کیا دین ہے ہندوؤں سے بھی آگے نکل گئے۔ اسلام نے جن بتوں کو توڑا تھا وہ پھر زندہ ہو رہے ہیں یہی توہمات عرب کے مشرکین میں تھے وقالوا ما فی بطون ھٰذہ الانعام خالصۃ لذکورنا ومحرم علیٰ ازواجنا (الآیہ)

ترجمہ:۔ کافر کہتے ہیں کہ جو بچہ اس جانور کے پیٹ میں ہے وہ چونکہ دیوتا کی منت ہے اس لئے صرف مرد ہی کھائیں گے، عورتوں پر حرام ہے اور اگر مردار پیدا ہو تو عورت مرد سب کھا سکتے ہیں۔ عنقریب خداوند تعالیٰ ان کو اس بیان کی سزا دے گا۔ بے شک وہ حکمت والا ہے، علم والا ہے۔

(پارہ ۸ رکوع ۳)

۸۔ شرک کی پہچان میں حضرت امام مجدد الف ثانی رح نے مخصوص کھانوں کا ذکر فرمایا ہے۔ اس نے ایک بہت بڑا مسئلہ حل کر دیا ہے۔ بریلویوں کا عقیدہ ہے کہ جو کھانا ہم ایصال ثواب کے طور پر کسی کو بھیجتے ہیں خاص یہی کھانا اس کو ملتا ہے۔ چنانچہ تیسرے دن کا حلوا تو مردے کے زخموں پر ٹکور کرنے کے لئے پکاتے ہیں۔ یعنی ابھی ابھی قبر میں گیا ہے، اور یہ بھی یقین ہے کہ وہاں ضرور اس کو مار پڑ رہی ہو گی (رحمتک اللھم) اس لئے ٹکور کا انتظام کر رہے ہیں۔ اس قسم کے عقیدے ہندوؤں کے تو ضرور ہیں۔ مگر اسلام ان وہموں سے پاک ہے۔ شریعت میں ایصال ثواب کا مطلب یہ ہے کہ بندہ جو نیک کام از قسم عبادات بدنی یا مالی کرتا ہے۔ تلاوت، دعا، استغفار یا خیرات کپڑا روٹی وغیرہ

Marfat.com

اس کا ثواب اس کو ملتا ہے، چاہے اپنے لئے آخرت کا ذخیرہ رکھے، یا کسی دوسرے کو ثواب پہنچائے۔ الغرض وہاں ثواب پہنچتا ہے، اور جنّت کی نعمتیں ملتی ہیں، مگر بریلوی حضرات ہندوؤں کی طرح اس وہم میں گرفتار ہیں کہ وہی چیز ملتی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ نذر و نیاز اور بزرگوں کی منتوں نے انہیں زبان کی چاٹ لگا دی ہے۔ دیکھئے مولٰنا احمد رضا خاں صاحب بریلوی انتقال سے دو گھنٹہ قبل کیا وصیّت فرماتے ہیں۔ وصایا شریف صفحہ ۹

" اعزہ سے یعنی عزیزوں سے اگر بطیب خاطر ممکن ہو تو فاتحہ میں ہفتہ میں دو بار ان چیزوں سے کچھ (مجھ کو) بھیج دیا کریں

۱۔ دودھ کا برف گھر میں بنا ہوا کُلفی (کلفی) اگرچہ بھینس کا دودھ ہو۔ یعنی بہتر تو یہ ہے کہ گائے کا دودھ ہو، خیر بھینس کے دودھ کی کلفی ہو تو بھی حرج نہیں ہے۔

۲۔ مُرغ کی بریانی یعنی بھونا ہوا مُرغ

۳۔ مرغ پلاؤ ۔۴۔ بکری کا شامی کباب،

۵۔ پراٹھے اور ۶۔ بالائی ۷۔ فیرنی، پھرنی

۸۔ اُرد کی پھریری دال مع ادرک و لوازم، یعنی اُرد کی دال میں ادرک بھی ضرور ہو اور مسالے بھی سب کے سب ہوں، تاکہ مولوی صاحب کو قبر میں بادی نہ ہو جائے۔

۹۔ گوشت بھری کچوریاں، یعنی کچوریوں میں گوشت تھوڑا نہ ہو

Marfat.com

گوشت سے بھری ہوئی ہوں۔ چسکا بھی کیا بلا ہے۔

۱۰۔ سیب کا پانی ۱۱۔ انار کا پانی ۱۲۔ سوڈے کی بوتل

تاکہ اتنی الا بلا جلدی ہی جلدی ہضم ہو جائے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن زبان کی چاٹ مرتے مرتے بھی دم نہیں لینے دیتی۔ بریلوی مذہب کے بانی مبانی ایک وقت دستر خوان پہ یہ بارہ چیزیں دیکھنا چاہتے ہیں، کھانے پینے کا یہ فکر، یہ ذہنیت کس چیز کی غماز ہے۔ اسی غرض سے تو اپنا الگ مذہب بنایا۔ دیکھئے مرنے سے دو گھنٹہ پہلے یہ وصیت بھی فرماتے ہیں:-

"رضا حسین اور حسنین تم سب محبت اور اتفاق سے رہو،

(یہ خطرہ اس لئے پیدا ہوا کہ بریلوی مولوی بات بات میں ایک دوسرے کو کافر کہتے ہیں۔ یہاں قصور کے بریلویوں میں حقہ کے مسئلہ پہ وہ کشتی ہوئی کہ خدا کی پناہ) حتی الامکان اتباعِ شریعت نہ چھوڑو، اور میرا دین و مذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے اس پر مضبوطی سے قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے"

دیکھئے الگ مذہب بنایا، اور بیٹوں کو وصیت کی ہے کہ شریعت کی بھی جہاں تک ہو سکے پیروی کرو۔ لیکن میرا دین، اور میرا مذہب جو ہے اس پہ مضبوطی سے قائم رہنا ہر فرض سے ضروری فرض ہے۔ یعنی شریعت کی پیروی سے بڑھ کر میرا مذہب ضروری ہے۔

بریلویوں کا مذہب شریعت سے الگ ہے۔ اگر یہی دین اسلام ہوتا تو شریعت کے اتباع میں سب کچھ بات آجاتی ہے۔ اُمید ہے کہ مولوی

Marfat.com

عبداللہ صاحب خود ہی بتائیں گے کہ وُہ کیا مذہب ہے جو شریعت کے علاوہ ہے۔ اور جس کی تابعداری شریعت سے زیادہ ضروری ہے، بڑی محنت سے مذہب بنایا۔ مگر ہماری سمجھ میں وہ مذہب یہی بارہ چیزیں ہیں جو نمبروار بیان ہوئی ہیں۔ کھودا پہاڑ، نکلا کیا؟ چُوہا

حضرت امام مجدد الف ثانی رح تو تخصیص طعام کو بدعت فرماتے ہیں، مگر یہ بریلوی حضرات بارہ چیزوں کے سوا کہیں مُنہ نہیں لگاتے۔

دیکھئے کتنا فرق ہے مجدد سُنت، اور مجدد بدعت میں۔

مسئلہ ایصالِ ثواب

ایک مسلمان اپنی نیکی دُوسروں کو دے سکتا ہے یا نہیں۔ اس مسئلہ میں اختلاف ہے۔

۱- معتزلہ، بدنی اور مالی ہر دو عبادتوں کا ثواب پہنچانے اور پہنچنے کے منکر ہیں۔ یہ مذہب مردُود ہے۔

۲- بدنی اور مالی عبادتوں کا ثواب دُوسرے مسلمانوں کو دیا جا سکتا ہے۔ امام اعظم ابو حنیفہ، امام احمد بن حنبل، اور جمہور کا مذہب یہی ہے دلائل آگے آتے ہیں۔

۳- تیسرا فریق مالی عبادتوں کا ثواب پہنچنے کا قائل ہے۔ بدنی عبادتوں کے ایصالِ ثواب کا منکر ہے۔ یہ امام شافعی، اور امام مالک رح کا مسلک ہے۔ حنفی مذہب کے دلائل احادیث اور آیات میں بکثرت

Marfat.com

ہیں۔ نیز شامی جلد دوم صفحہ ۲۴۳ میں فتاویٰ عالمگیری سے یہ عبارت نقل کی ہے۔

ترجمہ :۔ "قاعدہ اور اصول یہ ہے کہ جو شخص جس قسم کی عبادت کرے، وہ اس کا ثواب دوسرے مسلمان کو دے سکتا ہے۔ علامہ اس کی تشریح میں لکھتے ہیں، خواہ نماز ہو، یا روزہ، یا صدقہ، یا قرآن کریم کی تلاوت، یا عام ذکرِ الٰہی، یا طواف، یا حج، یا عمرہ یا اس کے سوا کوئی بھی نیک عمل ہو، مثلاً نبیوں، شہیدوں، ولیوں کی قبروں کی زیارت، مطلب یہ ہے کہ یہ بھی نیک کام ہیں، ان کا بھی ثواب ہے۔ کیونکہ زیارتِ قبور مشروع ہے اس کا ثواب بھی دوسرے کو دیا جا سکتا ہے۔ نیز مُردوں کو کفن دینا اور تمام قسم کی نیکیاں دوسرے کو بخشی جا سکتی ہیں"

مسئلہ :۔ نفلی صدقہ کرنے والے کے لیے بہتر ہے کہ صدقہ کرتے وقت سب اہلِ ایمان مردوں، عورتوں کو ثواب میں شامل کرنے کی نیت کرے

مسئلہ :۔ فرض کا ثواب بھی دوسرے کو دیا جا سکتا ہے۔ اور جس فرض کا ثواب دوسرے کو بخش دیا اس کو دوبارہ ادا کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یاد رہے کہ ایک شخص دوسرے کی طرف سے نماز نہیں پڑھ سکتا۔

مسئلہ :۔ ثواب پہنچانے کے لئے زبان سے کہنا بھی ضروری نہیں، بلکہ جب عمل کر رہا ہو اس وقت نیت کر لینا کافی ہے۔ یعنی نیکی

Marfat.com

کرنے وقت یہ خیال اور نیت دل میں رکھے کہ یہ عمل فلاں شخص کے واسطے کر رہا ہوں تو ثواب اس کو مل جائے گا۔ مثلاً قرآن مجید کی تلاوت کے وقت یہ نیت ہو کہ ماں یا باپ یا کسی دوسرے شخص کو ثواب پہنچانے کے لئے پڑھتا ہوں تو جو لفظ زبان سے نکلے گا اس کا ثواب اس کو پہنچ جائے گا۔ زبان سے بخشنے اور پہنچانے کی ضرورت نہیں۔ بس پہنچ گیا۔

مسئلہ :۔ اگر کسی شخص نے نیکی کرتے وقت اپنے لئے کی ہو، پھر بھی جب چاہے ثواب پہنچا سکتا ہے۔

بحر الرائق ص۵۹ میں تقریباً یہی مضمون ہے۔ اس میں ذرا اتنی تفصیل اور بھی ہے کہ عمل کا ثواب زندوں کو بھی دیا جا سکتا ہے، مُردوں کو بھی، ہدایہ فتح القدیر نہر الفائق زیلعی۔ عینی وغیرہ میں مسئلہ مفصل ہے۔ چونکہ اس مسئلہ میں کوئی اصولی اختلاف نہیں اس لئے مزید دلائل کی ضرورت نہیں۔ ہمارے زمانہ کے بریلوی حضرات نے ہر مسئلہ پر بدعت کے غلاف چڑھا دئے ہیں۔ دیگ تیار ہوئی، اب بلاؤ کسی صاحب کو ختم پڑھیں، اور اس کو اپنی قوت سے عالم آخرت میں پہنچا دیں۔ ختم پڑھنے والوں نے کئی قسم کے ختم بنا رکھے ہیں۔ جیسا مال ویسا مول۔ بریلوی ذہنیت دیکھئے۔ چاول دیگ میں پڑے ہیں۔ دیگ کو کھانے کے واسطے دولت مند برادری کو اکٹھا کر لیا ہے۔ اُدھر یہی دیگ کسی بزرگ کی منت بھی کی گئی ہے۔ یہی دیگ ایک ہزار کئی لاکھ انبیاءؑ کی خدمت میں بھی پیش ہوگی

Marfat.com

غیر اللہ کی نذر بھی ہے، دولت مند برادری کا تحفہ بھی ہے۔ امام مسجدوں اور مولوی صاحبان کو بھی اسی سے راضی کرنا ہے۔ ختم پڑھنے والا اپنے لفظوں میں ساری دیگ یہاں سے اُٹھا کر عالم آخرت کو لے جاتا ہے دیگ بانٹنے سے پہلے اس کا ثواب وہاں بانٹتا ہے۔ کیسی چالاکی ہے ثواب تو سارا اُدھر پہنچ گیا اور دیگ اپنی کی اپنی اور گھر والے ابھی تک مالک ہیں۔ جس دیگ سے انبیاؑ، اولیاؒ، شہدأ و صالحین کو خوش کیا ہے وہی دیگ اب غیر اللہ کی نذر بھی بن رہی ہے۔ چڑھاوا بن رہی ہے، اور خالص مشرکانہ چیز بن کر دولت مند برادری میں تقسیم ہوگی۔ جو چیز ناپاک اور گندی ہے، جس کو کھانا اور کھلانا، لینا دینا حرام ہے، جیسا کہ فقہی روایات سے ثابت ہو چکا ہے کہ مُردار سے بدتر ہے۔ اُس کا ثواب کیا پہنچے گا؟ بزرگانِ دین سے عجیب مزاح بنا رکھا ہے۔ حضرات علمأ دیوبند رحمۃ اللہ علیہم اجمعین جو ایک صدی سے دُنیا میں فقہ حنفیہ کے علمبردار ہیں، حنفی فقہ کے ہر اصُول کو قرآن کریم اور حدیث شریف سے ثابت کر رہے ہیں۔ ایصالِ ثواب کے متفقہ طور پہ قائل ہیں لیکن بدعت کو وہ بزرگانِ دین جس شکل اور صُورت میں سامنے آئے تاڑ لیتے ہیں بدعت کی پہچان اور علاج معالجہ کا قدرت نے انہیں خاص ملکہ بخشا ہے ان کی فراست ایمانی سات پردوں میں چھپی ہوئی بدعت کو نبض پہ ہاتھ رکھتے ہی تاڑ لیتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بدعت ان کا نام سنتے ہی لرزتی ہے، کانپتی ہے، چیختی چلاتی ہے، جلسے جلوس کرتی ہے۔ اپنی خاص خاص

تقریبوں پہ اپنے نام لیواؤں کو مدد کے لئے بلاتی ہے، اور دل ہی دل میں خیر مناتی ہے۔

؎ قفس میں مجھ سے رُودادِ چمن کہتے نہ ڈر ہمدم!
گری تھی جس پہ کل بجلی وُہ میرا آشیاں کیوں ہو

قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فتاویٰ رشیدیہ صہ ۸۵ میں فرماتے ہیں:۔

"ایصالِ ثواب بلا قید طعام و آیام کے مندوب یعنی مستحب ہے اور تخصیص دن کی اور تخصیص طعام کی بدعت ہے"

ناظرین! یہ تخصیصات ابھی ابھی حضرت امام مجدد الف ثانی رح کے حوالہ سے مردود ہو چکی ہیں۔ اب ہم مولوی محمد عبداللہ صاحب کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ مسئلۂ ایصالِ ثواب تو یہ ہے۔ اس میں بزرگ کے نام کی دیگ پکانے کا ذکر کہاں ہے؟ اور کام ہو جانے سے اس کا کیا تعلق ہے؟ کیا فقہائے کرام میں سے کسی نے یہ طریقہ لکھا ہے؟ حوالہ دیجئے۔ آپ نے جو گڑ بڑ کی ہے کہ ایصالِ ثواب اور نذرِ شرعی معلّق کو ملا کر نذرِ عرفی نام رکھ دیا۔ اس کی سند فقہ سے پیش کریں۔

فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ اعدت للکفرین

جس چیز کو علمائے حنفیہ صاف صاف حرام کہہ رہے ہیں کیا وہ آپ کے کہنے سے جائز ہو سکتی ہے؟ ایصالِ ثواب کے لئے فقہا نے اہداءُ الثواب

Marfat.com

یعنی ثواب کا تحفہ بھیجنا تو کہا ہے۔ یہ نذر بمعنی تحفہ تو ٹھیک آجاتا ہے۔ لیکن اس کا طریقہ یہی ایصالِ ثواب کا طریقہ ہے۔ آپ نے جو انوکھا طریقہ نکالا ہے کہ اگر میرا کام ہو جائے تو دیگ دُوں، یہ نذر بمعنی تحفہ کہاں رہی؟ یہ تو ایصالِ ثواب بھی نہیں۔ یہ نذر بمعنی منّت ہے۔ نذر کے لغوی معنے ہیں الوعدُ علیٰ شرطٍ یعنی کسی شرط پر وعدہ کرنا۔ اگر میرا یہ کام ہو گیا تو یہ چیز دُوں گا۔ اب یہ تحفہ نہیں ہے وعدہ ہے۔ منّت ہے۔ اسی منّت کو فقہائ مُردار سے بدتر قرار دے رہے ہیں۔ آنکھیں کھولئے!

سماعِ موتیٰ

جو لوگ دنیا سے جا چکے ہیں، وہ قبر پر بُلانا سنتے ہیں یا نہیں۔ اِس مسئلہ میں شروع سے اختلاف ہے۔ حنفی فقہائ میں بھی کچھ اختلاف ہے۔ چنانچہ کافی شرح وافی، فتح القدیر شرح ہدایہ۔ مستخلص شرح کنز الدقائق عینی شرح کنز الدقائق۔ کفایہ شرح ہدایہ کی عبارتوں سے نہ سُننا معلوم ہوتا ہے۔ بعض فقہائ سننے کے بھی قائل ہیں۔ ہمارا خیال ہے کہ احناف، اور اہلِ حدیث کا یہ مسئلہ بدل گیا ہے۔ قدیم ائمہ اہل حدیث زیادہ تر سننے کے قائل ہیں۔ مگر اب اہلِ حدیث کا زیادہ میلان نہ سننے کی طرف ہے، احناف کا رجوُع شروع میں نہ سننے کی طرف تھا۔ بعد میں سننے کی طرف میلان ہو گیا۔ یہ عجیب اتفاق ہے، بلکہ اس کے تاریخی اسباب بھی ہیں ہم اس مسئلہ کو سمیٹنے کے لئے قطب الارشاد حضرت مولانا گنگوہی رح کا

Marfat.com

کلام فیصل پیش کرتے ہیں فتاوی رشیدیہ صفحہ ۹۴ و صفحہ ۹۳ "سماعِ موتیٰ صحابہ کرام کے عہد سے مختلف فیہا ہے۔ اس کا فیصلہ نہیں ہو سکتا۔ جس پر عمل کرے درست ہے۔ انبیاء علیہم السلام کے سماع میں اختلاف نہیں ہے۔۔ انبیاء کا قبر پر سننا بالاتفاق ثابت ہے۔ دوسرے لوگوں کے متعلق علماء میں اختلاف ہے، جو عقیدہ بھی رکھے درست ہے۔ یاد رہے کہ یہ تفصیل قبر پر کی ہے۔ باقی ہر جگہ سے سننا اس بات کے علماء قائل نہیں ہیں نہ نبیوں کے متعلق، نہ دوسرے لوگوں کے متعلق حنفی علماء اس مسئلہ پر متفق ہیں۔

اِستمداد و توسّل

اِستمداد کے معنی ہیں کسی سے مدد مانگنا۔ توسّل دعا میں کسی کو وسیلہ پکڑنا۔ یہ وسیلہ انبیاء، اولیاء، شہداء اور صالحین کا ہو سکتا ہے تفصیل آگے آئے گی۔

استغاثہ، استعانت اور استمداد کا مطلب ایک ہی ہے۔ مدد مانگنے کی کئی قسمیں ہیں۔

۱۔ انسان مدنی الطبع ہے۔ اجتماعی زندگی میں ہر شخص دوسرے کی مدد کرتا ہے۔ بلکہ نظامِ عالم میں ایسی وحدت اور اتحاد ہے کہ یہاں کی ہر چیز ہر چیز کی مددگار ہے ع کاندریں ملک چو طاؤس بکار است مگس

Marfat.com

روزمرہ ضروریاتِ زندگی میں جیسا کہ ہمیں کسی بڑے آدمی سے مدد لینے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسی طرح ایک نوکر بھی ہماری مدد کرتا ہے۔ یہ مدد لینا اور دینا ہماری بحث سے خارج ہے۔ اس کے متعلق قرآنِ کریم نے تعاون کے چند اصُول مقرر فرمائے ہیں۔ نیکی اور پرہیزگاری پر امداد کرو گناہ اور زیادتی پر امداد نہ کرو۔ نیز توحید کا عام اصُول یہاں بھی نافذ ہے مدد لینے والا یہ عقیدہ رکھے کہ ہر مدد درحقیقت جناب الٰہی سے آرہی ہے، ڈاکٹر نے ایک کوشش کی ہے، اور شفا اللہ کی جناب سے آرہی ہے'

ے این سبب ہا در نظرہا پردہ ہا است

کہ نہ ہر دیدار صنعش را سزا است

عالم اسباب میں ہر چیز کو خدا کی مدد کا مظہر سمجھنا توحید ہے قرآنِ کریم اسے تعاون کہتا ہے، اور فلاسفہ کی اصطلاح میں یہ معُونت ہے۔ اہلِ بدعت جب مسئلۂ استعانت میں لاجواب ہوتے ہیں تو اس ظاہری استعانت سے فضول معارضہ کرتے ہیں۔ ہمارے ایک پنجابی محدّث مرحُوم و مغفورٌ جو مثنوی مولانا رُوم سے کدوٗ والی روایت بڑی تشریح سے بیان فرمایا کرتے تھے، سجدۂ تعظیمی کے جواز میں فرمایا کرتے تھے " اگر سجدہ ناجائز ہے تو مردُودو! بیوی کو کیوں سجدہ کرتے ہو؟ اگر اولیاءُ اللہ سے استعانت ناجائز ہے تو نوکر سے پانی کیوں مانگتے ہو؟" نعرۂ تکبیر

کیا عجیب دلائل ہیں۔ افسوس!

Marfat.com

۲- مدد مانگنے کی دُوسری قسم یہ ہے کہ ایسے کاموں میں جو انسانی تدبیر اور کوشش سے باہر ہیں مثلاً اولاد، بارش، زندگی موت وغیرہ کسی بزرگ زندہ یا مُردہ سے دُعا کی درخواست کرے۔ اس کی دو صورتیں ہیں۔ زندہ سے دُعا کی درخواست کرنا تو اچھا کام ہے، اور اہلِ قبور سے دُعا کی درخواست کرنا اس میں اختلاف ہے۔ جو علمأ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ قبر والے سنتے ہیں وُہ اس کو جائز کہتے ہیں، اور جن علمأ کا یہ عقیدہ ہے کہ قبروں والے نہیں سنتے وہ اس کو ناجائز کہتے ہیں۔

۳- تیسری صُورت یہ ہے کہ مدد مانگنے والا یہ عقیدہ رکھتا ہو کہ خدا کی خدائی ان کو مل چکی ہے اب یہ اپنی مرضی سے دیتے لیتے ہیں۔ ان کو اختیار مل گیا ہے۔ خداوند تعالیٰ نے ان کو سب کچھ دے دیا ہے، اب یہ قادر ہیں مختار ہیں، جس کو چاہیں، جو چاہیں، جب چاہیں دے سکتے ہیں یہ شرک اور کفر ہے۔ بریلوی حضرات سے ہمارا جھگڑا یہی ہے فتاویٰ عزیزی ص۳۳ حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز کا ارشاد ہے۔

"مدد مانگنا دو طرح سے ہوتا ہے۔ ۱- مخلوق کا مخلوق سے مدد مانگنا، جیسا کہ امیر اور بادشاہ، نوکر اور گداگر سے بوقتِ ضرورت مدد لیتے ہیں، اور عوام النّاس اولیأ اللہ سے دعا چاہتے ہیں، کہ اللہ کی جناب میں ہمارے واسطے دُعا کرو، اس قسم کی مدد چاہنا شریعت میں زندہ اور مُردہ سے جائز ہے (تفصیل آگے آرہی ہے)

۲- دُوسری صُورت یہ ہے کہ مستقل طور پر جو چیز جنابِ الٰہی سے

Marfat.com

خصوصیت رکھتی ہے، یعنی جن کاموں میں انسانی کوشش کا کچھ دخل نہیں مثلاً اولاد دینا، بارش برسانا، بیماری دور کرنا، عمر کی درازی وغیرہ، جب کہ مانگنے والے کی نیت خداوند تعالیٰ سے مانگنے کی نہ ہو (یعنی یہ سمجھتا ہو کہ بزرگوں کو اختیار ہے، جیسا کہ بریلوی علماء ہر وقت یہی کہتے ہیں بزرگوں سے مانگو، مانگو، مانگو دیتے ہیں) شاہ صاحب فرماتے ہیں یہ قسم حرام مطلق بلکہ کفر ہے؛ اگر کوئی شخص اپنے مذہب کے بزرگوں سے خواہ زندہ ہوں یا مردہ، اس قسم کی مدد مانگے، تو وہ شخص اسلام کے دائرہ سے خارج ہو جاتا ہے۔ بت پرست کافر اپنے بتوں سے ایسی مدد جائز سمجھتے ہیں"

واضح رہے کہ بریلوی حضرات علمی دنیا میں یتیم ہیں۔ سلف صالحین میں تو ان کے سر پر ہاتھ رکھنے والا بھی کوئی نہیں۔ چنانچہ ابھی ابھی ما ثبت بالسنۃ کا حوالہ گزر چکا ہے۔ یعنی شیخ عبدالحق محدث دہلوی رح فرماتے ہیں کہ عرس، گیارھویں، تیجا، چوتھا، چہلم، ششماہی، سالیانہ، جتنی تعینات ہیں، ان چیزوں میں سے کوئی چیز بھی سلف صالحین کے دور میں نہ تھی۔ ملحوظ رہے (شیئ من ذالک) یعنی جب تک مسلمان قوم رُو بہ ترقی تھی۔ تاسیس شریعت، جہاد، تبلیغ اسلام، تدوینِ حدیث، اجتہاد اور ضبطِ قواعد کا دور دورہ تھا، تو حضرات صحابہ رض تابعین، تبع تابعین، محدثین اور فقہاء کے سامنے احیائے اسلام اور

اور اتباعِ سُنّت کے مشاغل تھے۔ جب اسلام کی بہار پر خزاں آنے لگی، جب بے کاری، سستی، مفت خوری اور تن آسانی کا دور شروع ہوا، تو جابر بادشاہوں کی خود رائی، علماً کی مداہنت یعنی چاپلوسی اور خوشامد، اور متصوفین کے شطحیات سے بریلوی پیدا ہو گئے۔ اُمّت کے سلف صالحین میں طعام اور دن کی خصوصیت تو کیا ہوتی، استمدادِ اہلِ قبور کا رواج قطعاً نہ تھا۔ اور جب شیخ عبدالحق محدّث دہلوی رح اور شاہ عبدالعزیز رح جیسے بزرگ فرمائیں کہ نہ تھا، تو اب کس کی مجال ہے کہ ثابت کر دکھائے۔ شرم کا مقام ہے کہ جن مسائل پہ آج وقت ضائع کر رہے ہو، اور زمانہ کی رفتار تمہیں پیچھے پھینک رہی ہے۔ یہ مسائل معلوم ہے کہ مبارک دورِ اسلام میں نہ تھے۔ رواج تو کہاں اکا دُکا ثبوت بھی مشکل سے ملتا ہے۔ کیا تم لوگوں کو صحابہ سے دین زیادہ پیارا ہے؟ مسلمان قوم کے اخلاقی تنزّل، اور دین سے بے اعتنائی کا اصلی سبب یہی وہم پرستی ہے۔ اگر دین سے محبّت ہے تو دین کا وہی سادہ اور فطری حکیمانہ نظام معلوم کرو۔ جس پہ چل کر مسلمانوں نے قیصر و کسریٰ کی فرعونیت توڑی تھی۔ کیا اسلام کی شان و شوکت گیارھویں عُرس اور نذر و نیاز و تبرکات سے پیدا ہوئی تھی۔ کیا پہلے مسلمان تمہاری طرح بیٹھے بیٹھے نعرۂ تکبیر کہتے تھے؟ نعرۂ تکبیر کا موقع میدان کارزار ہے۔ میدانِ جنگ ہے، معرکۂ کفر و اسلام ہے۔ ایک طرف کفار کی منظم اور مسلح فوجیں ہوتی تھیں، دوسری طرف کچھ اللہ والے ٹوٹی پھوٹی دار ایک

Marfat.com

اور شکستہ نیزے لے کر اللہ کے بھروسے پر میدان میں آتے تھے۔ جب لڑائی ہوتی تو کشتوں کے پشتے لگ جاتے۔ کسی کا سر کٹ رہا ہے، کوئی لٹکتے ہوئے بازو کو توڑ پھینک کر آگے بڑھ رہا ہے۔ جسموں سے خون کے چشمے اُبل رہے ہیں۔ یکایک غیرتِ حق جوش میں آجاتی ہے مسلمانوں کا ایک ہی نعرۂ تکبیر بجلی کا کڑکا بن کر کفار کے دل ہلا دیتا ہے۔ یہ ہے نعرۂ تکبیر کا موقع۔ مگر بریلوی حضرات کا مالِ غنیمت اندر مسجد کے حجرہ میں مقفل پڑا ہوتا ہے یعنی تبرک شریف۔ اور اس کی خوشی میں اتنے پھولتے ہیں کہ نعرہ کی شاخیں بھی نکال لی ہیں۔ کیا خوب کہا۔

ع ہر چہ گیرد علتی علت شود

بات لمبی ہوگئی۔ مطلب یہ تھا کہ پچھلے لوگوں میں سے فقط شیخ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ایسے بزرگ ہیں جن کی بعض عبارتوں سے ان کو تھوڑا سا سہارا مل جاتا ہے مگر شیخ بھی توحید کے مسئلہ میں بہت سخت ہیں حضرت شیخ نے قصۂ مقتولینِ بدر شرح مشکوٰۃ میں مسئلۂ استمداد کی وضاحت فرمائی ہے۔ پہلے شیخ نے سماعِ موتیٰ کو ترجیح دی ہے پھر حضراتِ صوفیہ کے تجربہ اور تحقیق سے ثابت کیا ہے کہ اولیاء اللہ کی روحوں سے طالبانِ ہدایت کو فیض اور فتوح حاصل ہوتے ہیں جو لوگ زیارتِ قبور کو جاتے ہیں۔ قبر والوں کی روحیں دعا سے اُن کی مدد کرتی ہیں جیسا کہ زندگی میں دعا فرماتے ہیں۔ لہٰذا استمداد کے دو ہی طریقے ہیں۔ آگے فرماتے ہیں:-

Marfat.com

دو جو کچھ ہم نے سمجھا ہے وُہ یہ ہے کہ دُعا کرنے والا جو اپنے آپ کو اللہ کا محتاج سمجھتا ہو، دُعا کرتا ہے خداوند تعالیٰ سے اور مانگتا ہے اپنی حاجتیں خداوند تعالیٰ کی بے نیازی، اور عزّت والی بارگاہ سے، اور وسیلہ پکڑتا ہے اس بندے کا جو بارگاہِ عزّت میں مقرّب اَور مکرّم ہے۔ اَور یُوں کہتا ہے:۔ خداوندا! اس تیرے بندے کی برکت سے کہ تو نے رحمت کی ہے اس پر، اور اس کی عزّت بڑھائی ہے اور مہربانی عنایت فرمائی ہے، میری حاجت پُوری کر دے، کیونکہ تو سخی داتا ہے۔

دُوسری صُورت یہ ہے کہ اس نیک قبر والے بندہ کو بُلائے، اور کہے، اَے خدا کے بندے! اور اس کے ولی! میری سفارش کر، اور خدا سے مانگ کہ میرا مطلب پورا کرے پس دینے والا بھی خداوند تعالیٰ ہے اور مانگا بھی خدا سے ہے، اور امید کی جگہ بھی وہی ہے، اور یہ نیک بندہ درمیان میں صرف وسیلہ ہے، کوئی نہیں طاقت والا، کام کرنے والا، اور کاموں میں تصرّف کرنے والا، دنیا میں اللہ کے سوا، خداوند تعالیٰ کے ولی تو فانی اور بے نشان ہیں۔ قدرتِ الٰہی میں اور اس کے دبدبہ میں۔ نہ تو یہ کچھ کام کرتے ہیں، نہ ان کو کرنے کی طاقت ہے۔ نہ ان کے پاس کچھ اختیار ہے۔ اب

Marfat.com

بھی جب کہ قبروں میں ہیں بے اختیار ہیں، اور جب دُنیا میں زندہ تھے تو اس وقت بھی ان کو کچھ اختیار نہ تھا۔ ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ زیارتِ قبور کے وقت ثابت اور سُنّت طریقہ السلام علیکم کہنا۔ استغفار کرنا (ان کے لیئے بھی اور اپنے لئے بھی) اور قرآن پڑھنا ہے، لیکن مدد مانگنے کی رکاوٹ بھی نہیں ہے (آگے فرماتے ہیں) قبر والوں کے سننے نہ سننے میں جو اختلاف ہے۔ وہ اختلاف عام قبر والوں کے متعلق ہے۔ انبیاء علیہم السّلام کے متعلق نہیں۔ کیونکہ انبیاءؑ زندہ ہیں حقیقتاً جیسا کہ دُنیا میں زندہ تھے۔ مگر اولیاء اللہ آخرت کی معنوی زندگی سے زندہ ہیں اس لیئے ان کے متعلق علماءؒ کا اختلاف ہے کہ سنتے ہیں یا نہیں، ہاں اگر قبروں پہ جانے والے یہ اعتقاد رکھیں کہ قبروں والے اپنے پاس سے دیتے ہیں۔ اللہ سے مانگتے نہیں ہیں۔ چنانچہ اسی وجہ سے قبروں کو بوسہ دیتے ہیں۔ سجدہ کرتے ہیں، تو یہ اعتقاد اور یہ عمل حرام ہے"۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث رحؒ کے کلام سے چند مطالب برآمد ہوئے

۱۔ جب کسی مزار پہ دُعا کرنے والا خداوند تعالیٰ سے مانگے اور بزرگ کا وسیلہ پکڑے تو جائز ہے۔

۲۔ کوئی شخص قبر والے سے کہے کہ میرے واسطے اللہ کی جناب میں دُعا کرو، اور عقیدہ یہ رکھتا ہو کہ خداوند تعالیٰ ہی دینے والے ہیں،

Marfat.com

اگر نہ دیں تو اس بزرگ کی سفارش نامنظور بھی ہو سکتی ہے۔ شیخ کے نزدیک یہ بھی جائز ہے۔ لیکن اکثر فقہائے حنفیہ جو سماع موتی کو نہیں مانتے وہ اس بات کے منکر ہیں۔

۳۔ زیارتِ قبور کا سُنت طریقہ تو یہی ہے، السلام علیکم کہنا، استغفار تلاوت قرآن، اس کے علاوہ استمداد کے دو طریقے جو بیان ہوئے ہیں۔ یہ جائز تو ہیں مگر سُنت کے درجہ سے گرے ہوئے ہیں،

۴۔ انبیائے علیہم السلام اپنی قبروں میں یقیناً سُنتے ہیں، جو شخص قبر پر بلائے۔ دُوسرے لوگوں کے متعلق اختلاف ہے۔

۵۔ یہ عقیدہ رکھنا کہ یہ اپنے اختیار سے دیتے ہیں ان کو اختیار مل چکا ہے اور اس خیال سے خوشامد، سجدہ وغیرہ حرام ہے۔

مسئلہ کی وضاحت کے لئے حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رح کے فتاویٰ عزیزی جلد دوم صفحہ ۱۰۴ پر غور کریں:۔

"بزرگوں کی رُوح سے استمداد کی دو قسمیں ہیں۔ ایک قسم تو وہ ہے جو زندہ لوگوں سے بھی کی جاتی ہے۔ یعنی ان کی دُعا کو قبولیت سے قریب تر سمجھ کر اپنی درخواست خدا کی جناب میں پیش کرنے کا وسیلہ بناتے ہیں اور ان کو واسطہ، ذریعہ، ہتھیار کا درجہ دیتے ہیں جس طرح عینک نظر کو تیز کر دیتی ہے یہ بے شبہ جائز ہے۔

دوسری قسم یہ ہے کہ توجہ بزرگوں پہ ہو، اور یہ سمجھے کہ

Marfat.com

یہ لوگ مطلب پورا کرنے، یا کرانے میں خود مختار ہیں۔ بزرگان دین خداوند تعالیٰ سے اتنے نزدیک ہیں کہ خداوند تعالیٰ کی تدبیر کو اپنی مرضی کے تابع کر سکتے ہیں۔ خدا سے منوا لیتے ہیں، یہی وُہ طریقہ ہے جس سے عوام الناس استمداد کرتے ہیں۔ یہ قسم خالص شرک ہے۔ زمانہ جاہلیت یعنی اسلام سے پہلے مشرک لوگ اپنے بُتوں پر اس سے زیادہ اعتقاد نہ رکھتے تھے"۔

مطلب یہ کہ کافروں کا عقیدہ بُتوں کے متعلق یہی تھا۔ آگے شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ :-

"یہ لوگ (بریلوی) جو بڑی سے بڑی دلیل حدیث اس جگہ پیش کرتے ہیں وہ یہ ہے اذا تحیرتم فی الامور فاستعینوا من اھل القبور ترجمہ یہ کرتے ہیں کہ جب تم کو کسی کام میں مشکل پیش آئے تو قبروں والوں سے مدد مانگو، شاہ صاحب فرماتے ہیں :- یہ حدیث نہیں ہے کہ صحابی بزرگ کا مشہور قول ہے۔ مگر اس کا مطلب یہ ہے جب تم کسی چیز کے حلال حرام ہونے میں متعارض دلائل سے شبہ میں پڑ جاؤ تو مرنے والوں کی تقلید اور پیروی کرو۔ یعنی جو مسلک اگلے لوگوں کا تھا وہی اختیار کرو۔ یہ قول عبداللہ بن مسعودؓ اور سفیان ثوری سے منقول ہے۔ دوسرا مطلب یہ ہے کہ جب دنیا کے دھندے تمہارے دِل کو پریشان کریں، تو

Marfat.com

مرنے والوں کی یاد سے دل کو تسلی دو، اور اس طرح تمہارے دل کو تسلی میں مدد ملے گی۔ ہاں اگر کوئی شخص قبر کا سجدہ اور طواف کرے، اور دعا کرے کہ اے بزرگ یہ کام بنا دے تو بت پرستوں سے مشابہت کی ہے۔"

شاہ صاحب کی بات ختم ہوئی۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی ہر دو حضرات تصوف اور شریعت کے جامع اور حاوی ہیں۔ ان دونو بزرگوں نے پیر پرستوں کے توسل کو حرام، شرک اور بت پرستی کہا ہے۔ البتہ توسل کی پہلی دو صورتیں:-

۱۔ بزرگ کے وسیلہ سے خداوند تعالیٰ سے دعا مانگنا۔

۲۔ بزرگ کو دعا کے لئے کہنا۔

اگرچہ بعض کے نزدیک جائز ہیں۔ مگر بزرگان دین کا اختلاف سخت ہے۔ چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی شرح مشکوٰۃ فارسی میں فرماتے ہیں

"حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاءؑ علیہم السلام کے سوا دوسرے لوگوں کی قبروں سے استمداد یعنی دعا کی درخواست کرنا، اکثر فقہاءؒ اس کے منکر ہیں، اور کہتے ہیں کہ زیارتِ قبورؒ کا مقصد فقط دعا، استغفار، اور تلاوتِ قرآن ہے۔ یہ اکثر فقہاءؒ کا مسلک ہے۔ اور بعض تھوڑے فقہاءؒ اور مشائخ صوفیہ نے توسل کو ثابت کیا ہے"

یہاں سے معلوم ہوا کہ فقہاءؒ منع کرنے والے زیادہ ہیں، اور اجازت دینے

Marfat.com

دالے تھوڑے ہے۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث رح نے یہی بات مدارج النبوت جلد دوم صفحہ ۶۱ پر بحوالہ فتح القدیر شرح ہدایہ لکھی ہے۔ نیز فتاویٰ عزیزی جلد اوّل صہ ۸۹ :۔

سوال :۔ اس طرح سے مدد مانگنا، اے فلاں بزرگ خداوند تعالیٰ سے میری حاجت مانگ، اور میری سفارش کر، اور دعا کر، درست ہے یا نہیں ؟

جواب :۔ مُردوں سے مدد مانگنا، خواہ قبر پہ ہو یا دُور سے، بہر صُورت میں بدعت ہے۔ صحابہ رض اور تابعین کے دَور میں یہ طریقہ نہ تھا۔ لیکن اس بات میں اختلاف ہے کہ یہ بدعت اچھی ہے یا بُری۔ نیز استمداد کے طریقوں سے حکم بدل جاتا ہے یہ سوال کی صُورت بظاہر تو جائز ہے۔

مندرجہ بالا حوالوں سے معلوم ہوا کہ بزرگ کے وسیلہ سے دعا مانگنا تو جائز ہے۔ مگر بزرگ سے دُعا کی خواہش کرنا روایت سے ثابت نہیں اور خلافِ سُنّت بھی ہے۔ نیز بزرگ کو دُعا کے لئے کہنا اس کو بعض فقہاءؒ، اور صُوفیہ نے جائز کہا ہے، مگر اکثر فقہاءؒ ناجائز کہتے ہیں، اور بزرگ کو مختار سمجھ کر درخواست کرنا حرام اور شرک ہے۔ پہلی صُورت جائز ہے، دُوسری خلافِ سُنّت اور بدعت ہے۔ تیسری چیز خالص شرک ہے۔ اب سوچنے کی بات یہ ہے کہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رح کا یہ فرمان :۔ ”آرسے مردی وسنون سلام برموتیٰ واستغفار، مُرالیبیا

Marfat.com

را د قرأت قرآن است - یعنی روایت سے ثابت اور سُنّت طریقہ تو مُردوں پر سلام کہنا، اور ان کے لئے استغفار کرنا، اور تلاوتِ قرآن ہے۔ اور اس کے سوا جو کچھ بھی ہے وُہ سُنّت نہیں۔

اور شاہ عبدالعزیز محدّث کا قبر والوں سے دُعا کی خواہش کو بدعت کہنا، اور اس کے اچھا یا بُرا ہونے میں علماءؒ کا اختلاف کرنا اِس بات کی صاف دلیل ہے کہ بزرگ کو دُعا کی درخواست کرنا سُنّت اور روایت کے مرتبہ سے گرا ہُوا ہے۔ اور بدعت ہے۔ خلاصہ یہ کہ قبر والوں سے دُعا کی درخواست کرنا شیخ کے نزدیک سنّت نہیں، اور شاہ صاحب کے نزدیک بدعت ہے۔ شاہ صاحب نے اور بھی صاف کر دیا کہ مُردوں سے مدد مانگنا خواہ قبر پہ ہو بے شبہ بدعت ہے۔ صحابہؓ اور تابعین کے زمانہ میں یہ چیزیں نہ تھیں، البتہ علماءؒ کا اختلاف ہے کہ یہ بدعت اچھی ہے یا بُری۔

شاہ عبدالعزیز صاحبؒ نے تو اختلاف کا لفظ فرما کر بات کو ختم کر دیا مگر ہم چاہتے ہیں کہ ناظرین کو زیادہ تفصیل مہیا کریں

بدعت کیا ہے؟

ما اُحدث فی الاسلام۔ بدعت کی دو قسمیں مشہور ہیں، اچھی بدعت، اور بُری بدعت، بُری بدعت کی تعریف علماءؒ اسلام نے یہ کی ہے۔ بدعت وُہ ہے جو حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے عہدِ مبارک

Marfat.com

میں موجود نہ ہو۔ نہ قولاً نہ فعلاً، نہ تقریراً نہ صراحتہً نہ اشارۃً۔ مگر اہلِ بدعت کے اطمینان کے لیئے ہم بدعت کی وہی تعریف کرتے ہیں جو مولوی عبدالسمیع رامپوری نے انوارِ ساطعہ میں لکھی ہے۔

انما المحذور بدعۃ تراغم سنۃ ماموراً بہا اور ترجمہ یہ کیا ہے یعنی وہی بدعت منع ہے جو مٹاتی ہو کسی سنّت کو۔ آگے فرماتے ہیں یکرہ البدع اذا راغمت السنۃ واما اذا لم یراغمہا فلا یکرہ

ترجمہ:۔ وہی بدعتیں ناپسند ہیں جو سنّت کو مٹائیں، لیکن جو بدعتیں سنّت کو نہ مٹائیں وُہ ناپسند نہیں ہیں۔

اب ہم بریلوی حضرات سے پُوچھتے ہیں کہ بدعت کا جو معیار آپ کے پیر جی نے قائم کیا ہے۔ کیا استمداد کے مسئلہ کو اس پر جانچنے کی اجازت ہے؟ بڑی بدعت وُہ ہے جو سنّت کو مٹائے۔ ہمارے خیال میں استمداد کی بدعت نے دو سنتیں مٹائی ہیں ایک استغفار، دُوسری زیارتِ قبور کا مقصد، اگر کسی بدعتی کو کہا جائے کہ اولیاء اللہ کی قبروں پر جاکر اُن کے واسطے گناہوں کی بخشش مانگنی چاہیئے۔ تو دیکھئے کیا جواب دیتا ہے۔ اولیائے اللہ کے واسطے استغفار؟ گناہوں کی بخشش؟ کیا کہتے ہو؟ کیا اولیائے اللہ گنہگار ہیں؟ توبہ، توبہ۔ کیا کوئی بریلوی کسی بزرگ کی قبر پر جاکر استغفار کرنے کو تیار ہوگا؟ یا اللہ! میرے اور اس بزرگ کے گناہ بخش دے۔ یہ کہنا بریلوی کے لئے کلمۂ کُفر کے برابر ہوگا، اور ضرور بے ادبی

Marfat.com

سمجھے گا۔ کوئی بریلوی مولوی یہ سنت بیان تو کرے، پھر دیکھے اُس کا کیا حشر ہوتا ہے؟ حالانکہ یہ سُنّت ہے، اور حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم جنگ اُحد کے شہیدوں کے لئے اور تمام صحابہ کی قبروں پہ جاکر اُن کے واسطے گناہوں کی بخشش مانگتے تھے۔ یہیں سے یہ سنت قائم ہوئی۔ مگر بریلوی حضرات اس سنت کو بزرگوں کی سنت بے ادبی سمجھتے ہیں۔ یہ مرض استمداد سے پیدا ہُوا ہے۔ استمداد کا عقیدہ جب ترکِ سنت کا باعث ہوا تو اب یہ کیسی بدعت ہے؟ آپ ہی فرمائیں۔

استمداد کے عقیدہ نے دُوسری سنت جو ختم کی ہے وہ زیارتِ قبور کا اصلی مقصد ہے۔ ارشاد ہوتا ہے قبروں کی زیارت کیا کرو، اس سے موت یاد آتی ہے۔ زیارتِ قبورؐ کا فائدہ یہی بیان فرمایا کہ قبر کو دیکھنے سے دنیا کی ہوس کم ہوتی ہے۔ موت یاد آتی ہے۔ دنیا کی بے ثباتی، ناپائیداری اور بے وفائی کا مشاہدہ ہوتا ہے۔ ایک مومن مخلص کو یہ ایمانی غذا گاہ بگاہ ملتی رہے تو دل دنیا میں گرفتار نہیں ہوتا۔ تعلیمِ نبوت تو یہ ہے، اور یہ مقصد ہر قبر سے حاصل ہو سکتا ہے۔ اہلِ بدعت کی خدمت میں عرض ہے کہ خدا کے لئے کبھی تو کوئی سچی بات کہہ دیا کرو۔ کیا آپ لوگ بزرگانِ دین کی قبروں پر موت کی یاد تازہ کرنے جاتے ہیں۔ کچھ نذر و نیاز دیتے ہیں، کچھ دنیا کی مرادیں مانگتے ہیں۔ بس دُکان سمجھ رکھی ہے۔ بزرگوں کی قبروں پر جانے والے جہلاءؔ حج بیت اللہ کی طرح عظمت اور احترام کا جذبہ لے کر جاتے ہیں۔ بعض جاہل تو حج بھی کرتے ہیں۔ چنانچہ پچھلے سالوں کے

Marfat.com

اندرسندھ میں ایسا ہونے لگا تھا۔ گورنمنٹ پاکستان نے سختی سے بند کیا۔ وہاں جاکر ان لوگوں کے دلوں پر وہ ہیبت طاری ہوتی ہے جو نماز میں تمام عمر نہیں ہوتی حالانکہ نماز بارگاہِ الٰہی ہے۔ جب سے یہ عقیدہ چلا ہے کہ بزرگوں کو خدا نے سب کچھ دے دیا ہے۔ اب بزرگوں کی عطا کی مثال آنکھ کی سی ہے۔ آنکھ دیکھنے والے نے دے دی، اب دیکھنے والے کو اختیار ہے جب چاہے آنکھ کھولے اور دیکھے، اسی طرح بزرگ جب چاہیں، جو چاہیں لوگوں کو اپنے پاس سے دیتے ہیں۔ خدا نے سب کچھ ان کو ایک ہی دفعہ دے دیا ہے۔ اس عقیدہ نے ہماری قوم میں یہ نتائج پیدا کئے ہیں کہ تمام مراسم عبادت روزہ، نماز، خیرات، حج تک بزرگوں کے ہونے لگے ہیں۔ نذرونیاز قبروں پر غلاف چڑھانا، چراغ جلانا، سجدہ، طواف، منتیں ماننا، اور کام ہو جائے تو بزرگ کی مہربانی سمجھنا کیا کچھ نہیں ہو رہا ہے۔ اور اگر کچھ فرق باقی ہے تو چند دنوں میں نکل جائے گا۔ واضح رہے کہ یہاں لفظ استمداد سے مراد بزرگوں سے دُعا کی درخواست کرنا ہے۔ استمداد کا طریقہ ہمیں کتنی سنتوں سے محروم کر رہا ہے۔ کتنی بدعتوں پر آمادہ کر رہا ہے۔ کتنے حرام کام ہم کرنے لگ گئے ہیں۔ کیا اب بھی کوئی شخص آنکھیں بند کر کے کہے گا کہ یہ اچھی بدعت ہے۔ توسّل اور استمداد کا طریقہ بُرا نہیں تھا، اور بعض صورتیں اس کی جائز بھی ہیں۔ مگر ہماری قوم کے جہلاء کا دماغ گندہ ہو چکا ہے، اور پلید برتن میں جو چیز پڑتی ہے وہی پلید ہو جاتی ہے۔ حالات کی تبدیلی سے مسائل بدل جاتے ہیں۔ بیان ہو چکا ہے کہ استمداد کا طریقہ سنت نہیں،

Marfat.com

بدعت ہے۔ اب بدعت کی تعریف حضرت امام مجدد الف ثانی رح کے مکتوبات سے سنئے! مکتوبات دفتر اول، صد ۵۵۴

"عقل مندوں کا قاعدہ ہے کہ نقصان کے خطرہ میں بڑے بڑے فائدے چھوڑ دئیے جاتے ہیں۔ اسی کے قریب ہے وہ بات جو علماء نے فرمائی ہے۔ جو چیز کہ سنّت اور بدعت کے درمیان دائر ہو (اُسے چھوڑ دینا چاہیئے) وہاں بدعت کو چھوڑنا سُنّت کے ادا کرنے سے زیادہ ثواب ہے۔ یعنی ایک ہی چیز ہے۔ اس کو کچھ علماء سنّت کہتے ہیں، کچھ بدعت کہتے ہیں (جیسا کہ ہمارے اور بریلویوں کے اکثر اختلافات اسی قسم کے ہیں) تو ان کاموں کو سنت سمجھ کر کرنے سے بہتر یہ ہے کہ بدعت سمجھ کر چھوڑ دیا جائے۔ آگے فرماتے ہیں یعنی بدعت میں نقصان کا خطرہ ہے، اور سنت میں نفع کی توقع ہے۔ پس نقصان کے خطرہ کو نفع کی امید پر ترجیح دیتے ہوئے اس بدعت کو چھوڑ دینا چاہیئے، تعجب نہیں کہ اس کام کو سنت سمجھ کر کرنے سے کوئی اور نقصان پیدا ہو جائے۔ مطلب یہ ہے کہ ایسے کاموں کو جن کے بدعت یا سنت ہونے میں جھگڑا ہو بدعت ہی قرار دیا جائے جیسا کہ ترک بدعت باید نمود کے لفظ سے مستفاد ہے، اور اگر اُسے سنت سمجھ کر کیا گیا تو ممکن ہے دوسری صورت میں اس کا نقصان ظاہر ہو جیسا کہ کوئی دوا ایک مرض کیلئے تو مفید ہو، مگر بدن میں بڑی بڑی بیماریاں پیدا کر دے"

Marfat.com

حضرت امام مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ کلام ہمارے اور بریلویوں کے درمیان فیصلہ کُن ہے۔ جتنی بدعتوں کو یہ لوگ جائز قرار دینے کے لئے کمزور سہارے ڈھونڈ رہے ہیں یہ سب بدعتیں بُرے پھل دیتی ہیں۔ مثلاً ایصالِ ثواب پر سب کا اتفاق ہے۔ لیکن ایک دِن مقرر کرنا، اور اس کی پابندی لازمی قرار دینا یہ بدعت ہے۔ یہ یقیناً اگر انتظام کے لئے ہے تو انتظامی چیزیں ہمیشہ بدلتی رہتی ہیں، یہ کیوں نہیں بدلتی۔ اس میں یہ لوگ خوبی سمجھتے ہیں۔ مولوی محمد شریف صاحب نے رسالہ مسئلہ گیارھویں کا میں جھوٹے حوالے دے دے کر ایک کمزور عمارت کھڑی کی اور آخری صفحہ پر سید صاحب نے اس ساری عمارت کو ایک دھکے سے گرا دیا۔

(وکفی اللہ المومنین القتال الآیۃ) اب یہ لوگ عرس کو خدا جانے سنّت اور کیا کیا بنا رہے ہیں۔ مگر امام مجدّد رحمۃ اللہ کی پیشین گوئی حرف بحرف درست ہو رہی ہے۔

عرسوں کے میلے بنتے جاتے ہیں، اور میلوں میں بدمعاشی، ناچ گانا چوری، دنگا فساد بن گیا ہے۔ یہ میلے تمام کے تمام عرسوں کی بگڑی ہوئی صورت ہے۔ کسی کو شک ہو تو پیران کلیر کا میلہ جا کر دیکھے، جہاں ہزاروں کی تعداد میں طوائف ہر سال جاتی ہیں اور زنا کی منڈیاں مہینوں تک بنی رہتی ہیں۔ حضرت امام مجدّد رحمہ نے کیا خوب فرمایا کہ اس بدعت کو اگر نہ چھوڑا گیا تو اس کے نقصانات دوسری صورت میں ظاہر ہوں گے۔ یہ پکی علامت ہے۔ یہ درخت اپنے پھل سے ہی پہچانا جا سکتا ہے،

Marfat.com

اللہ ہدایت دے۔ قوم کا ستیاناس کر دیا۔ کس طرف ڈال دیا قوم کو صرف اپنے پیٹ کے لئے۔

یہ بات بھی اس صورت میں جب کہ کوئی چیز سنت اور بدعت کے درمیان دائرہ ہو۔ لیکن جو بدعت علانیہ سنت کو مٹا رہی ہے جیسا کہ عرض کیا جا چکا ہے۔ تو کیا اب بھی وہ بدعت حسنہ ہوگی؟

نیز مکتوبات شریف دفتر اول صفحہ ۱۸۶ کا حوالہ ملاحظہ ہو۔

"اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے عاجزی اور زاری سے سوال کرتا ہوں، کہ جو چیزیں دین میں نئی پیدا ہوئی، اور ایجاد کی گئیں جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین رضی کے زمانہ میں نہ تھیں۔ اگرچہ وہ چیز روشنی میں صبح کے سپیدہ کی طرح ہو۔ اس فقیر اس جماعت کے ساتھ جو میرے مرید ہیں، اس بدعت کے کرنے میں گرفتار نہ کرے بہ طفیل سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ لوگ کہتے ہیں کہ بدعت کی دو قسمیں ہیں ایک اچھی، ایک بُری۔ اچھی اُس نیک عمل کو کہتے ہیں جو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین ؓ کے بعد پیدا ہوئی، اور کسی سنت کو نہ مٹائے۔ اور بُری بدعت وہ ہے جو سنت کو مٹائے (اب حضرت مجدد رح بدعت کی عام علما نے جو تقسیم کی ہے اس کے بعد اپنی تحقیق بیان فرماتے ہیں) یہ فقیر یعنی امام مجدد رح ان ساری بدعتوں میں سے کسی بدعت میں اچھائی اور نورانیت نہیں سمجھتا۔ اور اندھیری اور گدلاپن کے سوا کچھ نہیں محسوس کرتا

Marfat.com

اندرسندھ میں ایسا ہونے لگا تھا۔ گورنمنٹ پاکستان نے سختی سے بند کیا۔ وہاں جاکر ان لوگوں کے دلوں پر وہ ہیبت طاری ہوتی ہے جو نماز میں تمام عمر نہیں ہوتی حالانکہ نماز بارگاہِ الٰہی ہے۔ جب سے یہ عقیدہ چلا ہے کہ بزرگوں کو خدا نے سب کچھ دے دیا ہے۔ اب بزرگوں کی عطا کی مثال آنکھ کی سی ہے۔ آنکھ دیکھنے والے نے دے دی، اب دیکھنے والے کو اختیار ہے جب چاہے آنکھ کھولے اور دیکھے، اسی طرح بزرگ جب چاہیں، جو چاہیں لوگوں کو اپنے پاس سے دیتے ہیں۔ خدا نے سب کچھ ان کو ایک ہی دفعہ دے دیا ہے۔ اس عقیدہ نے ہماری قوم میں یہ نتائج پیدا کئے ہیں کہ تمام مراسم عبادت روزہ، نماز، خیرات، حج تک بزرگوں کے ہونے لگے ہیں۔ نذرونیاز قبروں پر غلاف چڑھانا، چراغی جلانا، سجدہ، طواف، منتیں ماننا، اور کام ہو جائے تو بزرگ کی مہربانی سمجھنا کیا کچھ نہیں ہو رہا ہے۔ اور اگر کچھ فرق باقی ہے تو چند دنوں میں نکل جائے گا۔ واضح رہے کہ یہاں لفظ استمداد سے مراد بزرگوں سے دُعا کی درخواست کرنا ہے۔ استمداد کا طریقہ ہمیں کتنی سنتوں سے محروم کر رہا ہے۔ کتنی بدعتوں پر آمادہ کر رہا ہے۔ کتنے حرام کام ہم کرنے لگ گئے ہیں۔ کیا اب بھی کوئی شخص آنکھیں بند کر کے کہے گا کہ یہ اچھی بدعت ہے۔ توسل اور استمداد کا طریقہ بُرا نہیں تھا؛ اور بعض صورتیں اس کی جائز بھی ہیں۔ مگر ہماری قوم کے جہلاء کا دماغ گندہ ہو چکا ہے، اور پلید برتن میں جو چیز پڑتی ہے وہی پلید ہو جاتی ہے۔ حالات کی تبدیلی سے مسائل بدل جاتے ہیں۔ بیان ہو چکا ہے کہ استمداد کا طریقہ سنت نہیں؛

Marfat.com

بدعت ہے۔ اب بدعت کی تعریف حضرت امام مجدد الف ثانی رح کے مکتوبات سے سنیئے! مکتوبات دفتر اوّل ص۵۵ ۲

"عقل مندوں کا قاعدہ ہے کہ نقصان کے خطرہ میں بڑے بڑے فائدے چھوڑ دیئے جاتے ہیں۔ اسی کے قریب ہے وہ بات جو علمائے نے فرمائی ہے۔ جو چیز کہ سنّت اور بدعت کے درمیان دائر ہو (اُسے چھوڑ دینا چاہیئے) وہاں بدعت کو چھوڑنا سُنّت کے ادا کرنے سے زیادہ ثواب ہے۔ یعنی ایک ہی چیز ہے۔ اس کو کچھ علمأ سنّت کہتے ہیں، کچھ بدعت کہتے ہیں (جیسا کہ ہمارے اور بریلویوں کے اکثر اختلافات اسی قسم کے ہیں) تو ان کاموں کو سنت سمجھ کر کرنے سے بہتر یہ ہے کہ بدعت سمجھ کر چھوڑ دیا جائے۔ آگے فرماتے ہیں یعنی بدعت میں نقصان کا خطرہ ہے، اور سنت میں نفع کی توقع ہے۔ پس نقصان کے خطرہ کو نفع کی امید پر ترجیح دیتے ہوئے اس بدعت کو چھوڑ دینا چاہیئے، تعجب نہیں، کہ اس کام کو سنت سمجھ کر کرنے سے کوئی اور نقصان پیدا ہو جائے۔ مطلب یہ ہے کہ ایسے کاموں کو جن کے بدعت یا سنت ہونے میں جھگڑا ہو بدعت ہی قرار دیا جائے جیسا کہ ترک بدعت بایدنمود کے لفظ سے مستفاد ہے، اور اگر اُسے سنت سمجھ کر کیا گیا تو ممکن ہے دُوسری صورت میں اس کا نقصان ظاہر ہو جیسا کہ کوئی دوا ایک مرض کیلئے تو مفید ہو، مگر بدن میں بڑی بڑی بیماریاں پیدا کر دے"

Marfat.com

میں موجود نہ ہو۔ نہ قولاً نہ فعلاً، نہ تقریراً نہ صراحتہً نہ اشارۃً۔ مگر اہلِ بدعت کے اطمینان کے لیئے ہم بدعت کی وہی تعریف کرتے ہیں جو مولوی عبدالسمیع رامپوری نے انوارِ ساطعہ میں لکھی ہے۔

انما المحذور بدعۃ ترا غم سنۃ ماموراً بہا اور ترجمہ یہ کیا ہے یعنی وہی بدعت منع ہے جو مٹاتی ہو کسی سنت کو۔ آگے فرماتے ہیں یکرہ البدع اذا راغمت السنۃ واما اذا لم یراغمہا فلا یکرہ

ترجمہ:۔ وہی بدعتیں ناپسند ہیں جو سنت کو مٹائیں، لیکن جو بدعتیں سنت کو نہ مٹائیں وہ ناپسند نہیں ہیں۔

اب ہم بریلوی حضرات سے پوچھتے ہیں کہ بدعت کا جو معیار آپ کے پیر جی نے قائم کیا ہے۔ کیا استمداد کے مسئلہ کو اس پر جانچنے کی اجازت ہے' بڑی بدعت وہ ہے جو سنت کو مٹائے۔ ہمارے خیال میں استمداد کی بدعت نے دو سنتیں مٹائی ہیں ایک استغفار' دوسری زیارتِ قبور کا مقصد' اگر کسی بدعتی کو کہا جائے کہ اولیاء اللہ کی قبروں پر جا کر اُن کے واسطے گناہوں کی بخشش مانگنی چاہیئے۔ تو دیکھئے کیا جواب دیتا ہے۔ اولیاء اللہ کے واسطے استغفار؟ گناہوں کی بخشش؟ کیا کہتے ہو؟ کیا اولیاء اللہ گنہگار ہیں؟ توبہ، توبہ۔ کیا کوئی بریلوی کسی بزرگ کی قبر پر جا کر استغفار کرنے کو تیار ہو گا؟ یا اللہ! میرے اور اس بزرگ کے گناہ بخش دے۔ یہ کہنا بریلوی کے لیئے کلمۂ کفر کے برابر ہو گا، اور ضرور بے ادبی

Marfat.com

سمجھے گا۔ کوئی بریلوی مولوی یہ سنت بیان تو کرے، پھر دیکھے اُس کا کیا حشر ہوتا ہے؟ حالانکہ یہ سُنت ہے، اور حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم جنگ اُحد کے شہیدوں کے لئے اور تمام صحابہ کی قبروں پہ جاکر اُن کے واسطے گناہوں کی بخشش مانگتے تھے۔ یہیں سے یہ سنت قائم ہوئی۔ مگر بریلوی حضرات اس سنت کو بزرگوں کی سخت بے ادبی سمجھتے ہیں۔ یہ مرض استمداد سے پیدا ہوا ہے۔ استمداد کا عقیدہ جب ترکِ سنت کا باعث ہوا تو اب یہ کیسی بدعت ہے؟ آپ ہی فرمائیں۔

استمداد کے عقیدہ نے دُوسری سنت جو مٹائی ہے وُہ زیارتِ قبور کا اصلی مقصد ہے۔ ارشاد ہوتا ہے قبروں کی زیارت کیا کرو، اس سے موت یاد آتی ہے۔ زیارتِ قبورُ کا فائدہ یہی بیان فرمایا کہ قبر کو دیکھنے سے دنیا کی ہوس کم ہوتی ہے۔ موت یاد آتی ہے۔ دنیا کی بے ثباتی، ناپائداری اور بے وفائی کا مشاہدہ ہوتا ہے۔ ایک مومن مخلص کو یہ ایمانی غذا گاہ بگاہ ملتی رہے تو دل دنیا میں گرفتار نہیں ہوتا۔ تعلیمِ نبوت تو یہ ہے، اور یہ مقصد ہر قبر سے حاصل ہو سکتا ہے۔ اہلِ بدعت کی خدمت میں عرض ہے کہ خدا کے لئے کبھی تو کوئی سچی بات کہہ دیا کرو۔ کیا آپ لوگ بزرگانِ دین کی قبروں پر موت کی یاد تازہ کرنے جاتے ہیں۔ کچھ نذر و نیاز دیتے ہیں، کچھ دنیا کی مرادیں مانگتے ہیں۔ بس دُکان سمجھ رکھی ہے۔ بزرگوں کی قبروں پر جانے والے جہلاء حج بیت اللہ کی طرح عظمت اور احترام کا جذبہ لے کر جاتے ہیں۔ بعض جاہل تو حج بھی کرتے ہیں۔ چنانچہ پچھلے سالوں کے

Marfat.com

دالے تھوڑے ہے۔ حضرت شیخ عبدالحق محدّث رح نے یہی بات مدارج النبوت جلد دوم صفحہ ۶۱ پر بحوالہ فتح القدیر شرح ہدایہ لکھی ہے۔ نیز فتاویٰ عزیزی جلد اوّل صہ ۸۹ :۔

سوال :۔ اس طرح سے مدد مانگنا، اے فلاں بزرگ خداوند تعالیٰ سے میری حاجت مانگ، اور میری سفارش کر، اور دعا کر، درست ہے یا نہیں ؟

جواب :۔ مُردوں سے مدد مانگنا، خواہ قبر پہ ہو یا دُور سے، ہر صُورت میں بدعت ہے۔ صحابہ رض اور تابعین کے دَور میں یہ طریقہ نہ تھا۔ لیکن اس بات میں اختلاف ہے کہ یہ بدعت اچھی ہے یا بُری۔ نیز استمداد کے طریقوں سے حکم بدل جاتا ہے یہ سوال کی صُورت بظاہر تو جائز ہے۔

مندرجہ بالا حوالوں سے معلوم ہوا کہ بزرگ کے وسیلہ سے دعا مانگنا تو جائز ہے۔ مگر بزرگ سے دُعا کی خواہش کرنا روایت سے ثابت نہیں اور خلافِ سُنّت بھی ہے۔ نیز بزرگ کو دُعا کے لئے کہنا اس کو بعض فقہاءؒ، اور صُوفیہ نے جائز کہا ہے، مگر اکثر فقہاءؒ ناجائز کہتے ہیں، اور بزرگ کو مختار سمجھ کر درخواست کرنا حرام اور شرک ہے۔ پہلی صُورت جائز ہے، دُوسری خلافِ سُنّت اور بدعت ہے۔ تیسری چیز خالص شرک ہے۔

اب سوچنے کی بات یہ ہے کہ حضرت شیخ عبدالحق محدّث دہلوی رح کا یہ فرمان :۔ "آرے مردی ومسنون سلام برموتیٰ واستغفار، مُرایشاں را

Marfat.com

را د قرأت قرآن است - یعنی روایت سے ثابت اور سُنّت طریقہ تو مُردوں پر سلام کہنا، اور ان کے لئے استغفار کرنا، اور تلاوتِ قرآن ہے۔ اور اس کے سوا جو کچھ بھی ہے وُہ سُنّت نہیں۔

اور شاہ عبدالعزیز محدّث کا قبر والوں سے دُعا کی خواہش کو بدعت کہنا، اور اس کے اچھا یا بُرا ہونے میں علماءؒ کا اختلاف کرنا اِس بات کی صاف دلیل ہے کہ بزرگ کو دُعا کی درخواست کرنا سُنّت اور روایت کے مرتبہ سے گرا ہُوا ہے۔ اور بدعت ہے۔ خلاصہ یہ کہ قبر والوں سے دُعا کی درخواست کرنا شیخ کے نزدیک سنّت نہیں، اور شاہ صاحب کے نزدیک بدعت ہے۔ شاہ صاحب نے اَور بھی صاف کر دیا کہ مُردوں سے مدد مانگنا خواہ قبر پہ ہو بے شبہ بدعت ہے۔ صحابہؓ اور تابعین کے زمانہ میں یہ چیزیں نہ تھیں، البتہ علماءؒ کا اختلاف ہے کہ یہ بدعت اچھی ہے یا بُری۔

شاہ عبدالعزیز صاحبؒ نے تو اختلاف کا لفظ فرما کر بات کو ختم کر دیا مگر ہم چاہتے ہیں کہ ناظرین کو زیادہ تفصیل مہیا کریں

بِدعت کیا ہے؟

ما أحدث فی الاسلام - بدعت کی دو قسمیں مشہور ہیں، اچھی بدعت، اور بُری بدعت، بُری بدعت کی تعریف علماءؒ اسلام نے یہ کی ہے - بدعت وُہ ہے جو حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے عہدِ مبارک

Marfat.com

یہ لوگ مطلب پُورا کرنے، یا کرانے میں خود مختار ہیں۔ بزرگان دین خداوند تعالیٰ سے اتنے نزدیک ہیں کہ خداوند تعالیٰ کی تدبیر کو اپنی مرضی کے تابع کر سکتے ہیں۔ خدا سے منوا لیتے ہیں، یہی وُہ طریقہ ہے جس سے عوام الناس استمداد کرتے ہیں۔ یہ قسم خالص شرک ہے۔ زمانہ جاہلیت یعنی اسلام سے پہلے مشرک لوگ اپنے بُتوں پر اس سے زیادہ اعتقاد نہ رکھتے تھے۔"

مطلب یہ کہ کافروں کا عقیدہ بُتوں کے متعلق یہی تھا۔ آگے شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ :-

"یہ لوگ (بریلوی) جو بڑی سے بڑی دلیل حدیث اس جگہ پیش کرتے ہیں وہ یہ ہے اذا تحیرتم فی الامور فاستعینوا من اھل القبور، ترجمہ یہ کرتے ہیں کہ جب تم کو کسی کام میں مشکل پیش آئے تو قبروں والوں سے مدد مانگو، شاہ صاحب فرماتے ہیں :- یہ حدیث نہیں ہے کہ صحابی بزرگ کا مشہور قول ہے۔ مگر اس کا مطلب یہ ہے جب تم کسی چیز کے حلال حرام ہونے میں متعارض دلائل سے شبہ میں پڑ جاؤ تو مرنے والوں کی تقلید اور پیروی کرو۔ یعنی جو مسلک اگلے لوگوں کا تھا وہی اختیار کرو۔ یہ قول عبداللہ بن مسعودؓ اور سفیان ثوری سے منقول ہے۔ دوسرا مطلب یہ ہے کہ جب دنیا کے دھندے تمہارے دِل کو پریشان کریں، تو

Marfat.com

مرنے والوں کی یاد سے دِل کو تسلی دو، اور اس طرح تمہارے دِل کو تسلی میں مدد ملے گی۔ ہاں اگر کوئی شخص قبر کا سجدہ اور طواف کرے، اور دعا کرے کہ اے بزرگ یہ کام بنا دیجئے تو بُت پرستوں سے مشابہت کی ہے''

شاہ صاحب کی بات ختم ہوئی۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رح اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی رح ہر دو حضرات تصوف اور شریعت کے جامع اور حاوی ہیں۔ ان دونو بزرگوں نے پیر پرستوں کے توسل کو حرام، شرک اور بُت پرستی کہا ہے۔ البتہ توسل کی پہلی دو صورتیں:-

۱- بزرگ کے وسیلہ سے خداوند تعالیٰ سے دُعا مانگنا۔

۲- بزرگ کو دُعا کے لئے کہنا۔

اگرچہ بعض کے نزدیک جائز ہیں۔ مگر بزرگان دین کا اختلاف سخت ہے۔ چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی شرح مشکواۃ فارسی میں فرماتے ہیں

''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاءؑ علیہم السلام کے سوا دوسرے لوگوں کی قبروں سے استمداد یعنی دُعا کی درخواست کرنا، اکثر فقہاءؒ اس کے منکر ہیں، اور کہتے ہیں کہ زیارت قبور کا مقصد فقط دُعا، استغفار، اور تلاوت قرآن ہے۔ یہ اکثر فقہاءؒ کا مسلک ہے۔ اور بعض تھوڑے فقہاءؒ اور مشائخ صوفیہ نے توسل کو ثابت کیا ہے''

یہاں سے معلوم ہوا کہ فقہاءؒ منع کرنے والے زیادہ ہیں، اور اجازت دینے

Marfat.com

بھی جب کہ قبروں میں ہیں بے اختیار ہیں، اور جب دُنیا میں زندہ تھے تو اس وقت بھی ان کو کچھ اختیار نہ تھا۔ ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ زیارتِ قبور کے وقت ثابت اور سُنّت طریقہ السلام علیکم کہنا۔ استغفار کرنا (ان کے لیئے بھی اور اپنے لیئے بھی) اور قرآن پڑھنا ہے، لیکن مدد مانگنے کی رکاوٹ بھی نہیں ہے (آگے فرماتے ہیں) قبروالوں کے سننے نہ سننے میں جو اختلاف ہے۔ وہ اختلاف عام قبروالوں کے متعلق ہے۔ انبیاءؑ علیہم السّلام کے متعلق نہیں۔ کیونکہ انبیاءؑ زندہ ہیں حقیقتاً جیسا کہ دُنیا میں زندہ تھے۔ مگر اولیاء اللہ آخرت کی معنوی زندگی سے زندہ ہیں اس لیئے ان کے متعلق علماء کا اختلاف ہے کہ سنتے ہیں یا نہیں، ہاں اگر قبروں پہ جانے والے یہ اعتقاد رکھیں کہ قبروں والے اپنے پاس سے دیتے ہیں۔ اللہ سے مانگتے نہیں ہیں۔ چنانچہ اسی وجہ سے قبروں کو بوسہ دیتے ہیں۔ سجدہ کرتے ہیں، تو یہ اعتقاد اور یہ عمل حرام ہے''۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث رح کے کلام سے چند مطالب برآمد ہوئے

۱۔ جب کسی مزار پہ دُعا کرنے والا خداوند تعالیٰ سے مانگے اور بزرگ کا وسیلہ پکڑے تو جائز ہے۔

۲۔ کوئی شخص قبر والے سے کہے کہ میرے واسطے اللہ کی جناب میں دُعا کر، اور عقیدہ یہ رکھتا ہو کہ خداوند تعالیٰ ہی دینے والے ہیں،

Marfat.com

اگر نہ دیں تو اس بزرگ کی سفارش ناشنظور بھی ہو سکتی ہے۔ شیخ کے نزدیک یہ بھی جائز ہے۔ لیکن اکثر فقہائے حنفیہ جو سماعِ موتی کو نہیں مانتے وہ اس بات کے منکر ہیں۔

۳۔ زیارتِ قبور کا سُنّت طریقہ تو یہی ہے، السلام علیکم کہنا، استغفار تلاوت قرآن، اس کے علاوہ استمداد کے دو طریقے جو بیان ہوئے ہیں۔ یہ جائز تو ہیں مگر سُنّت کے درجہ سے گرے ہوئے ہیں،

۴۔ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں یقیناً سُنتے ہیں، جو شخص قبر پر بلائے۔ دُوسرے لوگوں کے متعلق اختلاف ہے۔

۵۔ یہ عقیدہ رکھنا کہ یہ اپنے اختیار سے دیتے ہیں ان کو اختیار مِل چکا ہے اور اس خیال سے خوشامد، سجدہ وغیرہ حرام ہے۔

مسئلہ کی وضاحت کے لئے حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رح کے فتاویٰ عزیزی جلد دوم صفحہ ۱۰۴ پر غور کریں:۔

"بزرگوں کی رُوح سے استمداد کی دو قسمیں ہیں۔ ایک قسم تو وُہ ہے جو زندہ لوگوں سے بھی کی جاتی ہے۔ یعنی ان کی دُعا کو قبولیت سے قریب تر سمجھ کر اپنی درخواست خدا کی جناب میں پیش کرنے کا وسیلہ بناتے ہیں اور ان کو واسطہ، ذریعہ، ہتھیار کا درجہ دیتے ہیں جس طرح عینک نظر کو تیز کر دیتی ہے یہ بے شبہ جائز ہے۔

دوسری قسم یہ ہے کہ توجہ بزرگوں پر ہو، اور یہ سمجھے کہ

Marfat.com

اور شکستہ نیزے لے کر اللہ کے بھروسے پر میدان میں آتے تھے۔ جب لڑائی ہوتی تو کشتوں کے پشتے لگ جاتے۔ کسی کا سر کٹ رہا ہے، کوئی لٹکتے ہوئے بازو کو توڑ پھینک کر آگے بڑھ رہا ہے۔ جسموں سے خون کے چشمے اُبل رہے ہیں۔ یکایک غیرت حق جوش میں آجاتی ہے مسلمانوں کا ایک ہی نعرۂ تکبیر بجلی کا کڑکا بن کر کفار کے دل ہلا دیتا ہے۔ یہ ہے نعرۂ تکبیر کا موقع۔ مگر بریلوی حضرات کا مالِ غنیمت اندر مسجد کے حجرہ میں مقفل پڑا ہوتا ہے یعنی تبرک شریف۔ اور اس کی خوشی میں اتنے پھولتے ہیں کہ نعرہ کی شاخیں بھی نکال لی ہیں۔ کیا خوب کہا۔

ع ہر چہ گیرد علتی علت شود

بات لمبی ہوگئی۔ مطلب یہ تھا کہ پچھلے لوگوں میں سے فقط شیخ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ایسے بزرگ ہیں جن کی بعض عبارتوں سے ان کو تھوڑا سا سہارا مل جاتا ہے مگر شیخ بھی توحید کے مسئلہ میں بہت سخت ہیں حضرت شیخ نے قصۂ مقتولین بدر شرح مشکوٰۃ میں مسئلۂ استمداد کی وضاحت فرمائی ہے۔ پہلے شیخ نے سماع موتیٰ کو ترجیح دی ہے پھر حضراتِ صوفیہ کے تجربہ اور تحقیق سے ثابت کیا ہے کہ اولیاء اللہ کی روحوں سے طالبانِ ہدایت کو فیض اور فتوح حاصل ہوتے ہیں جو لوگ زیارتِ قبور کو جاتے ہیں۔ قبر والوں کی روحیں دعا سے اُن کی مدد کرتی ہیں جیسا کہ زندگی میں دُعا فرماتے ہیں۔ لہٰذا استمداد کے دو ہی طریقے ہیں۔ آگے فرماتے ہیں:-

Marfat.com

" جو کچھ ہم نے سمجھا ہے وُہ یہ ہے کہ دُعا کرنے والا جو اپنے آپ کو اللہ کا محتاج سمجھتا ہو، دُعا کرتا ہے خداوند تعالیٰ سے اور مانگتا ہے اپنی حاجتیں خداوند تعالیٰ کی بے نیازی، اور عزّت والی بارگاہ سے، اور وسیلہ پکڑتا ہے اس بندے کا جو بارگاہِ عزّت میں مقرّب اَور مکرّم ہے۔ اَور یُوں کہتا ہے:۔ خداوندا! اس تیرے بندے کی برکت سے کہ تُو نے رحمت کی ہے اس پر، اور اس کی عزّت بڑھائی ہے اور مہربانی عنایت فرمائی ہے، میری حاجت پُوری کر دے، کیونکہ تو سخی داتا ہے۔

دُوسری صُورت یہ ہے کہ اس نیک قبر والے بندہ کو بُلائے، اور کہے، اَے خدا کے بندے! اور اس کے ولی! میری سفارش کر، اور خدا سے مانگ کہ میرا مطلب پورا کرے پس دینے والا بھی خداوند تعالیٰ ہے اور مانگا بھی خدا سے ہے، اور امید کی جگہ بھی وہی ہے، اور یہ نیک بندہ درمیان میں صرف وسیلہ ہے، کوئی نہیں طاقت والا، کام کرنے والا، اور کاموں میں تصرّف کرنے والا، دنیا میں اللہ کے سوا، خداوند تعالیٰ کے ولی تو فانی اور بے نشان ہیں۔ قدرت الٰہی میں اور اس کے دبدبہ میں۔ نہ تو یہ کچھ کام کرتے ہیں، نہ ان کو کرنے کی طاقت ہے۔ نہ ان کے پاس کچھ اختیار ہے۔ اب

Marfat.com

خصوصیت رکھتی ہے، یعنی جن کاموں میں انسانی کوشش کا کچھ دخل نہیں مثلاً اولاد دینا، بارش برسانا، بیماری دور کرنا، عمر کی درازی وغیرہ، جب کہ مانگنے والے کی نیت خداوند تعالیٰ سے مانگنے کی نہ ہو (یعنی یہ سمجھتا ہو کہ بزرگوں کو اختیار ہے، جیسا کہ بریلوی علماء ہر وقت یہی کہتے ہیں بزرگوں سے مانگو، مانگو، مانگو دیتے ہیں) شاہ صاحب فرماتے ہیں یہ قسم حرام مطلق بلکہ کفر ہے، اگر کوئی شخص اپنے مذہب کے بزرگوں سے خواہ زندہ ہوں، یا مردہ، اس قسم کی مدد مانگے، تو وہ شخص اسلام کے دائرہ سے خارج ہو جاتا ہے۔ بت پرست کافر اپنے بتوں سے ایسی مدد جائز سمجھتے ہیں"

واضح رہے کہ بریلوی حضرات علمی دنیا میں یتیم ہیں۔ سلف صالحین میں تو ان کے سر پر ہاتھ رکھنے والا بھی کوئی نہیں۔ چنانچہ ابھی ابھی ما ثبت بالسنۃ کا حوالہ گزر چکا ہے۔ یعنی شیخ عبدالحق محدث دہلوی رح فرماتے ہیں کہ عرس، گیارھویں، تیجا، چوتھا، چہلم، ششماہی، سالیانہ، جتنی تعینات ہیں، ان چیزوں میں سے کوئی چیز بھی سلف صالحین کے دور میں نہ تھی۔ ملحوظ رہے (شیئٌ من ذالک) یعنی جب تک مسلمان قوم رو بہ ترقی تھی۔ تاسیس شریعت، جہاد، تبلیغ اسلام، تدوینِ حدیث، اجتہاد اور ضبطِ قواعد کا دور دورہ تھا، تو حضراتِ صحابہ رض تابعین، تبع تابعین، محدثین اور فقہا کے سامنے احیائے اسلام اور

اور اتباعِ سُنّت کے مشاغل تھے۔ جب اسلام کی بہار پر خزاں آنے لگی، جب بے کاری، سُستی، مفت خوری اور تن آسانی کا دور شروع ہوا، تو جابر بادشاہوں کی خود رائی، علماء کی مداہنت یعنی چاپلوسی اور خوشامد، اور متصوّفین کے شطحیات سے بریلوی پیدا ہو گئے۔ اُمّت کے سلف صالحین میں طعام اور دِن کی خصوصیّت تو کیا ہوتی، استمدادِ اہلِ قبور کا رواج قطعاً نہ تھا۔ اور جب شیخ عبدالحق محدّث دہلوی رح اور شاہ عبدالعزیز رح جیسے بزرگ فرمائیں کہ نہ تھا، تو اب کس کی مجال ہے کہ ثابت کر دکھائے۔ شرم کا مقام ہے کہ جن مسائل پر آج وقت ضائع کر رہے ہو، اور زمانہ کی رفتار تمہیں پیچھے پھینک رہی ہے۔ یہ مسائل معلوم ہے کہ مبارک دورِ اسلام میں نہ تھے۔ رواج تو کہاں اُن کا ثبوت بھی مشکل سے ملتا ہے۔ کیا تم لوگوں کو صحابہ سے دین زیادہ پیارا ہے؟ مسلمان قوم کے اخلاقی تنزّل، اور دین سے بے اعتنائی کا اصلی سبب یہی وہم پرستی ہے۔ اگر دین سے محبّت ہے تو دین کا وہی سادہ اور فطری حکیمانہ نظام معلوم کرو۔ جس پر چل کر مسلمانوں نے قیصر و کسریٰ کی فرعونیت توڑی تھی۔ کیا اسلام کی شان و شوکت گیارھویں عُرس اور نذر و نیاز و تبرکات سے پیدا ہوئی تھی۔ کیا پہلے مسلمان تمہاری طرح بیٹھے بیٹھے نعرۂ تکبیر کہتے تھے؟ نعرۂ تکبیر کا موقع میدان کارزار ہے۔ میدانِ جنگ ہے، معرکۂ کفر و اسلام ہے۔ ایک طرف کفّار کی منظم اور مسلّح فوجیں ہوتی تھیں، دوسری طرف کچھ اللہ والے ٹوٹی پھوٹی تلواریں

Marfat.com

روزمرہ ضروریاتِ زندگی میں جیسا کہ ہمیں کسی بڑے آدمی سے مدد لینے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسی طرح ایک نوکر بھی ہماری مدد کرتا ہے۔ یہ مدد لینا اور دینا ہماری بحث سے خارج ہے۔ اس کے متعلق قرآنِ کریم نے تعاون کے چند اصول مقرر فرمادئے ہیں۔ نیکی اور پرہیزگاری پر امداد کرو گناہ اور زیادتی پر امداد نہ کرو۔ نیز توحید کا عام اصول یہاں بھی نافذ ہے مدد لینے والا یہ عقیدہ رکھے کہ ہر مدد درحقیقت جنابِ الٰہی سے آرہی ہے، ڈاکٹر نے ایک کوشش کی ہے، اور شفا اللہ کی جناب سے آرہی ہے'

ایں سبب ہا در نظرہا پردہ ہا است

کہ نہ ہر دیدار صنعش را سزا است

عالمِ اسباب میں ہر چیز کو خدا کی مدد کا مظہر سمجھنا توحید ہے قرآنِ کریم اسے تعاون کہتا ہے، اور فلاسفہ کی اصطلاح میں یہ معُونت ہے۔ اہلِ بدعت جب مسئلۂ استعانت میں لاجواب ہوتے ہیں تو اس ظاہری استعانت سے فضول معارضہ کرتے ہیں۔ ہمارے ایک پنجابی مُحدث مرحوم و مغفور جو مثنوی مولانا رُوم سے کدّو والی روایت بڑی تشریح سے بیان فرمایا کرتے تھے، سجدۂ تعظیمی کے جواز میں فرمایا کرتے تھے "اگر سجدہ ناجائز ہے تو مردُودو! بیوی کو کیوں سجدہ کرتے ہو؟ اگر اولیاء اللہ سے استعانت ناجائز ہے تو نوکر سے پانی کیوں مانگتے ہو؟" نعرۂ تکبیر

کیا عجیب دلائل ہیں۔ افسوس!

Marfat.com

۲- مدد مانگنے کی دُوسری قسم یہ ہے کہ ایسے کاموں میں جو انسانی تدبیر اور کوشش سے باہر ہیں مثلاً اولاد، بارش، زندگی موت وغیرہ کسی بزرگ زندہ یا مُردہ سے دُعا کی درخواست کرے۔ اس کی دو صورتیں ہیں۔ زندہ سے دُعا کی درخواست کرنا تو اچھا کام ہے، اور اہلِ قبور سے دُعا کی درخواست کرنا اس میں اختلاف ہے۔ جو علمأ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ قبر والے سنتے ہیں وُہ اس کو جائز کہتے ہیں، اور جن علمأ کا یہ عقیدہ ہے کہ قبروں والے نہیں سنتے وہ اس کو ناجائز کہتے ہیں۔

۳- تیسری صورت یہ ہے کہ مدد مانگنے والا یہ عقیدہ رکھتا ہو کہ خدا کی خدائی ان کو مل چکی ہے اب یہ اپنی مرضی سے دیتے لیتے ہیں۔ ان کو اختیار مل گیا ہے۔ خداوند تعالیٰ نے ان کو سب کچھ دے دیا ہے، اب یہ قادر ہیں مختار ہیں، جس کو چاہیں، جو چاہیں، جب چاہیں دے سکتے ہیں یہ شرک اور کفر ہے۔ بریلوی حضرات سے ہمارا جھگڑا یہی ہے

فتاویٰ عزیزی ص۳۳ حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز کا ارشاد ہے:۔

"مدد مانگنا دو طرح سے ہوتا ہے۔ ۱- مخلوق کا مخلوق سے مدد مانگنا، جیسا کہ امیر اور بادشاہ، نوکر اور گداگر سے بوقتِ ضرورت مدد لیتے ہیں، اور عوام الناس اولیأ اللہ سے دعا چاہتے ہیں، کہ اللہ کی جناب میں ہمارے واسطے دُعا کرو، اس قسم کی مدد چاہنا شریعت میں زندہ اور مُردہ سے جائز ہے (تفصیل آگے آرہی ہے)

۲- دُوسری صورت یہ ہے کہ مستقل طور پہ جو چیز جنابِ الٰہی سے

Marfat.com

یعنی ثواب کا تحفہ بھیجنا تو کہا ہے۔ یہ نذر بمعنی تحفہ تو ٹھیک آجاتا ہے۔ لیکن اس کا طریقہ یہی ایصالِ ثواب کا طریقہ ہے۔ آپ نے جو انوکھا طریقہ نکالا ہے کہ اگر میرا کام ہو جائے تو دیگ دُوں، یہ نذر بمعنی تحفہ کہاں رہی؟ یہ تو ایصالِ ثواب بھی نہیں۔ یہ نذر بمعنی منّت ہے۔ نذر کے لغوی معنے ہیں الوعدُ علیٰ شرطٍ یعنی کسی شرط پر وعدہ کرنا۔ اگر میرا یہ کام ہو گیا تو یہ چیز دُوں گا۔ اب یہ تحفہ نہیں ہے وعدہ ہے۔ منّت ہے۔ اسی منّت کو فقہائ مُردار سے بدتر قرار دے رہے ہیں۔ آنکھیں کھولئے!

سماعِ موتیٰ

جو لوگ دنیا سے جا چکے ہیں، وہ قبر پر بُلانا سنتے ہیں یا نہیں۔ اِس مسئلہ میں شروع سے اختلاف ہے۔ حنفی فقہائ میں بھی کچھ اختلاف ہے۔ چنانچہ کافی شرح وافی، فتح القدیر شرح ہدایہ۔ مستخلص شرح کنز الدقائق عینی شرح کنز الدقائق۔ کفایہ شرح ہدایہ کی عبارتوں سے نہ سُننا معلوم ہوتا ہے۔ بعض فقہائ سننے کے بھی قائل ہیں۔ ہمارا خیال ہے کہ احناف، اور اہلِ حدیث کا یہ مسئلہ بدل گیا ہے۔ قدیم ائمہ اہل حدیث زیادہ تر سننے کے قائل ہیں۔ مگر اب اہل حدیث کا زیادہ میلان نہ سننے کی طرف ہے، احناف کا رجوع شروع میں نہ سننے کی طرف تھا۔ بعد میں سننے کی طرف میلان ہو گیا۔ یہ عجیب اتفاق ہے، بلکہ اس کے تاریخی اسباب بھی ہیں ہم اس مسئلہ کو سمیٹنے کے لئے قطب الارشاد حضرت مولانا گنگوہیؒ کا

Marfat.com

کلام فیصل پیش کرتے ہیں فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۹۲ و صفحہ ۹۳

"سماعِ موتیٰ صحابہ کرام کے عہد سے مختلف فیہا ہے۔ اس کا فیصلہ نہیں ہو سکتا۔ جس پر عمل کرے درست ہے۔ انبیاء علیہم السلام کے سماع میں اختلاف نہیں ہے۔۔ انبیاء کا قبر پر سننا بالاتفاق ثابت ہے۔ دوسرے لوگوں کے متعلق علماء میں اختلاف ہے، جو عقیدہ بھی رکھے درست ہے۔ یاد رہے کہ یہ تفصیل قبر پر کی ہے۔ باقی ہر جگہ سے سننا اس بات کے علماء قائل نہیں ہیں نہ نبیوں کے متعلق، نہ دوسرے لوگوں کے متعلق حنفی علماء اس مسئلہ پر متفق ہیں۔

اِستمداد و توسّل

اِستمداد کے معنی ہیں کسی سے مدد مانگنا۔ توسّل دعا میں کسی کو وسیلہ پکڑنا۔ یہ وسیلہ انبیاءؑ، اولیاءؒ، شہداءؒ اور صالحین کا ہو سکتا ہے تفصیل آگے آئے گی۔

استغاثہ، استعانت اور استمداد کا مطلب ایک ہی ہے۔ مدد مانگنے کی کئی قسمیں ہیں۔

۱۔ انسان مدنی الطبع ہے۔ اجتماعی زندگی میں ہر شخص دوسرے کی مدد کرتا ہے۔ بلکہ نظامِ عالم میں ایسی وحدت اور اتحاد ہے کہ یہاں کی ہر چیز ہر چیز کی مددگار ہے ہیچ کاندریں ملک چو طاؤس بکار است مگس

Marfat.com

غیر اللہ کی نذر بھی ہے، دولت مند برادری کا تحفہ بھی ہے۔ امام مسجدوں اور مولوی صاحبان کو بھی اسی سے راضی کرنا ہے۔ ختم پڑھنے والا اپنے لفظوں میں ساری دیگ یہاں سے اُٹھا کر عالم آخرت کو لے جاتا ہے دیگ بانٹنے سے پہلے اس کا ثواب وہاں بانٹتا ہے۔ کیسی چالاکی ہے ثواب تو سارا اُدھر پہنچ گیا اور دیگ اپنی کی اپنی اور گھر والے ابھی تک مالک ہیں۔ جس دیگ سے انبیأ، اولیأ، شہدأ و صالحین کو خوش کیا ہے وہی دیگ اب غیر اللہ کی نذر بھی بن رہی ہے۔ چڑھاوا بن رہی ہے، اور خالص مشرکانہ چیز بن کر دولت مند برادری میں تقسیم ہو گی۔ جو چیز ناپاک اور گندی ہے، جس کو کھانا اور کھلانا، لینا دینا حرام ہے، جیسا کہ فقہی روایات سے ثابت ہو چکا ہے کہ مُردار سے بدتر ہے۔ اُس کا ثواب کیا پہنچے گا؟ بزرگانِ دین سے عجیب مزاح بنا رکھا ہے۔ حضرات علمأ دیوبند رحمۃ اللہ علیہم اجمعین جو ایک صدی سے دُنیا میں فقہ حنفیہ کے عَلمبردار ہیں، حنفی فقہ کے ہر اصُول کو قرآن کریم اور حدیث شریف سے ثابت کر رہے ہیں۔ ایصالِ ثواب کے متفقہ طور پہ قائل ہیں لیکن بدعت کو وہ بزرگانِ دین جس شکل اور صُورت میں سامنے آئے تاڑ لیتے ہیں بدعت کی پہچان اور علاج معالجہ کا قدرت نے انہیں خاص ملکہ بخشا ہے ان کی فراستِ ایمانی سات پردوں میں چھپی ہوئی بدعت کو نبض پہ ہاتھ رکھتے ہی تاڑ لیتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بدعت ان کا نام سنتے ہی لرزتی ہے کانپتی ہے، چیختی چلّاتی ہے، جلسے جلوس کرتی ہے۔ اپنی خاص خاص

Marfat.com

تقریبوں پر اپنے نام لیواؤں کو مدد کے لئے بلاتی ہے، اور دل ہی دل میں خیر مناتی ہے۔

؎ قفس میں مجھ سے رُوداد چمن کہتے نہ ڈر ہمدم!
گری تھی جس پہ کل بجلی وُہ میرا آشیاں کیوں ہو

قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فتاوٰی رشیدیہ صد ۸۵ میں فرماتے ہیں:۔

"ایصالِ ثواب بلا قید طعام و ایام کے مندوب یعنی مستحب ہے اور تخصیص دن کی اور تخصیص طعام کی بدعت ہے"

ناظرین! یہ تخصیصات ابھی حضرت امام مجدد الف ثانی رح کے حوالہ سے مردود ہو چکی ہیں۔ اب ہم مولوی محمد عبداللہ صاحب کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ مسئلۂ ایصالِ ثواب تو یہ ہے۔ اس میں بزرگ کے نام کی دیگ پکانے کا ذکر کہاں ہے؟ اور کام ہو جانے سے اس کا کیا تعلق ہے؟ کیا فقہائے کرام میں سے کسی نے یہ طریقہ لکھا ہے؟ حوالہ دیجئے۔ آپ نے جو گڑ بڑ کی ہے کہ ایصالِ ثواب اور نذرِ شرعی معلّق کو ملا کر نذرِ عرفی نام رکھ دیا۔ اس کی سند فقہ سے پیش کریں۔

فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ اعدت للکفرین

جس چیز کو علمائے حنفیہ صاف صاف حرام کہ رہے ہیں کیا وہ آپ کے کہنے سے جائز ہو سکتی ہے؟ ایصالِ ثواب کے لئے فقہا نے اہداءُ الثواب

Marfat.com

ہیں۔ نیز شامی جلد دوم صفحہ ۲۴۳ میں فتاویٰ عالمگیری سے یہ عبارت نقل کی ہے۔

ترجمہ:۔ "قاعدہ اور اصُول یہ ہے کہ جو شخص جس قسم کی عبادت کرے، وُہ اس کا ثواب دُوسرے مسلمان کو دے سکتا ہے۔ علامہ اس کی تشریح میں لکھتے ہیں، خواہ نماز ہو، یا روزہ، یا صدقہ یا قرآن کریم کی تلاوت، یا عام ذکرِ الٰہی، یا طواف، یا حج، یا عمرہ یا اس کے سِوا کوئی بھی نیک عمل ہو، مثلاً نبیوں، شہیدوں، ولیوں کی قبروں کی زیارت، مطلب یہ ہے کہ یہ بھی نیک کام ہیں، ان کا بھی ثواب ہے۔ کیونکہ زیارتِ قبُور مشروع ہے اس کا ثواب بھی دُوسرے کو دیا جا سکتا ہے۔ نیز مُردوں کو کفن دینا اور تمام قسم کی نیکیاں دوسرے کو بخشی جا سکتی ہیں"

مسئلہ:۔ نفلی صدقہ کرنے والے کے لئے بہتر ہے کہ صدقہ کرتے وقت سب اہلِ ایمان مردوں، عورتوں کو ثواب میں شامل کرنے کی نیّت کرے

مسئلہ:۔ فرض کا ثواب بھی دُوسرے کو دیا جا سکتا ہے۔ اور جس فرض کا ثواب دُوسرے کو بخش دیا اس کو دوبارہ ادا کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یاد رہے کہ ایک شخص دُوسرے کی طرف سے نماز نہیں پڑھ سکتا۔

مسئلہ:۔ ثواب پہنچانے کے لئے زبان سے کہنا بھی ضروری نہیں، بلکہ جب عمل کر رہا ہو اس وقت نیّت کر لینا کافی ہے۔ یعنی نیکی

Marfat.com

کرتے وقت یہ خیال اور نیت دل میں رکھے کہ یہ عمل فلاں شخص کے واسطے کر رہا ہوں تو ثواب اس کو مل جائے گا۔ مثلاً قرآن مجید کی تلاوت کے وقت یہ نیّت ہو کہ ماں یا باپ یا کسی دُوسرے شخص کو ثواب پہنچانے کے لئے پڑھتا ہوں تو جو لفظ زبان سے نکلے گا اس کا ثواب اس کو پہنچ جائے گا۔ زبان سے بخشنے اور پہنچانے کی ضرورت نہیں۔ بس پہنچ گیا۔

مسئلہ:۔ اگر کسی شخص نے نیکی کرتے وقت اپنے لئے کی ہو، پھر بھی جب چاہے ثواب پہنچا سکتا ہے۔

بحر الرائق صہ ۵۹ میں تقریباً یہی مضمون ہے۔ اس میں ذرا اتنی تفصیل اور بھی ہے کہ عمل کا ثواب زندوں کو بھی دیا جا سکتا ہے، مُردوں کو بھی، ہدایہ فتح القدیر نہر الفائق زیلعی۔ عینی وغیرہ میں مسئلہ مفصّل ہے۔ چونکہ اس مسئلہ میں کوئی اصُولی اختلاف نہیں اس لئے مزید دلائل کی ضرورت نہیں۔ ہمارے زمانہ کے بریلوی حضرات نے ہر مسئلہ پر بدعت کے غلاف چڑھا دئے ہیں۔ دیگ تیار ہوئی، اب مُلا کسی صاحب کو ختم پڑھیں، اور اس کو اپنی قوت سے عالمِ آخرت میں پہنچا دیں۔ ختم پڑھنے والوں نے کئی قسم کے ختم بنا رکھے ہیں۔ جیسا مال ویسا مول۔ بریلوی ذہنیت سمجھئے۔ چاول دیگ میں پڑے ہیں۔ دیگ کو کھانے کے واسطے دولت مند برادری کو اکٹھا کر لیا ہے۔ اُدھر یہی دیگ کسی بزرگ کی منت بھی کی ہوئی ہے۔ یہی دیگ ایک ہزار کہیں لاکھ انبیاءؑ کی خدمت میں بھی پیش ہوگی

Marfat.com

گوشت سے بھری ہُوئی ہوں۔ چسکا بھی کیا بلا ہے۔

۱۰۔سیب کا پانی ۱۱۔ انار کا پانی ۱۲۔ سوڈے کی بوتل

تاکہ اتنی الا بلا جلدی جلدی ہضم ہو جائے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن زبان کی چاٹ مرتے مرتے بھی دم نہیں لینے دیتی۔ بریلوی مذہب کے بانی مبانی ایک وقت دسترخوان پہ یہ بارہ چیزیں دیکھنا چاہتے ہیں، کھانے پینے کا یہ فکر، یہ ذہنیت کس چیز کی غماز ہے۔ اسی غرض سے تو اپنا الگ مذہب بنایا۔ دیکھئے مرنے سے دو گھنٹہ پہلے یہ وصیّت بھی فرماتے ہیں:-

"رضا حسین اور حسنین تم سب محبت اور اِتّفاق سے رہو، (یہ خطرہ اس لئے پیدا ہوا کہ بریلوی مولوی بات بات میں ایک دُوسرے کو کافر کہتے ہیں۔ یہاں قصُور کے بریلویوں میں حُقّے کے مسئلہ پر وُہ کشتی ہُوئی کہ خدا کی پناہ) حتی الامکان اتبّاعِ شریعت نہ چھوڑو، اور میرا دین و مذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے اس پر مضبُوطی سے قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے"

دیکھئے الگ مذہب بنایا، اور بیٹوں کو وصیّت کی ہے کہ شریعت کی بھی جہاں تک ہوسکے پیروی کرو۔ لیکن میرا دین، اور میرا مذہب جو ہے اس پر مضبُوطی سے قائم رہنا ہر فرض سے ضروری فرض ہے۔ یعنی شریعت کی پیروی سے بڑھ کر میرا مذہب ضروری ہے۔

بریلویوں کا مذہب شریعت سے الگ ہے۔ اگر یہی دین اسلام ہوتا تو شریعت کے اتباع میں سب کچھ بات آجاتی ہے۔ اُمید ہے کہ مولوی

Marfat.com

عبداللہ صاحب خود ہی بتائیں گے کہ وُہ کیا مذہب ہے جو شریعت کے علاوہ ہے۔ اور جس کی تابعداری شریعت سے زیادہ ضروری ہے، بڑی محنت سے مذہب بنایا۔ مگر ہماری سمجھ میں وہ مذہب یہی بارہ چیزیں ہیں جو نمبروار بیان ہوئی ہیں۔ کھودا پہاڑ، نکلا کیا؟ چُوہا

حضرت امام مجدد الف ثانی رح تو تخصیص طعام کو بدعت فرماتے ہیں، مگر یہ بریلوی حضرات بارہ چیزوں کے سوا کہیں مُنہ نہیں لگاتے۔ دیکھئے کتنا فرق ہے مجدد سُنت، اور مجدد بدعت میں۔

مسئلہ ایصالِ ثواب

ایک مسلمان اپنی نیکی دُوسروں کو دے سکتا ہے یا نہیں۔ اس مسئلہ میں اختلاف ہے۔

۱۔ معتزلہ، بدنی اور مالی ہردو عبادتوں کا ثواب پہنچانے اور پہنچنے کے منکر ہیں۔ یہ مذہب مردُود ہے۔

۲۔ بدنی اور مالی عبادتوں کا ثواب دُوسرے مسلمانوں کو دیا جا سکتا ہے۔ امام اعظم ابوحنیفہ، امام احمد بن حنبل، اور جمہور کا مذہب یہی ہے دلائل آگے آتے ہیں۔

۳۔ تیسرا فریق مالی عبادتوں کا ثواب پہنچنے کا قائل ہے۔ بدنی عبادتوں کے ایصالِ ثواب کا منکر ہے۔ یہ امام شافعی، اور امام مالک رح کا مسلک ہے۔ حنفی مذہب کے دلائل احادیث اور آیات میں بکثرت

Marfat.com

ہے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ کیا دین ہے ہندوؤں سے بھی آگے نکل گئے۔ اسلام نے جن بتوں کو توڑا تھا وہ پھر زندہ ہو رہے ہیں یہی توہمات عرب کے مشرکین میں تھے وقالوا ما فی بطون ھذہ الانعام خالصۃ لذکورنا و محرم علی ازواجنا (الآیہ)

ترجمہ :۔ کافر کہتے ہیں کہ جو بچہ اس جانور کے پیٹ میں ہے وہ چونکہ دیوتا کی منت ہے اس لئے صرف مرد ہی کھائیں گے، عورتوں پر حرام ہے اور اگر مردار پیدا ہو تو عورت مرد سب کھا سکتے ہیں۔ عنقریب خداوند تعالیٰ ان کو اس بیان کی سزا دے گا۔ بے شک وہ حکمت والا ہے، علم والا ہے۔

(پارہ ۸ رکوع ۳)

۸۔ شرک کی پہچان میں حضرت امام مجدد الف ثانی رح نے مخصوص کھانوں کا ذکر فرمایا ہے۔ اس نے ایک بہت بڑا مسئلہ حل کر دیا ہے۔ بریلویوں کا عقیدہ ہے کہ جو کھانا ہم ایصالِ ثواب کے طور پر کسی کو بھیجتے ہیں خاص یہی کھانا اس کو ملتا ہے۔ چنانچہ تیسرے دن کا حلوا تو مُردے کے زخموں پر ٹکور کرنے کے لئے پکاتے ہیں۔ یعنی ابھی ابھی قبر میں گیا ہے، اور یہ بھی یقین ہے کہ وہاں ضرور اس کو مار پڑ رہی ہو گی (رحمتک اللھم) اس لئے ٹکور کا انتظام کر رہے ہیں۔ اس قسم کے عقیدے ہندوؤں کے تو ضرور ہیں۔ مگر اسلام ان وہموں سے پاک ہے۔ شریعت میں ایصالِ ثواب کا مطلب یہ ہے کہ بندہ جو نیک کام از قسم عبادات بدنی یا مالی کرتا ہے۔ تلاوت، دعا، استغفار یا خیرات کپڑا روٹی وغیرہ

Marfat.com

اس کا ثواب اس کو ملتا ہے، چاہے اپنے لئے آخرت کا ذخیرہ رکھے، یا کسی دوسرے کو ثواب پہنچائے۔ الغرض وہاں ثواب پہنچتا ہے، اور جنت کی نعمتیں ملتی ہیں، مگر بریلوی حضرات ہندوؤں کی طرح اس وہم میں گرفتار ہیں کہ وہی چیز ملتی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ نذر ونیاز اور بزرگوں کی منتوں نے انہیں زبان کی چاٹ لگا دی ہے۔ دیکھئے مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی انتقال سے دو گھنٹے قبل کیا وصیت فرماتے ہیں۔ وصایا شریف صفحہ ۹

" اعزہ سے یعنی عزیزوں سے اگر بطیب خاطر ممکن ہو تو فاتحہ میں ہفتہ میں دوبار ان چیزوں سے کچھ (مجھ کو) بھیج دیا کریں

۱۔ دودھ کا برف گھر میں بنا ہوا کلفی (کلفی) اگرچہ بھینس کا دودھ ہو۔ یعنی بہتر تو یہ ہے کہ گائے کا دودھ ہو، خیر بھینس کے دودھ کی کلفی ہو تو بھی حرج نہیں ہے۔

۲۔ مرغ کی بریانی یعنی بھونا ہوا مرغ

۳۔ مرغ پلاؤ ۔۴۔ بکری کا شامی کباب،

۵۔ پراٹھے اور ۶۔ بالائی ۷۔ فیرنی، پھرنی

۸۔ اُرد کی پھریری دال مع ادرک و لوازم۔ یعنی اُرد کی دال میں ادرک بھی ضرور ہو اور مسالے بھی سب کے سب ہوں، تاکہ مولوی صاحب کو قبر میں بادی نہ ہو جائے۔

۹۔ گوشت بھری کچوریاں، یعنی کچوریوں میں گوشت تھوڑا نہ ہو

Marfat.com

ہیں، خوابوں پہ کچھ اعتبار نہیں۔ اگر خواب پر اعتماد ہو سکتا تو شیخ کا کیا فائدہ ؟

دیکھئے خواب، اور ایسا مبارک خواب، حضرت امامِ مجددؒ اس کو بھی بے اعتبار قرار دیتے ہیں جب شریعت کی پابندی میں خلل آئے۔

واضح رہے کہ حضرت امام مجدد الف ثانیؒ نعت خوانی کی محفلوں کے سخت مخالف ہیں۔ تجربہ سے ثابت ہے کہ ہوس پرست لوگ ایسی پاکیزہ مجلسوں کو بدعات سے خالی نہیں رہنے دیتے۔ اگرچہ کتنی ہی احتیاط کی جائے۔

۳۔ تیسری بات حضرت امام مجدد الف ثانیؒ کے حوالہ سے یہ معلوم ہوئی کہ کسی مخلوق کے نام کا روزہ رکھنا یا نماز پڑھنا شرک ہے۔ جیسے دو رکعت نماز اویس قرنیؒ یہ شرک خیرات میں بھی ہوگا۔

۴۔ جو لوگ مشرکانہ طریقہ پر بزرگوں کو خداوند تعالیٰ کا شریک بناتے ہیں ان کی ایک پہچان حضرت امام مجددؒ نے یہ بھی بتائی ہے کہ وہ اس عبادت کے توسل سے بزرگوں سے حاجتیں مانگتے ہیں دیکھئے رسالہ نذرِ اولیاءؒ صفحہ ۳

"مثلاً یہ کہا کہ اگر میرا فلاں کام ہو گیا تو غوث کے نام کی دیگ پکاؤں گا"

۵۔ یہ سمجھنا کہ بزرگ کام نکال دیتے ہیں، حاجت پوری کرتے ہیں، مشکل کشا ہیں۔ قادر ہیں، مختار ہیں، شرک ہے۔

۶۔ غیراللہ کی عبادت کے ذریعہ سے غیر سے حاجت مانگنا شرک ہے۔

۷۔ ان جاہلوں کو جب ان برائیوں سے روکا جاتا ہے تو یہی جواب دیتے ہیں کہ ہم یہ روزہ اور دیگ خدا کے نام کی دیتے ہیں، صرف اس کا ثواب

Marfat.com

بزرگوں کو پہچانتے ہیں۔ دیکھئے مولوی عبداللہ صاحب نے بھی وہی عورتوں والی بات کہہ دی، مگر حضرت امام مجددؒ فراست مومن سے تاڑ گئے کہ یہ ثواب کے بہانہ میں شرک ہو رہا ہے۔ فرمایا۔ اگر یہ چیزیں خدا کے نام پر ہوں تو یہ پابندیاں کیسی؟ فلاں بزرگ کا روزہ فلاں چیز سے کھولنا۔ اصحاب کہف کا توشہ اس طرح پکانا، اتنی سوجی ہو، اتنا گھی ہو، اتنی کھانڈ اور کھانے والے ایسے ہوں ویسے ہوں۔ یہ ہندو مت کہاں سے آگیا۔ کیا یہ شرائط خدا کا حکم ہے؟ حضرت امام جعفر صادق کا کونڈا تو اچھا خاصا دھندا ہے۔ اور شیعوں کی نقل سے جاہل بریلوی ایسا کرتے ہیں۔ آگے چل کر انشاءاللہ ہم بتائیں گے کہ بریلوی شیعوں کی ایک شاخ ہیں۔ مولوی عبداللہ صاحب فرماتے ہیں کہ امام جعفر کے کونڈے میں بعض چیزیں نہ ہونی چاہئیں۔ مولوی صاحب! کیوں نہ ہو، یہی چیزیں تو بدعت کی مہر ہیں، بدعت کی علامت ہیں، جن سے شرک کی پہچان ہوتی ہے۔ جب سے بدعات پیدا ہوئیں یہ چیزیں اس فاحشہ کا لباس ہیں۔ جب یہ چیزیں نہ ہوں گی تو بی بی بدعت بھی نہ ہو گی۔ خداوند تعالیٰ نے اپنے دین کی حفاظت اور اتمام حجت کے لئے بدعت کے ساتھ فضولیات کو ہر جگہ لگا دیا ہے، تاکہ عقل مند لوگ ان بلاؤں کو ان نشانات سے پہچان سکیں۔ بعض چیزیں تو ایسی ہیں جن کو اندر ہی پکانے کا حکم ہے۔ اندر ہی بیٹھ کر کھائی جاتی ہیں۔ دسترخوان کا فضلہ اندر ہی دفن کرنے کا حکم ہے۔ چنانچہ حضرت سیّدہ فاطمہؓ کی نیاز کا تو سخت پردہ

Marfat.com

تک محدود ہے۔ پس وہ علم جو بارگاہِ نبوت سے حاصل کیا جائے وہ زیادہ درست اور زیادہ صحیح ہو گا اس علم سے جو مرتبۂ ولایت سے حاصل کیا جائے"۔

نیز دفتر اوّل صفحہ ۳۳۱ میں فرماتے ہیں۔

"شیخ ابن العربی صاحب فتوحاتِ مکیہ کے شطحیات قابلِ اعتماد نہیں ہیں۔ ان کے اکثر کشفی علوم اہلِ سنت کے علوم سے الگ واقع ہوئے ہیں۔ پس ان کشفی علوم کی تابعداری وہی کرے گا جس کا دل بیمار ہو"۔

دیکھیئے شیخ ابن عربی کا صوفیہ میں بڑا مقام ہے۔ مگر امام مجدد الف ثانی ان کی بات کو اہلِ سنت سے الگ قرار دے رہے ہیں۔ بریلوی مذہب کی بنیاد جن چیزوں پہ ہے، حضرت امام مجدد ان کو کھوٹی اور بے کار قرار دیتے ہیں۔ صفحہ ۳۳۲ دفتر اوّل

"عقاید درست کرنے کے بعد فقہ کے احکام کا سیکھنا بہت ضروری ہے۔ فرض، واجب، حلال حرام، سنت مستحب، مشتبہ مکروہ کے جاننے کے سوا چارہ نہیں"

یعنی سب چیزیں فقہ سے معلوم ہوں گی۔ نہ معلوم بریلوی حضرات فقہ حنفیہ سے کیوں بھاگتے ہیں؟ آگے فرماتے ہیں فقہ کی کتابوں کا مطالعہ ضروری سمجھیں۔

نیز دفتر اوّل صفحہ ۳۳۵۔

Marfat.com

"صوفیوں کا عمل حلال حرام میں سند نہیں ہے۔ کیا یہ بات کافی نہیں ہے کہ ہم ان کو معذور سمجھیں، اور ان کو بُرا نہ کہیں، اور ان کا کام خدا کے سپرد کریں، اس جگہ یعنی حلال، حرام، جائز ناجائز کے موقع پر امام ابو حنیفہ رح، امام محمد رح، امام ابو یوسف رح کا قول معتبر ہے، نہ ابو بکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ اور ابوالحسن نوری کا عمل، اس وقت کے کچے صوفیوں نے اپنے پیروں کے عمل کو بہانہ بنا کر گانا اور ناچنا مذہب میں داخل کر لیا ہے، اور خدا کی بندگی سمجھ لی ہے۔ یہی لوگ ہیں جنہوں نے دین کو کھیل تماشہ بنایا۔ پہلی روایت سے معلوم ہو چکا ہے کہ جو شخص حرام کام کو اچھا سمجھے، اہلِ اسلام کی جماعت سے باہر اور مُرتد ہو جاتا ہے۔ پس خیال کرنا چاہیے کہ سماع اور رقص کی مجلس کی تعظیم، بلکہ اس کو بندگی اور عبادت سمجھنا کس قدر بُرا ہے۔"

اس کلام کو اہلِ بدعت غور سے پڑھیں کہ صوفیوں کا عمل شریعت میں کیا درجہ رکھتا ہے۔

دفتر اوّل صفحہ ۳۵۲ مرزا حسام الدین کو لکھتے ہیں کہ:۔

"میں نے مولود کی محفل، اور نعت خوانی سے سخت منع کیا ہوا ہے، اور تم لکھتے ہو کہ بعض یہاں کے دوستوں نے اپنے گھر میں مولود کی محفل کرائی ہے اس کی وجہ سے ان کو سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت خواب میں نصیب ہوئی ہے۔ امام مجدد فرماتے

Marfat.com

زباں پہ بارِ خدایا یہ کس کا نام آیا

شریعت اور طریقت کا یہ مجمع البحرین، ناپید اکنار سمندر، جسے حق تعالیٰ نے شہنشاہِ اکبر کی بے دینی کا جواب بنا کر مبعوث فرمایا۔ یہ مقدس شہبازِ اسلام جن کی رُوحانیت، علمیت، اتباعِ سُنّت اور رفعِ بدعت سے عالم اسلام کا بچّہ بچّہ زیرِ بارِ احسان ہے، ایک ہزار سال گزر چکا تھا۔ جدت پسند بادشاہوں مصلحت پسند مولویوں، اور جاہل بدعت پسند پیروں نے دین کا حُلیہ بگاڑ کر ایک ایک سُنّت پر بدعت کے ہزاروں غلاف چڑھائے تھے محمّد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت بنا دی تصوف کی غلام بن چکی تھی، تصوف چند ظاہری قیود تسبیح، سجادہ، گودڑی اور ھُوحق کے نعروں میں جکڑا ہوا نیم جاں تھا، طالبانِ حق کو نذر و نیاز چڑھاوے چڑھانے، قبروں پر سجدہ کرنے، غلاف چڑھانے، وجد، اور ناچنے تھرکنے کی تعلیم دی جاتی تھی۔ غرض اسلام کا مُقدّس چہرۂ انور تو بر تو بدعات نے مسخ کر دیا تھا جب خداوند تعالیٰ نے سرزمین ہندوستان میں یہ نُورِ ہدایت پیدا فرمایا۔ جس کی عالم افروز رُشد و ہدایت بعہدۂ تجدید الفِ ثانی تمام اسلامی ممالک پر سایہ افگن ہوئی۔ کیا پاکیزہ تعلیم ہے، کیا فیصلہ کُن کلام ہے فللّٰہِ درّہٗ قُدِّسَ سِرُّہٗ حضرت امام مجدّد الفِ ثانی کے کلامِ مبارک سے چند مسائل معلوم ہوئے۔

ا۔ جو حیوانات بزرگوں کی منت مانتے ہیں، اور بزرگوں کی قبروں کے پاس جا کر ذبح کرتے ہیں، یہ شرک میں داخل ہے۔ کیونکہ یہاں گوشت کھلانا

Marfat.com

مقصود نہیں، اگر گوشت کھلانا ہی مقصود ہوتا تو بدوں اس صورت کے بھی یہ کام ہو سکتا تھا۔ ثواب تو ہر جگہ سے پہنچتا ہے۔ جو لوگ جانور کو مانتے ہیں وہ جانور کو قبروں پر لے جانا ضروری سمجھتے ہیں۔ اگر ان کو کہا جائے کہ یہیں ذبح کر کے تقسیم کر دو، ثواب پہنچا دو تو ہرگز نہیں مانتے۔ بلکہ شاید مولوی عبداللہ صاحب کا فتویٰ بھی یہی ہو کہ وہاں لے جانا ضروری ہے،

۲۔ جائز، ناجائز، حرام حلال، ہر مسئلہ کا فیصلہ فقہ کی کتابوں سے ہوتا ہے نہ کہ خوابوں اور خیالوں سے۔ اگر قیل، وقال، اور خواب وخیال پر مسائل کی بنیاد رکھی جائے تو دنیا میں ہزاروں عالم اور لاکھوں بزرگ گزرے ہیں۔ آج ہمارے ہاں کروڑوں فرقے بن چکے ہوتے۔ ہمارے بریلوی بھائی نام کو تو حنفی ہیں مگر فقہ حنفی سے بہت کتراتے ہیں۔ حضرت امام مجدد الف ثانی نے جا بجا مکتوبات شریف میں واضح کیا ہے کہ مسئلہ فقہاٗ اور علماٗ سے پوچھنا چاہیئے۔ صوفیائے کرام سے سلوک تو سیکھو، لیکن مسئلہ کی تحقیق علماٗ کو ہوتی ہے۔ دیکھیئے مکتوبات شریف مطبوعہ مطبع احمدی دہلی دفتر اوّل صفحہ ۳۲۵

"جاننا چاہیئے کہ ان مسائل میں سے ہر ایک مسئلہ میں جہاں علماٗ اور صوفیہ کا اختلاف ہے، جو اچھی طرح غور کیا جائے تو حق پر علماٗ ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ علماٗ کی نظر انبیاٗ علیہم السلام کی اتباعِ سنّت کی وجہ سے کمالاتِ نبوّت اور علومِ نبوّت میں نفوذ کر جاتی ہے، اور صوفیوں کی نظر ولایت کے کمالات اور معارف

Marfat.com

تک محدود ہے۔ پس وہ علم جو بارگاہِ نبوت سے حاصل کیا جائے وہ زیادہ درست اور زیادہ صحیح ہو گا اس علم سے جو مرتبۂ ولایت سے حاصل کیا جائے"۔

نیز دفتر اوّل صفحہ ۳۳۱ میں فرماتے ہیں۔

"شیخ ابن العربی صاحب فتوحاتِ مکیہ کے شطحیات قابلِ اعتماد نہیں ہیں۔ ان کے اکثر کشفی علوم اہلِ سنت کے علوم سے الگ واقع ہوئے ہیں۔ پس ان کشفی علوم کی تابعداری وہی کرے گا جس کا دل بیمار ہو"۔

دیکھئے شیخ ابن عربی کا صوفیہ میں بڑا مقام ہے۔ مگر امام مجدد الف ثانی ان کی بات کو اہلِ سنت سے الگ قرار دے رہے ہیں۔ بریلوی مذہب کی بنیاد جن چیزوں پہ ہے، حضرت امام مجدد ان کو کھوٹی اور بے کار قرار دیتے ہیں۔ صفحہ ۳۳۲ دفتر اوّل

"عقاید درست کرنے کے بعد فقہ کے احکام کا سیکھنا بہت ضروری ہے۔ فرض، واجب، حلال حرام، سنت مستحب، مشتبہ مکروہ کے جاننے کے سوا چارہ نہیں"

یعنی سب چیزیں فقہ سے معلوم ہوں گی۔ نہ معلوم بریلوی حضرات فقہ حنفیہ سے کیوں بھاگتے ہیں؟ آگے فرماتے ہیں فقہ کی کتابوں کا مطالعہ ضروری سمجھیں۔

نیز دفتر اوّل صفحہ ۳۳۵ -

Marfat.com

"صوفیوں کا عمل حلال حرام میں سند نہیں ہے۔ کیا یہ بات کافی نہیں ہے کہ ہم ان کو معذور سمجھیں، اور ان کو بُرا نہ کہیں، اور ان کا کام خدا کے سپرد کریں، اس جگہ یعنی حلال، حرام، جائز ناجائز کے موقع پر امام ابو حنیفہؒ، امام محمدؒ، امام ابو یوسفؒ کا قول معتبر ہے، نہ ابو بکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ اور ابوالحسن نوری کا عمل، اس وقت کے کچے صوفیوں نے اپنے پیروں کے عمل کو بہانہ بنا کر گانا اور ناچنا مذہب میں داخل کر لیا ہے، اور خدا کی بندگی سمجھ لی ہے۔ یہی لوگ ہیں جنہوں نے دین کو کھیل تماشہ بنایا۔ پہلی روایت سے معلوم ہو چکا ہے کہ جو شخص حرام کام کو اچھا سمجھے، اہل اسلام کی جماعت سے باہر اور مُرتد ہو جاتا ہے۔ پس خیال کرنا چاہیے کہ سماع اور رقص کی مجلس کی تعظیم، بلکہ اس کو بندگی اور عبادت سمجھنا کس قدر بُرا ہے"

اس کلام کو اہلِ بدعت غور سے پڑھیں کہ صوفیوں کا عمل شریعت میں کیا درجہ رکھتا ہے۔

دفتر اوّل صفحہ ۳۵۲ مرزا حسام الدین کو لکھتے ہیں کہ:۔

"میں نے مولود کی محفل، اور نعت خوانی سے سخت منع کیا ہوا ہے اور تم لکھتے ہو کہ بعض یہاں کے دوستوں نے اپنے گھر میں مولود کی محفل کرائی ہے اس کی وجہ سے ان کو سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت خواب میں نصیب ہوئی ہے۔ امام مجدد فرماتے

Marfat.com

ہیں، خوابوں پر کچھ اعتبار نہیں۔ اگر خواب پر اعتماد ہو سکتا تو شرع کا کیا فائدہ؟

دیکھئے خواب، اور ایسا مبارک خواب، حضرت امام مجددؒ اس کو بھی بے اعتبار قرار دیتے ہیں جب شریعت کی پابندی میں خلل آئے۔

واضح رہے کہ حضرت امام مجدد الف ثانیؒ نعت خوانی کی محفلوں کے سخت مخالف ہیں۔ تجربہ سے ثابت ہے کہ ہوس پرست لوگ ایسی پاکیزہ مجلسوں کو بدعات سے خالی نہیں رہنے دیتے۔ اگرچہ کتنی ہی احتیاط کی جائے۔

۳۔ تیسری بات حضرت امام مجدد الف ثانیؒ کے حوالہ سے یہ معلوم ہوئی کہ کسی مخلوق کے نام کا روزہ رکھنا یا نماز پڑھنا شرک ہے۔ جیسے دو رکعت نماز اویس قرنیؒ یہ شرک خیرات میں بھی ہوگا۔

۴۔ جو لوگ مشرکانہ طریقہ پر بزرگوں کو خداوند تعالیٰ کا شریک بناتے ہیں ان کی ایک پہچان حضرت امام مجددؒ نے یہ بھی بتائی ہے کہ وہ اس عبادت کے توسّل سے بزرگوں سے حاجتیں مانگتے ہیں دیکھئے رسالہ نذر اولیاء صفحہ ۳

"مثلاً یہ کہا کہ اگر میرا فلاں کام ہو گیا تو غوث کے نام کی دیگ پکاؤں گا۔"

۵۔ یہ سمجھنا کہ بزرگ کام نکال دیتے ہیں، حاجت پوری کرتے ہیں، مشکل کشا ہیں۔ قادر ہیں، مختار ہیں، شرک ہے۔

۶۔ غیر اللہ کی عبادت کے ذریعہ سے غیر سے حاجت مانگنا شرک ہے۔

۷۔ ان جاہلوں کو جب ان برائیوں سے روکا جاتا ہے تو یہی جواب دیتے ہیں کہ ہم یہ روزہ اور دیگ خدا کے نام کی دیتے ہیں، صرف اس کا ثواب

Marfat.com

بزرگوں کو پہنچاتے ہیں۔ دیکھئے مولوی عبداللہ صاحب نے بھی، وہی عورتوں والی بات کہ دی، مگر حضرت امام مجددؒ فراستِ مومن سے تاڑ گئے کہ یہ ثواب کے بہانہ میں شرک ہو رہا ہے۔ فرمایا۔ اگر یہ چیزیں خدا کے نام پر ہوں تو یہ پابندیاں کیسی؟ فلاں بزرگ کا روزہ فلاں چیز سے کھولنا۔ اصحاب کہف کا توشہ اس طرح پکانا، اتنی سوجی ہو، اتنا گھی ہو، اتنی کھانڈ اور کھانے والے ایسے ہوں ویسے ہوں۔ یہ ہندو مت کہاں سے آگیا۔ کیا یہ شرائط خدا کا حکم ہے؟ حضرت امام جعفر صادق کا کونڈا تو اچھا خاصا دھندا ہے۔ اور شیعوں کی نقل سے جاہل بریلوی ایسا کرتے ہیں۔ آگے چل کر انشاء اللہ ہم بتائیں گے کہ بریلوی شیعوں کی ایک شاخ ہیں۔ مولوی عبداللہ صاحب فرماتے ہیں کہ امام جعفر کے کونڈے میں بعض چیزیں نہ ہونی چاہئیں۔ مولوی صاحب! کیوں نہ ہو، یہی چیزیں تو بدعت کی مہر ہیں، بدعت کی علامت ہیں، جن سے شرک کی پہچان ہوتی ہے۔ جب سے بدعات پیدا ہوئیں یہ چیزیں اس فاحشہ کا لباس ہیں۔ جب یہ چیزیں نہ ہوں گی تو بی بی بدعت بھی نہ ہو گی۔ خداوند تعالےٰ نے اپنے دین کی حفاظت اور اتمام حجت کے لئے بدعت کے ساتھ فضولیات کو ہر جگہ لگا دیا ہے، تاکہ عقل مند لوگ ان بلاؤں کو ان نشانات سے پہچان سکیں۔ بعض چیزیں تو ایسی ہیں جن کو اندر ہی پکانے کا حکم ہے۔ اندر ہی بیٹھ کر کھائی جاتی ہیں۔ دسترخوان کا فضلہ اندر ہی دفن کرنے کا حکم ہے۔ چنانچہ حضرت سیدہ فاطمہ رضؓ کی نیاز کا تو سخت پردہ

Marfat.com

ہے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ کیا دین ہے ہندوؤں سے بھی آگے نکل گئے۔ اسلام نے جن بتوں کو توڑا تھا وہ پھر زندہ ہو رہے ہیں یہی توہمات عرب کے مشرکین میں تھے وقالوا ما فی بطون ھٰذہ الانعام خالصۃ لذکورنا ومحرم علیٰ ازواجنا (الایہ)

ترجمہ:۔ کافر کہتے ہیں کہ جو بچہ اس جانور کے پیٹ میں ہے وہ چونکہ دیوتا کی منت ہے اس لئے صرف مرد ہی کھائیں گے، عورتوں پر حرام ہے اور اگر مردار پیدا ہو تو عورت مرد سب کھا سکتے ہیں۔ عنقریب خداوند تعالیٰ ان کو اس بیان کی سزا دے گا۔ بے شک وہ حکمت والا ہے، علم والا ہے۔

(پارہ ۸ رکوع ۳)

۸۔ شرک کی پہچان میں حضرت امام مجدد الف ثانی رح نے مخصوص کھانوں کا ذکر فرمایا ہے۔ اس نے ایک بہت بڑا مسئلہ حل کر دیا ہے۔ بریلویوں کا عقیدہ ہے کہ جو کھانا ہم ایصال ثواب کے طور پر کسی کو بھیجتے ہیں خاص یہی کھانا اس کو ملتا ہے۔ چنانچہ تیسرے دن کا حلوا تو مُردے کے زخموں پہ ٹکور کرنے کے لئے پکاتے ہیں۔ یعنی ابھی ابھی قبر میں گیا ہے، اور یہ بھی یقین ہے کہ وہاں ضرور اس کو مار پڑ رہی ہو گی (رحمتک اللّٰھم) اس لئے ٹکور کا انتظام کر رہے ہیں۔ اس قسم کے عقیدے ہندوؤں کے تو ضرور ہیں۔ مگر اسلام ان وہموں سے پاک ہے۔ شریعت میں ایصال ثواب کا مطلب یہ ہے کہ بندہ جو نیک کام از قسم عبادات بدنی یا مالی کرتا ہے۔ تلاوت، دعا، استغفار یا خیرات کپڑا روٹی وغیرہ

Marfat.com

اس کا ثواب اس کو ملتا ہے، چاہے اپنے لئے آخرت کا ذخیرہ رکھے، یا کسی دوسرے کو ثواب پہنچائے۔ الغرض وہاں ثواب پہنچتا ہے، اور جنّت کی نعمتیں ملتی ہیں، مگر بریلوی حضرات ہندوؤں کی طرح اس وہم میں گرفتار ہیں کہ وہی چیز ملتی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ نذر و نیاز اور بزرگوں کی منّتوں نے انہیں زبان کی چاٹ لگا دی ہے۔ دیکھئے مولٰنا احمد رضا خاں صاحب بریلوی انتقال سے دو گھنٹہ قبل کیا وصیّت فرماتے ہیں۔ وصایا شریف صفحہ ۹

" اعزّہ سے یعنی عزیزوں سے اگر بطیب خاطر ممکن ہو تو فاتحہ میں ہفتہ میں دو بار ان چیزوں سے کچھ (مجھ کو) بھیج دیا کریں

۱۔ دودھ کا برف گھر میں بنا ہوا کُلفی (کُلفی) اگرچہ بھینس کا دودھ ہو۔ یعنی بہتر تو یہ ہے کہ گائے کا دودھ ہو، خیر بھینس کے دودھ کی کلفی ہو تو بھی حرج نہیں ہے۔

۲۔ مُرغ کی بریانی یعنی بھونا ہوا مُرغ

۳۔ مرغ پلاؤ ۴۔ بکری کا شامی کباب،

۵۔ پراٹھے اور ۶۔ بالائی ۷۔ فیرنی، پھرنی

۸۔ اُرد کی پھریری دال مع ادرک و لوازم، یعنی اُرد کی دال میں ادرک بھی ضرور ہو اور مسالے بھی سب کے سب ہوں، تاکہ مولوی صاحب کو قبر میں بادی نہ ہو جائے۔

۹۔ گوشت بھری کچوریاں، یعنی کچوریوں میں گوشت تھوڑا نہ ہو

Marfat.com

گوشت سے بھری ہوئی ہوں۔ چسکا بھی کیا بلا ہے۔

۱۰۔ سیب کا پانی ۱۱۔ انار کا پانی ۱۲۔ سوڈے کی بوتل

تاکہ اتنی الا بلا جلد ہی جلدی ہضم ہو جائے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

زبان کی چاٹ مرتے مرتے بھی دم نہیں لینے دیتی۔ بریلوی مذہب کے بانی مبانی ایک وقت دسترخوان پہ یہ بارہ چیزیں دیکھنا چاہتے ہیں، کھانے پینے کا یہ فکر، یہ ذہنیت کس چیز کی غماز ہے۔ اسی غرض سے تو اپنا الگ مذہب بنایا۔ دیکھئے مرنے سے دو گھنٹہ پہلے یہ وصیّت بھی فرماتے ہیں:

"رضا حسین اور حسنین تم سب محبّت اور اِتفاق سے رہو،

(یہ خطرہ اس لئے پیدا ہوا کہ بریلوی مولوی بات بات میں ایک دُوسرے کو کافر کہتے ہیں۔ یہاں قصوُر کے بریلویوں میں حُقّہ کے مسئلہ پر دُوہ کشتی ہوئی کہ خدا کی پناہ) حتی الامکان اتباعِ شریعت نہ چھوڑو، اور میرا دِین و مذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے اس پر مضبوُطی سے قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے"

دیکھئے الگ مذہب بنایا، اور بیٹوں کو وصیّت کی ہے کہ شریعت کی بھی جہاں تک ہو سکے پیروی کرو۔ لیکن میرا دِین، اور میرا مذہب جو ہے اس پہ مضبوُطی سے قائم رہنا ہر فرض سے ضروری فرض ہے۔ یعنی شریعت کی پیروی سے بڑھ کر میرا مذہب ضروری ہے۔

بریلویوں کا مذہب شریعت سے الگ ہے۔ اگر یہی دین اسلام ہوتا تو شریعت کے اتباع میں سب کچھ بات آجاتی ہے۔ اُمید ہے کہ مولوی

Marfat.com

عبداللہ صاحب خود ہی بتائیں گے کہ وُہ کیا مذہب ہے جو شریعت کے علاوہ ہے۔ اور جس کی تابعداری شریعت سے زیادہ ضروری ہے، بڑی محنت سے مذہب بنایا۔ مگر ہماری سمجھ میں وہ مذہب یہی بارہ چیزیں ہیں جو نمبر وار بیان ہوئی ہیں۔ کھودا پہاڑ، نکلا کیا؟ چوہا

حضرت امام مجدد الف ثانی رح تو تخصیص طعام کو بدعت فرماتے ہیں، مگر یہ بریلوی حضرات بارہ چیزوں کے سوا کہیں مُنہ نہیں لگاتے۔ دیکھیئے کتنا فرق ہے مجدد سُنّت، اور مجدد بدعت میں۔

مسئلہ ایصالِ ثواب

ایک مسلمان اپنی نیکی دُوسروں کو دے سکتا ہے یا نہیں۔ اس مسئلہ میں اختلاف ہے۔

۱۔ معتزلہ، بدنی اور مالی ہر دو عبادتوں کا ثواب پہنچانے اور پہنچنے کے منکر ہیں۔ یہ مذہب مردُود ہے۔

۲۔ بدنی اور مالی عبادتوں کا ثواب دُوسرے مسلمانوں کو دیا جا سکتا ہے۔ امام اعظم ابو حنیفہ، امام احمد بن حنبل، اور جمہور کا مذہب یہی ہے دلائل آگے آتے ہیں۔

۳۔ تیسرا فریق مالی عبادتوں کا ثواب پہنچنے کا قائل ہے۔ بدنی عبادتوں کے ایصالِ ثواب کا منکر ہے۔ یہ امام شافعی، اور امام مالک رح کا مسلک ہے۔ حنفی مذہب کے دلائل احادیث اور آیات میں بکثرت

Marfat.com

ہیں۔ نیز شامی جلد دوم ص ۲۴۲ میں فتاویٰ عالمگیری سے یہ عبارت نقل کی ہے۔

ترجمہ :۔ "قاعدہ اور اصول یہ ہے کہ جو شخص جس قسم کی عبادت کرے، وہ اس کا ثواب دوسرے مسلمان کو دے سکتا ہے۔ علامہ اس کی تشریح میں لکھتے ہیں، خواہ نماز ہو، یا روزہ، یا صدقہ، یا قرآن کریم کی تلاوت، یا عام ذکرِ الٰہی، یا طواف، یا حج، یا عمرہ یا اس کے سوا کوئی بھی نیک عمل ہو، مثلاً نبیوں، شہیدوں، ولیوں کی قبروں کی زیارت، مطلب یہ ہے کہ یہ بھی نیک کام ہیں، ان کا بھی ثواب ہے۔ کیونکہ زیارتِ قبور مشروع ہے اس کا ثواب بھی دوسرے کو دیا جا سکتا ہے۔ نیز مُردوں کو کفن دینا اور تمام قسم کی نیکیاں دوسرے کو بخشی جا سکتی ہیں"

مسئلہ :۔ نفلی صدقہ کرنے والے کے لئے بہتر ہے کہ صدقہ کرتے وقت سب اہلِ ایمان مردوں، عورتوں کو ثواب میں شامل کرنے کی نیت کرے

مسئلہ :۔ فرض کا ثواب بھی دوسرے کو دیا جا سکتا ہے، اور جس فرض کا ثواب دوسرے کو بخش دیا اس کو دوبارہ ادا کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یاد رہے کہ ایک شخص دوسرے کی طرف سے نماز نہیں پڑھ سکتا۔

مسئلہ :۔ ثواب پہنچانے کے لئے زبان سے کہنا بھی ضروری نہیں، بلکہ جب عمل کر رہا ہو اس وقت نیت کر لینا کافی ہے۔ یعنی نیکی

Marfat.com

کرتے وقت یہ خیال اور نیت دل میں رکھے کہ یہ عمل فلاں شخص کے واسطے کر رہا ہوں تو ثواب اس کو مل جائے گا۔ مثلاً قرآن مجید کی تلاوت کے وقت یہ نیت ہو کہ ماں یا باپ یا کسی دوسرے شخص کو ثواب پہنچانے کے لئے پڑھتا ہوں تو جو لفظ زبان سے نکلے گا اس کا ثواب اس کو پہنچ جائے گا۔ زبان سے بخشنے اور پہنچانے کی ضرورت نہیں۔ بس پہنچ گیا۔

مسئلہ:۔ اگر کسی شخص نے نیکی کرتے وقت اپنے لئے کی ہو، پھر بھی جب چاہے ثواب پہنچا سکتا ہے۔

بحر الرائق صـ۵۹ میں تقریباً یہی مضمون ہے۔ اس میں ذرا اتنی تفصیل اور بھی ہے کہ عمل کا ثواب زندوں کو بھی دیا جا سکتا ہے، مُردوں کو بھی۔ ہدایہ فتح القدیر نہر الفائق زیلعی۔ عینی وغیرہ میں مسئلہ مفصل ہے۔ چونکہ اس مسئلہ میں کوئی اصولی اختلاف نہیں اس لئے مزید دلائل کی ضرورت نہیں۔ ہمارے زمانہ کے بریلوی حضرات نے ہر مسئلہ پر بدعت کے غلاف چڑھا دئے ہیں۔ دیگ تیار ہوئی، اب بلاؤ کسی صاحب کو ختم پڑھیں، اور اس کو اپنی قوت سے عالمِ آخرت میں پہنچا دیں۔ ختم پڑھنے والوں نے کئی قسم کے ختم بنا رکھے ہیں۔ جیسا مال ویسا مول۔ بریلوی ذہنیت دیکھئے۔ چاول دیگ میں پڑے ہیں۔ دیگ کو کھانے کے واسطے دولت مند برادری کو اکٹھا کر لیا ہے۔ اُدھر یہی دیگ کسی بزرگ کی منت بھی کی گئی ہے۔ یہی دیگ ایک ہزار کئی لاکھ انبیاءؑ کی خدمت میں بھی پیش ہو گی

Marfat.com

غیر اللہ کی نذر بھی ہے، دولت مند برادری کا تحفہ بھی ہے۔ امام مسجدوں اور مولوی صاحبان کو بھی اسی سے راضی کرنا ہے۔ ختم پڑھنے والا اپنے لفظوں میں ساری دیگ یہاں سے اُٹھا کر عالم آخرت کو لے جاتا ہے دیگ بانٹنے سے پہلے اس کا ثواب وہاں بانٹتا ہے۔ کیسی چالاکی ہے ثواب تو سارا اُدھر پہنچ گیا اور دیگ اپنی کی اپنی اور گھر والے ابھی تک مالک ہیں۔ جس دیگ سے انبیاء، اولیاء، شہداء و صالحین کو خوش کیا ہے وہی دیگ اب غیر اللہ کی نذر بھی بن رہی ہے۔ چڑھاوا بن رہی ہے، اور خالص مشرکانہ چیز بن کر دولت مند برادری میں تقسیم ہوگی۔ جو چیز ناپاک اور گندی ہے، جس کو کھانا اور کھلانا، لینا دینا حرام ہے، جیسا کہ فقہی روایات سے ثابت ہو چکا ہے کہ مُردار سے بدتر ہے۔ اُس کا ثواب کیا پہنچے گا؟ بزرگانِ دین سے عجیب مزاج بنا رکھا ہے۔ حضرات علمائے دیو بند رحمۃ اللہ علیہم اجمعین جو ایک صدی سے دُنیا میں فقہ حنفیہ کے علمبردار ہیں، حنفی فقہ کے ہر اصُول کو قرآن کریم اور حدیث شریف سے ثابت کر رہے ہیں۔ ایصالِ ثواب کے متفقہ طور پہ قائل ہیں لیکن بدعت کو وہ بزرگانِ دین جس شکل اور صُورت میں سامنے آئے تاڑ لیتے ہیں بدعت کی پہچان اور علاج معالجہ کا قدرت نے انہیں خاص ملکہ بخشا ہے ان کی فراستِ ایمانی سات پردوں میں چھپی ہوئی بدعت کو نبض پر ہاتھ رکھتے ہی تاڑ لیتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بدعت ان کا نام سنتے ہی لرزتی ہے، کانپتی ہے، چیختی چلاتی ہے، جلسے جلوس کرتی ہے۔ اپنی خاص خاص

Marfat.com

تقریبوں پر اپنے نام لیواؤں کو مدد کے لئے بُلاتی ہے، اور دل ہی دل میں خیر مناتی ہے۔

؎ قفس میں مجھ سے رُوداد چمن کہتے نہ ڈر ہمدم!
گری تھی جس پہ کل بجلی وُہ میرا آشیاں کیوں ہو

قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فتاویٰ رشیدیہ صد ۸۵ میں فرماتے ہیں:۔

"ایصالِ ثواب بلا قید طعام و ایام کے مندوب یعنی مستحب ہے اور تخصیص دن کی اور تخصیص طعام کی بدعت ہے"

ناظرین! یہ تخصیصات ابھی حضرت امام مجدد الف ثانی رح کے حوالہ سے مردود ہو چکی ہیں۔ اب ہم مولوی محمد عبداللہ صاحب کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ مسئلۂ ایصالِ ثواب تو یہ ہے۔ اس میں بزرگ کے نام کی دیگ پکانے کا ذکر کہاں ہے؟ اور کام ہو جانے سے اس کا کیا تعلق ہے؟ کیا فقہائے کرام میں سے کسی نے یہ طریقہ لکھا ہے؟ حوالہ دیجئے۔ آپ نے جو گڑ بڑ کی ہے کہ ایصالِ ثواب اور نذرِ شرعی معلق کو ملا کر نذرِ عرفی نام رکھ دیا۔ اس کی سند فقہ سے پیش کریں۔

فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ اعدت للکفرین

جس چیز کو علمائے حنفیہ صاف صاف حرام کہہ رہے ہیں کیا وہ آپ کے کہنے سے جائز ہو سکتی ہے؟ ایصالِ ثواب کے لئے فقہا نے اہداءُ الثواب

Marfat.com

یعنی ثواب کا تحفہ بھیجنا تو کہا ہے۔ یہ نذر بمعنی تحفہ تو ٹھیک آجاتا ہے۔ لیکن اس کا طریقہ یہی ایصالِ ثواب کا طریقہ ہے۔ آپ نے جو انوکھا طریقہ نکالا ہے کہ اگر میرا کام ہو جائے تو دیگ دُوں، یہ نذر بمعنی تحفہ کہاں رہی؟ یہ تو ایصالِ ثواب بھی نہیں۔ یہ نذر بمعنی منّت ہے۔ نذر کے لغوی معنے ہیں الوعدُ علیٰ شرطٍ یعنی کسی شرط پر وعدہ کرنا۔ اگر میرا یہ کام ہو گیا تو یہ چیز دُوں گا۔ اب یہ تحفہ نہیں ہے وعدہ ہے۔ منّت ہے۔ اسی منّت کو فقہائے مُردار سے بدتر قرار دے رہے ہیں۔ آنکھیں کھولئے!

سماعِ موتیٰ

جو لوگ دنیا سے جا چکے ہیں، وہ قبر پر بُلانا سنتے ہیں یا نہیں۔ اِس مسئلہ میں شروع سے اختلاف ہے۔ حنفی فقہائے میں بھی کچھ اختلاف ہے۔ چنانچہ کافی شرح وافی، فتح القدیر شرح ہدایہ۔ مستخلص شرح کنز الدقائق عینی شرح کنز الدقائق۔ کفایہ شرح ہدایہ کی عبارتوں سے نہ سُننا معلوم ہوتا ہے۔ بعض فقہائے سننے کے بھی قائل ہیں۔ ہمارا خیال ہے کہ احناف، اور اہلِ حدیث کا یہ مسئلہ بدل گیا ہے۔ قدیم ائمہ اہلِ حدیث زیادہ تر سننے کے قائل ہیں۔ مگر اب اہلِ حدیث کا زیادہ میلان نہ سننے کی طرف ہے، احناف کا رجُوع شروع میں نہ سننے کی طرف تھا۔ بعد میں سننے کی طرف میلان ہو گیا۔ یہ عجیب اتفاق ہے، بلکہ اس کے تاریخی اسباب بھی ہیں ہم اس مسئلہ کو سمیٹنے کے لئے قطب الارشاد حضرت مولانا گنگوہیؒ کا

Marfat.com

کلام فیصل پیش کرتے ہیں فتاوی رشیدیہ صـ۲۳ و صـ۹۳

در سماعِ موتیٰ صحابہ کرام کے عہد سے مختلف فیہا ہے۔ اس کا فیصلہ نہیں ہو سکتا۔ جس پر عمل کرے درست ہے۔ انبیاؑ علیہم السلام کے سماع میں اختلاف نہیں ہے۔۔ انبیاؑ کا قبر پر سننا بالاتفاق ثابت ہے۔ دوسرے لوگوں کے متعلق علماؑ میں اختلاف ہے، جو عقیدہ بھی رکھے درست ہے۔ یاد رہے کہ یہ تفصیل قبر پر کی ہے۔ باقی ہر جگہ سے سُننا اس بات کے علماؑ قائل نہیں ہیں نہ نبیوں کے متعلق، نہ دوسرے لوگوں کے متعلق حنفی علماؑ اس مسئلہ پر متفق ہیں۔

اِستمداد و توسّل

اِستمداد کے معنی ہیں کسی سے مدد مانگنا۔ توسّل دعا میں کسی کو وسیلہ پکڑنا۔ یہ وسیلہ انبیاؑ، اولیاؑ، شہداؑ اور صالحین کا ہو سکتا ہے تفصیل آگے آئے گی۔

استغاثہ، استعانہ اور استمداد کا مطلب ایک ہی ہے۔ مدد مانگنے کی کئی قسمیں ہیں۔

۱۔ انسان مدنی الطبع ہے۔ اجتماعی زندگی میں ہر شخص دوسرے کی مدد کرتا ہے۔ بلکہ نظامِ عالم میں ایسی وحدت اور اتحاد ہے کہ یہاں کی ہر چیز ہر چیز کی مددگار ہے ؎ کاندریں ملک چو طاؤس بکار است مگس

Marfat.com

روزمرہ ضروریاتِ زندگی میں جیسا کہ ہمیں کسی بڑے آدمی سے مدد لینے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسی طرح ایک نوکر بھی ہماری مدد کرتا ہے۔ یہ مدد لینا اور دینا ہماری بحث سے خارج ہے۔ اس کے متعلق قرآنِ کریم نے تعاون کے چند اصول مقرر فرمادئے ہیں۔ نیکی اور پرہیزگاری پر امداد کرو گناہ اور زیادتی پر امداد نہ کرو۔ نیز توحید کا عام اصول یہاں بھی نافذ ہے مدد لینے والا یہ عقیدہ رکھے کہ ہر مدد درحقیقت جنابِ الٰہی سے آرہی ہے، ڈاکٹر نے ایک کوشش کی ہے، اور شفا اللہ کی جناب سے آرہی ہے'

این سبب ہا در نظرہا پردہ ہا است
کہ نہ ہر دیدار صنعش را سزا است

عالم اسباب میں ہر چیز کو خدا کی مدد کا مظہر سمجھنا توحید ہے قرآنِ کریم اسے تعاون کہتا ہے، اور فلاسفہ کی اصطلاح میں یہ معونت ہے۔ اہلِ بدعت جب مسئلۂ استعانت میں لاجواب ہوتے ہیں تو اس ظاہری استعانت سے فضول معارضہ کرتے ہیں۔ ہمارے ایک پنجابی محدث مرحوم و مغفورؒ جو مثنوی مولانا رومؒ سے کدو والی روایت بڑی تشریح سے بیان فرمایا کرتے تھے، سجدۂ تعظیمی کے جواز میں فرمایا کرتے تھے " اگر سجدہ ناجائز ہے تو مردود و! بیوی کو کیوں سجدہ کرتے ہو؟ اگر اولیاء اللہ سے استعانت ناجائز ہے تو نوکر سے پانی کیوں مانگتے ہو؟" نعرۂ تکبیر

کیا عجیب دلائل ہیں۔ افسوس!

Marfat.com

۲- مدد مانگنے کی دُوسری قسم یہ ہے کہ ایسے کاموں میں جو انسانی تدبیر اور کوشش سے باہر ہیں مثلاً اولاد، بارش، زندگی موت وغیرہ کسی بزرگ زندہ یا مُردہ سے دُعا کی درخواست کرے۔ اس کی دو صورتیں ہیں۔ زندہ سے دُعا کی درخواست کرنا تو اچھا کام ہے، اور اہلِ قبور سے دُعا کی درخواست کرنا اس میں اختلاف ہے۔ جو علمأ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ قبر والے سنتے ہیں وُہ اس کو جائز کہتے ہیں، اور جن علمأ کا یہ عقیدہ ہے کہ قبروں والے نہیں سنتے وہ اس کو ناجائز کہتے ہیں۔

۳- تیسری صُورت یہ ہے کہ مدد مانگنے والا یہ عقیدہ رکھتا ہو کہ خدا کی خدائی ان کو مل چکی ہے اب یہ اپنی مرضی سے دیتے لیتے ہیں۔ ان کو اختیار مِل گیا ہے۔ خداوند تعالیٰ نے ان کو سب کچھ دے دیا ہے، اب یہ قادر ہیں مختار ہیں، جس کو چاہیں، جو چاہیں، جب چاہیں دے سکتے ہیں یہ شرک اور کفر ہے۔ بریلوی حضرات سے ہمارا جھگڑا یہی ہے

فتاوٰی عزیزی صـ ۳۳ حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز کا ارشاد ہے:۔

"مدد مانگنا دو طرح سے ہوتا ہے۔ ۱- مخلوق کا مخلوق سے مدد مانگنا، جیسا کہ امیر اور بادشاہ، نوکر اور گداگر سے بوقتِ ضرورت مدد لیتے ہیں، اور عوام الناس اولیأ اللہ سے دعا چاہتے ہیں، کہ اللہ کی جناب میں ہمارے واسطے دُعا کرو، اس قسم کی مدد چاہنا شریعت میں زندہ اور مُردہ سے جائز ہے (تفصیل آگے آرہی ہے)

۲- دُوسری صُورت یہ ہے کہ مستقل طور پر جو چیز جنابِ الٰہی سے

Marfat.com

خصوصیت رکھتی ہے، یعنی جن کاموں میں انسانی کوشش کا کچھ دخل نہیں مثلاً اولاد دینا، بارش برسانا، بیماری دور کرنا، عمر کی درازی وغیرہ، جب کہ مانگنے والے کی نیت خداوند تعالیٰ سے مانگنے کی نہ ہو (یعنی یہ سمجھتا ہو کہ بزرگوں کو اختیار ہے، جیسا کہ بریلوی علماء ہر وقت یہی کہتے ہیں بزرگوں سے مانگو، مانگو، مانگو دیتے ہیں) شاہ صاحب فرماتے ہیں یہ قسم حرام مطلق بلکہ کفر ہے، اگر کوئی شخص اپنے مذہب کے بزرگوں سے خواہ زندہ ہوں یا مردہ، اس قسم کی مدد مانگے، تو وہ شخص اسلام کے دائرہ سے خارج ہو جاتا ہے۔ بت پرست کافر اپنے بتوں سے ایسی مدد جائز سمجھتے ہیں"

واضح رہے کہ بریلوی حضرات علمی دنیا میں یتیم ہیں۔ سلف صالحین میں تو ان کے سر پر ہاتھ رکھنے والا بھی کوئی نہیں۔ چنانچہ ابھی ابھی ما ثبت بالسنۃ کا حوالہ گزر چکا ہے۔ یعنی شیخ عبدالحق محدث دہلوی رح فرماتے ہیں کہ عرس، گیارھویں، تیجا، چوتھا، چہلم، ششماہی، سالیانہ، جتنی تعینات ہیں، ان چیزوں میں سے کوئی چیز بھی سلف صالحین کے دور میں نہ تھی۔ ملحوظ رہے (شیئٌ من ذالک) یعنی جب تک مسلمان قوم رو بہ ترقی تھی۔ تاسیس شریعت، جہاد، تبلیغ اسلام، تدوین حدیث، اجتہاد اور ضبطِ قواعد کا دور دورہ تھا، تو حضرات صحابہ رض تابعین، تبع تابعین، محدثین اور فقہا کے سامنے احیائے اسلام اور

Marfat.com

اور اتباعِ سنّت کے مشاغل تھے۔ جب اسلام کی بہار پر خزاں آنے لگی، جب بے کاری، سستی، مفت خوری اور تن آسانی کا دور شروع ہوا، تو جابر بادشاہوں کی خود رائی، علماءؔ کی مداہنت یعنی چاپلوسی اور خوشامد، اور متصوفین کے شطحیات سے بریلوی پیدا ہو گئے۔ اُمّت کے سلف صالحین میں طعام اور دن کی خصوصیت تو کیا ہوتی، استمدادِ اہلِ قبور کا رواج قطعاً نہ تھا۔ اور جب شیخ عبدالحق محدّث دہلوی رح اور شاہ عبدالعزیز رح جیسے بزرگ فرمائیں کہ نہ تھا، تو اب کس کی مجال ہے کہ ثابت کر دکھائے۔ شرم کا مقام ہے کہ جن مسائل پر آج وقت ضائع کر رہے ہو، اور زمانہ کی رفتار تمہیں پیچھے پھینک رہی ہے۔ یہ مسائل معلوم ہے کہ مبارک دورِ اسلام میں نہ تھے۔ رواج تو کہاں اکّا دُکّا ثبوت بھی مشکل سے ملتا ہے۔ کیا تم لوگوں کو صحابہ سے دین زیادہ پیارا ہے؟ مسلمان قوم کے اخلاقی تنزّل اور دین سے بے اعتنائی کا اصلی سبب یہی وہم پرستی ہے۔ اگر دین سے محبّت ہے تو دین کا وہی سادہ اور فطری حکیمانہ نظام معلوم کرو۔ جس پر چل کر مسلمانوں نے قیصر و کسریٰ کی فرعونیت توڑی تھی۔ کیا اسلام کی شان و شوکت گیارھویں عُرس اور نذر و نیاز و تبرکات سے پیدا ہوئی تھی۔ کیا پہلے مسلمان تمہاری طرح بیٹھے بیٹھے نعرۂ تکبیر کہتے تھے؟ نعرۂ تکبیر کا موقع میدان کارزار ہے۔ میدانِ جنگ ہے، معرکۂ کفر و اسلام ہے۔ ایک طرف کفّار کی منظم اور مسلح فوجیں ہوتی تھیں، دوسری طرف کچھ اللہ والے ٹوٹی ہوئی تلواریں

Marfat.com

اور شکستہ نیزے لے کر اللہ کے بھروسے پر میدان میں آتے تھے۔ جب لڑائی ہوتی تو کشتوں کے پشتے لگ جاتے۔ کسی کا سر کٹ رہا ہے، کوئی لٹکتے ہوئے بازو کو توڑ پھینک کر آگے بڑھ رہا ہے۔ جسموں سے خون کے چشمے اُبل رہے ہیں۔ یکایک غیرتِ حق جوش میں آجاتی ہے مسلمانوں کا ایک ہی نعرۂ تکبیر بجلی کا کڑکا بن کر کفار کے دل ہلا دیتا ہے۔ یہ ہے نعرۂ تکبیر کا موقع۔ مگر بریلوی حضرات کا مالِ غنیمت اندر مسجد کے حجرہ میں مقفل پڑا ہوتا ہے یعنی تبرک شریف۔ اور اس کی خوشی میں اتنے پھولتے ہیں کہ نعرہ کی شاخیں بھی نکال لی ہیں۔ کیا خوب کہا۔

ع ہر چہ گیرد علتی علت شود

بات لمبی ہوگئی۔ مطلب یہ تھا کہ پچھلے لوگوں میں سے فقط شیخ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ایسے بزرگ ہیں جن کی بعض عبارتوں سے ان کو تھوڑا سا سہارا مل جاتا ہے مگر شیخ بھی توحید کے مسئلہ میں بہت سخت ہیں حضرت شیخ نے قصۂ مقتولین بدر شرح مشکوٰۃ میں مسئلۂ استمداد کی وضاحت فرمائی ہے۔ پہلے شیخ نے سماعِ موتیٰ کو ترجیح دی ہے پھر حضراتِ صوفیہ کے تجربہ اور تحقیق سے ثابت کیا ہے کہ اولیاء اللہ کی روحوں سے طالبانِ ہدایت کو فیض اور فتوح حاصل ہوتے ہیں جو لوگ زیارتِ قبور کو جاتے ہیں۔ قبر والوں کی روحیں دعا سے اُن کی مدد کرتی ہیں جیسا کہ زندگی میں دعا فرماتے ہیں۔ لہٰذا استمداد کے دو ہی طریقے ہیں۔ آگے فرماتے ہیں:-

Marfat.com

"جو کچھ ہم نے سمجھا ہے وُہ یہ ہے کہ دُعا کرنے والا جو اپنے آپ کو اللہ کا محتاج سمجھتا ہو، دُعا کرتا ہے خداوند تعالیٰ سے اور مانگتا ہے اپنی حاجتیں خداوند تعالیٰ کی بے نیازی، اور عزّت والی بارگاہ سے، اور وسیلہ پکڑتا ہے اس بندے کا جو بارگاہِ عزّت میں مقرّب اور مکرّم ہے۔ اور یُوں کہتا ہے:۔ خداوندا! اس تیرے بندے کی برکت سے کہ تو نے رحمت کی ہے اس پر، اور اس کی عزّت بڑھائی ہے اور مہربانی عنایت فرمائی ہے، میری حاجت پُوری کر دے، کیونکہ تو سخی داتا ہے۔

دُوسری صُورت یہ ہے کہ اس نیک قبر والے بندہ کو بُلائے، اور کہے، اَے خدا کے بندے! اور اس کے ولی! میری سفارش کر، اور خدا سے مانگ کہ میرا مطلب پورا کرے پس دینے والا بھی خداوند تعالیٰ ہے اور مانگا بھی خدا سے ہے، اور امید کی جگہ بھی وہی ہے، اور یہ نیک بندہ درمیان میں صرف وسیلہ ہے، کوئی نہیں طاقت والا، کام کرنے والا، اور کاموں میں تصرّف کرنے والا، دنیا میں اللہ کے سوا، خداوند تعالیٰ کے ولی توفانی اور بے نشان ہیں۔ قدرتِ الٰہی میں اور اس کے دبدبہ میں۔ نہ تو یہ کچھ کام کرتے ہیں، نہ ان کو کرنے کی طاقت ہے۔ نہ ان کے پاس کچھ اختیار ہے۔ اب

Marfat.com

بھی جب کہ قبروں میں ہیں بے اختیار ہیں، اور جب دُنیا میں
زندہ تھے تو اس وقت بھی ان کو کچھ اختیار نہ تھا۔ ہاں اتنی
بات ضرور ہے کہ زیارتِ قبور کے وقت ثابت اور سُنّت طریقہ
السلام علیکم کہنا۔ استغفار کرنا (ان کے لیئے بھی اور اپنے لیئے بھی)
اور قرآن پڑھنا ہے، لیکن مدد مانگنے کی رکاوٹ بھی نہیں ہے
(آگے فرماتے ہیں) قبر والوں کے سننے نہ سننے میں جو اختلاف
ہے۔ وہ اختلاف عام قبر والوں کے متعلق ہے۔ انبیأ علیہم السّلام
کے متعلّق نہیں۔ کیونکہ انبیأ زندہ ہیں حقیقتاً جیسا کہ دُنیا میں
زندہ تھے۔ مگر اولیأ اللہ آخرت کی معنوی زندگی سے زندہ ہیں
اس لیئے ان کے متعلّق علمأ کا اختلاف ہے کہ سنتے ہیں یا نہیں،
ہاں اگر قبروں پہ جانے والے یہ اعتقاد رکھیں کہ قبروں والے
اپنے پاس سے دیتے ہیں۔ اللہ سے مانگتے نہیں ہیں۔ چنانچہ
اسی وجہ سے قبروں کو بوسہ دیتے ہیں۔ سجدہ کرتے ہیں، تو
یہ اعتقاد اور یہ عمل حرام ہے"۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث رح کے کلام سے چند مطالب برآمد ہوئے

۱۔ جب کسی مزار پہ دُعا کرنے والا خداوند تعالیٰ سے مانگے اور بزرگ کا وسیلہ پکڑے تو جائز ہے۔

۲۔ کوئی شخص قبر والے سے کہے کہ میرے واسطے اللہ کی جناب میں دُعا کرو، اور عقیدہ یہ رکھتا ہو کہ خداوند تعالیٰ ہی دینے والے ہیں،

Marfat.com

اگر نہ دیں تو اس بزرگ کی سفارش نا منظور بھی ہو سکتی ہے۔ شیخ کے نزدیک یہ بھی جائز ہے۔ لیکن اکثر فقہائے حنفیہ جو سماع موتی کو نہیں مانتے وہ اس بات کے منکر ہیں۔

۳۔ زیارت قبور کا سنت طریقہ تو یہی ہے، السلام علیکم کہنا، استغفار تلاوت قرآن، اس کے علاوہ استمداد کے دو طریقے جو بیان ہوئے ہیں۔ یہ جائز تو ہیں مگر سنت کے درجہ سے گرے ہوئے ہیں،

۴۔ انبیائے علیہم السلام اپنی قبروں میں یقیناً سنتے ہیں، جو شخص قبر پر بلائے۔ دوسرے لوگوں کے متعلق اختلاف ہے۔

۵۔ یہ عقیدہ رکھنا کہ یہ اپنے اختیار سے دیتے ہیں ان کو اختیار مل چکا ہے اور اس خیال سے خوشامد، سجدہ وغیرہ حرام ہے۔

مسئلہ کی وضاحت کے لئے حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رح کے فتاویٰ عزیزی جلد دوم صفحہ ۱۰۴ پر غور کریں:۔

"بزرگوں کی روح سے استمداد کی دو قسمیں ہیں۔ ایک قسم تو وہ ہے جو زندہ لوگوں سے بھی کی جاتی ہے۔ یعنی ان کی دعا کو قبولیت سے قریب تر سمجھ کر اپنی درخواست خدا کی جناب میں پیش کرنے کا وسیلہ بناتے ہیں اور ان کو واسطہ، ذریعہ، ہتھیار کا درجہ دیتے ہیں جس طرح عینک نظر کو تیز کر دیتی ہے یہ بے شبہ جائز ہے۔

دوسری قسم یہ ہے کہ توجہ بزرگوں پر ہو، اور یہ سمجھے کہ

Marfat.com

یہ لوگ مطلب پُورا کرنے، یا کرانے میں خود مختار ہیں۔ بزرگانِ دین خداوند تعالیٰ سے اتنے نزدیک ہیں کہ خداوند تعالیٰ کی تدبیر کو اپنی مرضی کے تابع کر سکتے ہیں۔ خدا سے منوا لیتے ہیں، یہی وُہ طریقہ ہے جس سے عوام الناس استمداد کرتے ہیں۔ یہ قسم خالص شرک ہے۔ زمانہ جاہلیت یعنی اسلام سے پہلے مشرک لوگ اپنے بُتوں پر اس سے زیادہ اعتقاد نہ رکھتے تھے۔"

مطلب یہ کہ کافروں کا عقیدہ بُتوں کے متعلق یہی تھا۔ آگے شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ :۔

"یہ لوگ (بریلوی) جو بڑی سے بڑی دلیل حدیث اس جگہ پیش کرتے ہیں وہ یہ ہے اذا تحیرتم فی الامور فاستعینوا من اھل القبور ترجمہ یہ کرتے ہیں کہ جب تم کو کسی کام میں مشکل پیش آئے تو قبروں والوں سے مدد مانگو، شاہ صاحب فرماتے ہیں :۔ یہ حدیث نہیں ہے کہ صحابی بزرگ کا مشہور قول ہے۔ مگر اس کا مطلب یہ ہے جب تم کسی چیز کے حلال حرام ہونے میں متعارض دلائل سے شبہ میں پڑ جاؤ تو مرنے والوں کی تقلید اور پیروی کرو۔ یعنی جو مسلک اگلے لوگوں کا تھا وہی اختیار کرو۔ یہ قول عبداللہ بن مسعودؓ اور سفیان ثوری سے منقول ہے۔ دوسرا مطلب یہ ہے کہ جب دنیا کے دھندے تمہارے دل کو پریشان کریں، تو

Marfat.com

مرنے والوں کی یاد سے دل کو تسلی دو، اور اس طرح تمہارے دل کو تسلی میں مدد ملے گی۔ ہاں اگر کوئی شخص قبر کا سجدہ اور طواف کرے، اور دعا کرے کہ اے بزرگ یہ کام بنا دو، تو بت پرستوں سے مشابہت کی ہے۔"

شاہ صاحب کی بات ختم ہوئی۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ اور شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ ہر دو حضرات تصوف اور شریعت کے جامع اور حاوی ہیں۔ ان دونو بزرگوں نے پیر پرستوں کے توسل کو حرام، شرک اور بت پرستی کہا ہے۔ البتہ توسل کی پہلی دو صورتیں:-

۱- بزرگ کے وسیلہ سے خداوند تعالیٰ سے دعا مانگنا۔

۲- بزرگ کو دعا کے لئے کہنا۔

اگرچہ بعض کے نزدیک جائز ہیں۔ مگر بزرگان دین کا اختلاف سخت ہے۔ چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی شرح مشکواۃ فارسی میں فرماتے ہیں

"حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء علیہم السلام کے سوا دوسرے لوگوں کی قبروں سے استمداد یعنی دعا کی درخواست کرنا، اکثر فقہاء اس کے منکر ہیں، اور کہتے ہیں کہ زیارتِ قبور کا مقصد فقط دعا، استغفار، اور تلاوت قرآن ہے۔ یہ اکثر فقہاء کا مسلک ہے۔ اور بعض تھوڑے فقہاء اور مشائخ صوفیہ نے توسل کو ثابت کیا ہے"

یہاں سے معلوم ہوا کہ فقہاء منع کرنے والے زیادہ ہیں، اور اجازت دینے

Marfat.com

والے تھوڑے ہے۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث رحؒ نے یہی بات مدارج النبوت جلد دوم صفحہ ۶۱ پر بحوالہ فتح القدیر شرح ہدایہ لکھی ہے۔ نیز فتاوٰی عزیزی جلد اوّل صفحہ ۸۹ :۔

سوال :۔ اس طرح سے مدد مانگنا، اے فلاں بزرگ خداوندتعالٰی سے میری حاجت مانگ، اور میری سفارش کر، اور دعا کر، درست ہے یا نہیں ؟

جواب :۔ مُردوں سے مدد مانگنا، خواہ قبر پہ ہو یا دُور سے، بہر صورت میں بدعت ہے۔ صحابہ رضؓ اور تابعین کے دَور میں یہ طریقہ نہ تھا۔ لیکن اس بات میں اختلاف ہے کہ یہ بدعت اچھی ہے یا بُری۔ نیز استمداد کے طریقوں سے حکم بدل جاتا ہے یہ سوال کی صورت بظاہر تو جائز ہے۔

مندرجہ بالا حوالوں سے معلوم ہوا کہ بزرگ کے وسیلہ سے دعا مانگنا تو جائز ہے۔ مگر بزرگ سے دُعا کی خواہش کرنا روایت سے ثابت نہیں اور خلافِ سُنّت بھی ہے۔ نیز بزرگ کو دُعا کے لئے کہنا اس کو بعض فقہاءؒ، اور صوفیہ نے جائز کہا ہے، مگر اکثر فقہاءؒ ناجائز کہتے ہیں، اور بزرگ کو مختار سمجھ کر درخواست کرنا حرام اور شرک ہے۔ پہلی صورت جائز ہے، دُوسری خلافِ سُنّت اور بدعت ہے۔ تیسری چیز خالص شرک ہے۔

اب سوچنے کی بات یہ ہے کہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحؒ کا یہ فرمان :۔ "آرے مردی و مسنون سلام بر موتٰی و استغفار، مُرالیہا

را و قرأت قرآن است۔ یعنی روایت سے ثابت اور سُنّت طریقہ تو مُردوں پر سلام کہنا، اور ان کے لئے استغفار کرنا، اور تلاوتِ قرآن ہے۔ اور اس کے سوا جو کچھ بھی ہے وُہ سُنّت نہیں۔

اور شاہ عبدالعزیز محدّث کا قبر والوں سے دُعا کی خواہش کو بدعت کہنا، اور اس کے اچھا یا بُرا ہونے میں علماء کا اختلاف کرنا اس بات کی صاف دلیل ہے کہ بزرگ کو دُعا کی درخواست کرنا سُنّت اور روایت کے مرتبہ سے گرا ہُوا ہے۔ اور بدعت ہے۔ خلاصہ یہ کہ قبر والوں سے دُعا کی درخواست کرنا شیخ کے نزدیک سنّت نہیں، اور شاہ صاحب کے نزدیک بدعت ہے۔ شاہ صاحب نے اور بھی صاف کر دیا کہ مُردوں سے مدد مانگنا خواہ قبر پہ ہو بے شبہ بدعت ہے۔ صحابہؓ اور تابعین کے زمانہ میں یہ چیزیں نہ تھیں، البتہ علماء کا اختلاف ہے کہ یہ بدعت اچھی ہے یا بُری۔

شاہ عبدالعزیز صاحبؒ نے تو اختلاف کا لفظ فرما کر بات کو ختم کر دیا مگر ہم چاہتے ہیں کہ ناظرین کو زیادہ تفصیل مہیا کریں

بِدعت کیا ہے؟

ما أحدث فی الاسلام۔ بدعت کی دو قسمیں مشہور ہیں، اچھی بدعت، اور بُری بدعت، بُری بدعت کی تعریف علماءِ اسلام نے یہ کی ہے۔ بدعت وُہ ہے جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ مبارک

Marfat.com

میں موجود نہ ہو۔ نہ قولاً نہ فعلاً، نہ تقریراً نہ صراحۃً نہ اشارۃً۔ مگر اہلِ بدعت کے اطمینان کے لئے ہم بدعت کی وہی تعریف کرتے ہیں جو مولوی عبدالسمیع رامپوری نے انوارِ ساطعہ میں لکھی ہے۔

انما المحذور بدعۃ تراغم سنۃ ماموراً بہا اور ترجمہ یہ کیا ہے یعنی وہی بدعت منع ہے جو مٹاتی ہو کسی سنّت کو۔ آگے فرماتے ہیں یکرہ البدع اذا راغمت السنۃ واما اذا لم یراغمہا فلا یکرہ

ترجمہ :۔ وہی بدعتیں ناپسند ہیں جو سنّت کو مٹائیں، لیکن جو بدعتیں سنّت کو نہ مٹائیں وُہ ناپسند نہیں ہیں۔

اب ہم بریلوی حضرات سے پوچھتے ہیں کہ بدعت کا جو معیار آپ کے پیر جی نے قائم کیا ہے۔ کیا استمداد کے مسئلہ کو اس پر جانچنے کی اجازت ہے بُری بدعت وُہ ہے جو سنّت کو مٹائے۔ ہمارے خیال میں استمداد کی بدعت نے دو سنتیں مٹائی ہیں ایک استغفار، دوسری زیارتِ قبور کا مقصد، اگر کسی بدعتی کو کہا جائے کہ اولیاء اللہ کی قبروں پر جا کر اُن کے واسطے گناہوں کی بخشش مانگنی چاہیئے۔ تو دیکھئے کیا جواب دیتا ہے۔ اولیاء اللہ کے واسطے استغفار؟ گناہوں کی بخشش؟ کیا کہتے ہو؟ کیا اولیاء اللہ گنہگار ہیں؟ توبہ، توبہ،۔ کیا کوئی بریلوی کسی بزرگ کی قبر پر جا کر استغفار کرنے کو تیار ہوگا؟ یا اللہ! میرے اور اس بزرگ کے گناہ بخش دے۔ یہ کہنا بریلوی کے لئے کلمۂ کُفر کے برابر ہوگا، اور ضرور بے ادبی

Marfat.com

سمجھے گا۔ کوئی بریلوی مولوی یہ سنت بیان تو کرے، پھر دیکھے اُس کا کیا حشر ہوتا ہے؟ حالانکہ یہ سُنت ہے، اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جنگ اُحد کے شہیدوں کے لئے اور تمام صحابہ کی قبروں پہ جاکر اُن کے واسطے گناہوں کی بخشش مانگتے تھے۔ یہیں سے یہ سنت قائم ہوئی۔ مگر بریلوی حضرات اِس سنت کو بزرگوں کی سخت بے ادبی سمجھتے ہیں۔ یہ مرض استمداد سے پیدا ہُوا ہے۔ استمداد کا عقیدہ جب ترکِ سنت کا باعث ہوا تو اب یہ کیسی بدعت ہے؟ آپ ہی فرمائیں۔

استمداد کے عقیدہ نے دُوسری سنت جو مٹائی ہے وُہ زیارتِ قبور کا اصلی مقصد ہے۔ ارشاد ہوتا ہے قبروں کی زیارت کیا کرو، اِس سے موت یاد آتی ہے۔ زیارتِ قبورؔ کا فائدہ یہی بیان فرمایا کہ قبر کو دیکھنے سے دنیا کی ہوس کم ہوتی ہے۔ موت یاد آتی ہے۔ دنیا کی بے ثباتی، ناپائداری اور بے وفائی کا مشاہدہ ہوتا ہے۔ ایک مومن مخلص کو یہ ایمانی غذا گاہ بگاہ ملتی رہے تو دل دنیا میں گرفتار نہیں ہوتا۔ تعلیم نبوت تو یہ ہے، اور یہ مقصد ہر قبر سے حاصل ہو سکتا ہے۔ اہلِ بدعت کی خدمت میں عرض ہے کہ خدا کے لئے کبھی تو کوئی سچی بات کہ دیا کرو۔ کیا آپ لوگ بزرگانِ دین کی قبروں پر موت کی یاد تازہ کرنے جاتے ہیں۔ کچھ نذر و نیاز دیتے ہیں، کچھ دنیا کی مرادیں مانگتے ہیں۔ بس دُکان سمجھ رکھی ہے۔ بزرگوں کی قبروں پر جانے والے جہلاؔ حج بیت اللہ کی طرح عظمت اور احترام کا جذبہ لے کر جاتے ہیں۔ بعض جاہل تو حج بھی کرتے ہیں۔ چنانچہ پچھلے سالوں کے

Marfat.com

اندر سندھ میں ایسا ہونے لگا تھا۔ گورنمنٹ پاکستان نے سختی سے بند کیا۔ وہاں جاکر ان لوگوں کے دلوں پر وہ ہیبت طاری ہوتی ہے جو نماز میں تمام عمر نہیں ہوتی حالانکہ نماز بارگاہِ الٰہی ہے۔ جب سے یہ عقیدہ چلا ہے کہ بزرگوں کو خدا نے سب کچھ دے دیا ہے۔ اب بزرگوں کی عطا کی مثال آنکھ کی سی ہے۔ آنکھ دیکھنے والے نے دے دی، اب دیکھنے والے کو اختیار ہے جب چاہے آنکھ کھولے اور دیکھے، اسی طرح بزرگ جب چاہیں، جو چاہیں لوگوں کو اپنے پاس سے دیتے ہیں۔ خدا نے سب کچھ ان کو ایک ہی دفعہ دے دیا ہے۔ اس عقیدہ نے ہماری قوم میں یہ نتائج پیدا کئے ہیں کہ تمام مراسم عبادت روزہ، نماز، خیرات، حج تک بزرگوں کے ہونے لگے ہیں۔ نذر و نیاز قبروں پر غلاف چڑھانا، چراغی جلانا، سجدہ، طواف، منتیں ماننا، اور کام ہو جائے تو بزرگ کی مہربانی سمجھنا کیا کچھ نہیں ہو رہا ہے۔ اور اگر کچھ فرق باقی ہے تو چند دنوں میں نکل جائے گا۔ واضح رہے کہ یہاں لفظ استمداد سے مراد بزرگوں سے دُعا کی درخواست کرنا ہے۔ استمداد کا طریقہ ہمیں کتنی سنتوں سے محروم کر رہا ہے۔ کتنی بدعتوں پر آمادہ کر رہا ہے۔ کتنے حرام کام ہم کرنے لگ گئے ہیں۔ کیا اب بھی کوئی شخص آنکھیں بند کر کے کہے گا کہ یہ اچھی بدعت ہے۔ توسل اور استمداد کا طریقہ بُرا نہیں تھا؛ اور بعض صورتیں اس کی جائز بھی ہیں۔ مگر ہماری قوم کے جہلاء کا دماغ گندہ ہو چکا ہے، اور پلید برتن میں جو چیز پڑتی ہے وہی پلید ہو جاتی ہے۔ حالات کی تبدیلی سے مسائل بدل جاتے ہیں۔ بیان ہو چکا ہے کہ استمداد کا طریقہ سنت نہیں؛

Marfat.com

بدعت ہے۔ اب بدعت کی تعریف حضرت امام مجدد الف ثانی رح کے مکتوبات سے سنیئے! مکتوبات دفتر اوّل، صـ۴۵۵

"عقلمندوں کا قاعدہ ہے کہ نقصان کے خطرہ میں بڑے بڑے فائدے چھوڑ دئے جاتے ہیں۔ اسی کے قریب ہے وُہ بات جو علمائؒ نے فرمائی ہے۔ جو چیز کہ سنّت اور بدعت کے درمیان دائر ہو (اُسے چھوڑ دینا چاہیئے) وہاں بدعت کو چھوڑنا سُنّت کے ادا کرنے سے زیادہ ثواب ہے۔ یعنی ایک ہی چیز ہے۔ اس کو کچھ علمائ سنّت کہتے ہیں، کچھ بدعت کہتے ہیں (جیسا کہ ہمارے اور بریلویوں کے اکثر اختلافات اسی قسم کے ہیں) تو ان کاموں کو سنت سمجھ کر کرنے سے بہتر یہ ہے کہ بدعت سمجھ کر چھوڑ دیا جائے۔ آگے فرماتے ہیں یعنی بدعت میں نقصان کا خطرہ ہے، اور سنت میں نفع کی توقع ہے۔ پس نقصان کے خطرہ کو نفع کی اُمید پر ترجیح دیتے ہُوئے اس بدعت کو چھوڑ دینا چاہیئے، تعجب نہیں، کہ اس کام کو سنت سمجھ کر کرنے سے کوئی اور نقصان پیدا ہو جائے۔ مطلب یہ ہے کہ ایسے کاموں کو جن کے بدعت یا سنت ہونے میں جھگڑا ہو بدعت ہی قرار دیا جائے جیسا کہ ترک بدعت باید نمود کے لفظ سے مستفاد ہے، اور اگر اُسے سنت سمجھ کر کیا گیا تو ممکن ہے دُوسری صُورت میں اس کا نقصان ظاہر ہو جیسا کہ کوئی دوا ایک مرض کیلئے تو مفید ہو، مگر بدن میں بڑی بڑی بیماریاں پیدا کر دے"

Marfat.com

حضرت امام مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ کلام ہمارے اور بریلویوں کے درمیان فیصلہ کن ہے۔ جتنی بدعتوں کو یہ لوگ جائز قرار دینے کے لئے کمزور سہارے ڈھونڈ رہے ہیں یہ سب بدعتیں بُرے پھل دیتی ہیں۔ مثلاً ایصالِ ثواب پر سب کا اتفاق ہے۔ لیکن ایک دن مقرر کرنا، اور اس کی پابندی لازمی قرار دینا یہ بدعت ہے۔ یہ تعیین اگر انتظام کے لئے ہے تو انتظامی چیزیں ہمیشہ بدلتی رہتی ہیں، یہ کیوں نہیں بدلتی۔ اس میں یہ لوگ خوبی سمجھتے ہیں۔ مولوی محمد شریف صاحب نے رسالہ مسئلہ گیارھویں میں جھوٹے حوالے دے دے کر ایک کمزور عمارت کھڑی کی اور آخری صفحہ پر سید صاحب نے اس ساری عمارت کو ایک دھکے سے گرا دیا۔ (وکفی اللہ المومنین القتال الآیۃ) اب یہ لوگ عرس کو خدا جانے سنت اور کیا کیا بنا رہے ہیں۔ مگر امام مجدد رحمۃ اللہ کی پیشین گوئی حرف بحرف درست ہو رہی ہے۔

عرسوں کے میلے بنتے جاتے ہیں، اور میلوں میں بدمعاشی، ناچ گانا چوری، دنگا فساد بن گیا ہے۔ یہ میلے تمام کے تمام عرسوں کی بگڑی ہوئی صورت ہے۔ کسی کو شک ہو تو پیران کلیر کا میلہ جا کر دیکھے، جہاں ہزاروں کی تعداد میں طوائف ہر سال جاتی ہیں اور زنا کی منڈیاں ہفتوں تک بنی رہتی ہیں۔ حضرت امام مجدد رحؒ نے کیا خوب فرمایا کہ اس بدعت کو اگر نہ چھوڑا گیا تو اس کے نقصانات دوسری صورت میں ظاہر ہوں گے۔ یہ پکی علامت ہے۔ یہ درخت اپنے پھل سے ہی پہچانا جا سکتا ہے،

Marfat.com

اللہ ہدایت دے۔ قوم کا ستیاناس کر دیا۔ کس طرف ڈال دیا قوم کو صرف اپنے پیٹ کے لئے۔

یہ بات بھی اس صورت میں جب کہ کوئی چیز سنت اور بدعت کے درمیان دائرہ ہو۔ لیکن جو بدعت علانیہ سنت کو مٹا رہی ہے جیسا کہ عرض کیا جا چکا ہے۔ تو کیا اب بھی وہ بدعت حسنہ ہوگی؟

نیز مکتوبات شریف دفتر اول صفحہ ۱۸۶ کا حوالہ ملاحظہ ہو۔

"اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ سے عاجزی اور زاری سے سوال کرتا ہوں، کہ جو چیزیں دین میں نئی پیدا ہوئی، اور ایجاد کی گئیں جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین رضؓ کے زمانہ میں نہ تھیں۔ اگرچہ وہ چیز روشنی میں صبح کے سپیدہ کی طرح ہو۔ اس فقیر اس جماعت کے ساتھ جو میرے مرید ہیں، اس بدعت کے کرنے میں گرفتار نہ کرے بہ طفیل سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ لوگ کہتے ہیں کہ بدعت کی دو قسمیں ہیں ایک اچھی، ایک بری۔ اچھی اس نیک عمل کو کہتے ہیں جو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدینؓ کے بعد پیدا ہوئی، اور کسی سنت کو نہ مٹائے۔ اور بری بدعت وہ ہے جو سنت کو مٹائے (اب حضرت مجدد رحؒ بدعت کی عام علما نے جو تقسیم کی ہے اس کے بعد اپنی تحقیق بیان فرماتے ہیں) یہ فقیر یعنی امام مجدد رحؒ ان ساری بدعتوں میں سے کسی بدعت میں اچھائی اور نورانیت نہیں سمجھتا۔ اور اندھیری اور گدلاپن کے سوا کچھ نہیں محسوس کرتا

Marfat.com

اگر بالفرض کوئی شخص بدعتی کام کو آج دُنیا میں نظر کی کمزوری کی وجہ سے تروتازہ دیکھے تو کل بروزِ قیامت جب کہ آنکھوں کی بینائی تیز ہو جائے گی یعنی حقیقت سے پردہ اُٹھ جائے گا، اور ہر شخص ہر چیز کو اصلی صُورت میں دیکھے گا تو یہ لوگ سمجھ لیں گے کہ خسارہ اور شرمندگی کے سِوا نتیجہ کچھ نہیں۔

بیت :- صبح کے وقت تجھے صاف معلوم ہو جائے گا کہ اندھیری رات میں تو کِس بدصُورت معشوق سے عِشق کرتا رہا ہے۔

سیّد البشر علیہ الصّلوٰۃ والسّلام فرماتے ہیں، جو شخص دین میں ایسی باتیں پیدا کرے جو دین میں نہیں ہیں تو وہ چیز مردُود ہے۔ اب جو چیز مردُود ہو اُس میں حُسن اور خوبی کہاں سے آئے گی؟

حضرت امام مجدّد رحؒ اس بات پر زور دے رہے ہیں کہ بدعت اچھی کوئی کوئی بھی نہیں ہوتی۔ بدعت اور اچھی یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ سب بدعتیں مردُود ہیں۔ آگے فرماتے ہیں:-

حدیث :- حضورِ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے۔ امّا بعد سب سے بہتر بات اللہ کی کتاب ہے اور بہتر طریقہ محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ہے، اور بدترین کام وہ ہیں جو دین میں ایجاد کئے جائیں، اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ **نیز** فرمایا

حدیث :- میں تم کو نصیحت کرتا ہوں اللہ سے ڈرنے کی، حکم ماننے کی اور تابعداری کی، اگرچہ تمہارا امیر حبشی غلام ہو، اور جو شخص

Marfat.com

میرے بعد دُنیا میں دن گزارے گا وہ بہت اختلاف دیکھے گا (جیسا کہ بدعتیوں کا اختلاف) پس تم پہ لازم ہے میری سنّت اور خلفاء راشدین کی سُنّت کو پکڑنا۔ اس کو مضبوط پکڑو، اور دانتوں سے پکڑو، اور بچو بدعت کے کاموں سے۔ کیونکہ ہر نئی چیز بدعت ہے، اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ پس بدعت میں حسن اور خوبی کہاں سے آئے گی؟
آگے فرماتے ہیں کہ حدیثوں سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ ہر بدعت کسی سُنّت کو مٹاتی ہے، بعض کی خصوصیت نہیں۔ سب بدعتیں ایسی ہیں۔ پس ہر بدعت بُری ہوگی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے جب کوئی قوم بدعت نکالتی ہے تو اتنی سُنّت ان کے ہاں سے مٹ جاتی ہے۔ پس سُنّت کو مضبوط پکڑنا۔ بدعتیں ایجاد کرنے سے بہتر ہے۔

حضرت حسان رضؓ سے روایت ہے کہ جب کوئی قوم دین میں نئی بات نکالتی ہے تو خداوند تعالیٰ (اس کی سزا میں) اتنی سنت ان سے چھین لیتا ہے۔ پھر قیامت تک وہ سُنّت ان کو نصیب نہیں ہوتی (کیونکہ بدعتی لوگ بدعت کو ہی سُنّت سمجھنے لگتے ہیں۔ اس مُرکّب جہالت کا کیا علاج ہو) اور جاننا چاہئے کہ بعض بدعتیں جن کو علمائے اور صوفی اچھی بدعت کہتے ہیں جب غور سے دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھی سُنّت کو مٹانے والی ہیں مثلاً میّت کے کفن میں عالموں نے پگڑی باندھنا اچھی بدعت کہا ہے۔ باوجودیکہ یہی بدعت سُنّت

Marfat.com

کو مٹانے والی ہے۔ کیونکہ سُنّت تعداد کفن میں تین ہے۔ اور زیادتی سنّت پر سنّت کو منسوخ کرنا ہے۔ اور منسوخ کرنا مٹانا ہے۔ اسی طرح نماز کی زبان سے نیت کرنا علماء نے اچھا سمجھا ہے کہ دل کے ارادہ کے ساتھ نیت کے الفاظ زبان پر بھی جاری ہوں تو بہتر ہے۔ یہ بدعت حسنہ سمجھی گئی ہے۔ مگر یہ ایک ضروری فرض کو مٹاتی ہے کیونکہ اکثر لوگ زبان سے کہنا کافی سمجھتے ہیں اور دل سے غافل رہتے ہیں۔ اسی طرح تمام بدعتیں اور من گھڑت چیزیں سنّت پر زیادہ کرنا ہے۔ اگرچہ کسی طرح بھی ہو۔ اور زیادت نسخ ہے۔ نسخ مٹانا ہے۔ پس لازم ہے تم پر سنّت کی پابندی کرنا، اور صحابہ رضؓ کی پیروی کرنا۔ کیونکہ وہ سب ستارے ہیں جس کی پیروی کرو گے ہدایت مل جائے گی۔ لیکن قیاس اور مجتہدوں کا اجتہاد تو یہ ہرگز بدعت نہیں ہے۔ کیونکہ یہ قرآن حدیث کے مطالب واضح کرتا ہے؛ کوئی زائد چیز نہیں ہے۔ پس غور کرو۔ اے آنکھ والو! مکتوب ۱۸۶ دفتر اوّل۔

اس مکتوب میں ایک بہت بڑا اصول یہ معلوم ہوا کہ زیادۃ بھی نسخ ہے۔ یعنی جو چیزیں سنّت سے ثابت نہیں ہیں اُن کو خلافِ سنّت ہی سمجھا جائے گا۔ کیونکہ سنّت پر کچھ بڑھانا سنّت کو مٹانا ہے، یہ مضمون دفتر دوم صفحہ ۳۱ میں خوب واضح ملے گا۔ بریلوی حضرات اس مکتوب پر غور فرمائیں کہ مطابق ارشاد شیخ عبدالحق دہلوی رح

Marfat.com

زیارتِ قبور کے وقت سُنّت فقط سلام، استغفار، دُعا اور قرأتِ قرآن ہے۔ باقی جو کچھ بڑھاؤ گے استمداد ہو، یا کچھ ہو سُنّت کو مٹانا ہے۔ اس لئے یہ بدعتِ سیّئہ ہو گی یعنی بُری بدعت۔

حضرت امام مجدد الف ثانی کی ذاتِ گرامی کسی تعارف کی محتاج نہیں ہر لفظ میں ہزاروں انوار ہیں۔ برکت حاصل کرنے کے لئے اور بارگاہِ ربّ العزّت میں شرفِ قبول کی اُمید پر کچھ حوالے اور لکھتے ہیں۔

مکتوبات شریف صفحہ ۳۷ دفتر دوم مکتوب ۲۳

"بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰی وہ نصیحت جو فرزند عزیز اور تمام احباب کو کی جاتی ہے سُنّت کی پیروی ہے، اور بدعت خانہ خراب سے پرہیز کرنا ہے۔ چونکہ اسلام اس زمانہ میں غریب ہو چکا ہے اور مسلمان بھی نادر و نایاب ہو رہے ہیں (بریلوی تو بہت ہیں) اور مسلمان دن بدن نایاب ہوتے جائیں گے۔ اس حد تک کہ اللہ کہنے والا زمین کوئی نہ رہے گا، اور قیامت بدترین لوگوں پہ قائم ہو گی۔ سعادت مند وہ شخص ہے جو اس غربت کے زمانہ میں چھوڑی ہوئی سنتوں میں سے کسی سنت کو زندہ کرے۔ اور رواج پانے والی بدعتوں میں سے کسی بدعت کو مارے۔ یہ وہ وقت ہے کہ خیر البشر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت سے ہزار سال گزر چکا ہے۔ قیامت کی علامات

Marfat.com

اور نشانیاں اپنا پرتو ڈال رہی ہیں۔ اور سنت زمانۂ نبوت کی دوری کی وجہ سے پردہ میں چھپ گئی ہے۔ جھوٹ پھیل جانے کی وجہ سے بدعت سامنے آ رہی ہے (مطلب یہ ہے کہ جھوٹ بہت پھیل چکا ہے۔ دین میں جھوٹے اور بے بنیاد مسئلے بہت شامل ہو چکے ہیں۔ اور لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ جو دین باپ دادا سے ہم نے دیکھا ہے وہی اصلی دین ہے) اب کوئی شہباز ہونا چاہیئے جو سنت کی امداد کرے اور بدعت کو شکست دے۔

بدعت کا رواج پانا دین کی بربادی کا باعث ہے۔ اور بدعتی کی تعظیم کرنا اسلام کی عمارت کو گرانا ہے۔ جس شخص نے صاحب بدعت کی تعظیم کی اس نے اسلام کی عمارت گرانے میں مدد کی۔ یہ روایت تم نے سنی ہو گی۔ ساری ہمت اور ارادہ سے اس بات کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے کہ کسی سنت کی ترویج اور اشاعت کی جا سکے، اور بدعتوں میں سے کسی بدعت کو مٹایا جا سکے۔ ہر زمانہ میں اور خصوصاً اسلام کے اس ضعف کے زمانہ میں اسلامی اصولوں کو قائم کرنا سنت کی ترقی سے وابستہ ہے اور بدعت کو ویران کرنے سے۔

گزشتہ لوگوں نے بدعت میں کوئی خوبی دیکھی ہو گی، جو انہوں نے بعض بدعتوں کو اچھا کہا ہے۔ لیکن یہ فقیر (حضرت امام مجدد الف ثانی رح) اس مسئلہ میں اُن کے ساتھ

موافق نہیں ہے اور بدعت کے کسی فرد کو اچھا نہیں سمجھتا، اندھیری اور کدورت کے سوا بدعت میں کچھ نہیں دیکھتا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے ہر بدعت گمراہی ہے۔ اور جاننا چاہیئے کہ اسلام کے ضعف اور غربت کے زمانہ میں، سلامتی سنت ادا کرنے میں ہے، اور بربادی بدعت میں۔ خواہ کوئی بدعت ہو، بدعت کو بیلچہ یا کسّی کی طرح سمجھنا چاہیے جو اسلام کی عمارت کو کھود ڈالتی ہے اور سنت کو چمکتا ہوا ستارہ سمجھنا چاہیے جو گمراہی کی اندھیری رات میں سیدھا راستہ دکھاتا ہے۔ اس وقت کے علماء کو خداوند تعالیٰ توفیق دیں کہ کسی بدعت کی اچھائی میں زبان نہ کھولیں، اور کسی بدعت کے کرنے کا فتویٰ نہ دیں اگرچہ وہ بدعت ان کی نظر میں سپیدۂ صبح کی طرح روشن ہو، کیونکہ سنت کے علاوہ ہر چیز میں شیطان کی فریب کاریوں کا بہت غلبہ ہے۔ پہلے زمانہ میں چونکہ اسلام مضبوط اور طاقت ور تھا اس لئے بدعت کے اندھیروں کو برداشت کر سکتا تھا، اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بدعت کے بعض اندھیرے نورِ اسلام کی سخت چمک دمک میں نورانی نظر آتے ہوں (قاعدہ ہے کہ جہاں روشنی بہت زیادہ ہو وہاں سیاہ چیزیں بھی چمکتی ہیں) اسی لئے ان کو بدعت حسنہ کہا گیا ہو۔ اگرچہ درحقیقت بدعت میں کچھ نور نہیں تھا لیکن اس وقت جو اسلام کے ضعف اور کمزوری کا وقت ہے

بدعت کے اندھیروں کو برداشت کرنے کی کوئی صورت نہیں ہو سکتی۔ اسی موقع پر متقدمین اور متاخرین علماء کا فتویٰ جاری نہ کرنا چاہیئے۔ کیونکہ ہر وقت کے احکام الگ ہیں (یہ اصول یاد رکھنا چاہیئے۔ اس وقت سارا جہان بدعت کے زیادہ ظاہر ہونے کی وجہ سے اندھیروں کا سمندر نظر آتا ہے۔ اور سنت کا نور نادر اور کمیاب ہونے کی وجہ سے جگنو کی طرح کمزور نظر آتا ہے۔

(حضرت امام مجدد رح کو تو دنیا میں بدعت کے پھیلتے ہوئے سمندر نظر آرہے ہیں، مگر مولوی محمد عبداللہ صاحب سے پوچھیئے تو وہ فرمائیں گے بدعت کہاں ہے سب سنت ہی سنت ہے۔ سچ ہے کہ آنکھیں جو بند کی ہوں تو پھر دن بھی رات ہے) آگے فرماتے ہیں:۔ بدعت اندھیروں کو بڑھاتی ہے، اور سنت کے نور کو کم کرتی ہے۔ اور سنت کا کام بدعت کے اندھیروں کو کم کرتے ہیں اور نور کو بڑھاتے ہیں۔ اب جو شخص چاہے تو بدعت کا اندھیرا بڑھالے، اور جو شخص چاہے سنت کا نور بڑھائے، جو چاہے شیطان کی جماعت کو بڑھائے، جو چاہے اللہ کی فوج میں شامل ہو۔ اس وقت کے صوفی اگر انصاف پر آئیں اور اسلام کی کمزوری اور جھوٹ کی پھیلاوٹ دیکھ لیں تو چاہیئے کہ سنت کے علاوہ کسی چیز میں اپنے پیروں کی پیروی نہ کریں۔ بناوٹی چیزوں کو پیروں کے عمل کے بہانہ سے نہ کریں۔ سنت کی اتباع یقیناً

Marfat.com

نجات دینے والی ہے اور خیرات و برکات کا پھل دینے والی ہے اور سنّت کے سوا کسی چیز کی پیروی میں خطرہ در خطرہ ہے"!

ناظرین! یہ مکتوب گرامی اسلوب کئی اصول بیان کرتا ہے۔

۱۔ احکام حالات کی تبدیلی سے بدلتے ہیں۔ شروع میں اگر بزرگوں میں سے کسی نے عرس وغیرہ کی اجازت دی ہے، یا اس میں چشم پوشی کی ہے، تو ان کا ماحول اپنا تھا۔ ہمارا ماحول اگر دیکھتے تو چلّا اُٹھتے۔ دیکھئے حضرت امام مجدد رح کو ہر طرف بدعت کے سمندر سُنّت کے جگنو پر حملہ آور نظر آتے ہیں، جب چار صدیاں اور گزر چکی ہیں تو اب ہماری کیا حالت ہو گی؟ مگر افسوس بریلوی حضرات ان باتوں پر غور نہیں کرتے۔

۲۔ حضرت امام مجدد رح صوفیوں کو سبق پڑھا رہے ہیں کہ تمہارے پیر اگر سُنّت کی مخالفت کریں تو تم ان کی پیروی نہ کرو مگر یہاں اُلٹی گنگا چلتی ہے، بریلویوں کا عقیدہ ہے کہ قرآن حدیث کے خلاف بزرگوں کے قول سے سند پکڑنا جائز ہے۔ افسوس سے کہا جاتا ہے کہ حضرت امام مجدد رح جن چیزوں کو دیکھ بھی نہیں سکتے۔ محفلِ میلاد وغیرہ، آج یہ بدعتیں سب سے زیادہ اُن کے مُریدوں میں ہی پھیلی ہوئی ہیں۔

نیز مکتوبات شریف دفتر دوم صفحہ ۱۰۳ مکتوب ۵۴

"بدعت کے نام و نشان سے پرہیز، یہاں تک کہ اچھی بدعت سے جب تک اتنا پرہیز نہ کرے جتنا بُری بدعت سے تب تک اس دولت یعنی قبولِ الٰہی کی دولت سے کچھ خوشبو اس کی جان کو نصیب نہ ہوگی، اور یہ چیز آج کل مشکل ہے کیونکہ سارا جہان

Marfat.com

بدعت کے سمندروں میں غرق ہے اور بدعت کے اندھیروں میں آرام پایا ہوا ہے۔ کس کی مجال ہے کہ بدعت کو اٹھانے یا مٹانے کا دم مارے، اور سنّت زندہ کرنے پر لب کھولے۔ اس وقت کے اکثر علمائے بدعت کو رواج دینے والے ہیں، اور سنّت کو مٹانے والے ہیں۔ جو بدعتیں پھیل جاتی ہیں، اور سب دنیا میں رواج پکڑ جاتی ہیں، اُن کو علمائے عام دستور اور رواج سمجھ کر جائز ہونے بلکہ اچھا ہونے کا فتویٰ دینے لگ جاتے ہیں، اور لوگوں کو بدعت کی طرف رہنمائی کرتے ہیں، کیا کہتے ہیں یہ تو بتائیں کہ اگر گمراہی عام ہو جائے۔ اور جھوٹ چل جائے تو کیا یہ عام دستور اور رواج بن جاتا ہے۔ کیا نہیں جانتے کہ دستور اور رواج جو معتبر ہے، وہ ہے جو صدرِ اول یعنی خیر القرون میں تھا۔ مراد صحابہ رض، تابعین رح، تبع تابعین کا دور ہے۔ یا تمام مسلمانوں کے اتفاق سے جو بات حاصل ہو، جیسا کہ فتاویٰ غیاثیہ میں شیخ الاسلام شہید رح نے فرمایا، ہم علمائے بلخ کی پسند کا اعتبار نہیں کرتے۔ ہم تو پہلے زمانہ کے فقہا کی بات مانتے ہیں۔ کیونکہ کسی شہر میں کسی بات کا رواج پانا جواز کی دلیل نہیں ہے، جب تک پہلے زمانہ سے لے کر اب تک کسی بات کا دستور نہ ہو، کیونکہ اگر شروع سے کسی بات کا رواج چلا آیا ہو تو اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضور سرورِ عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے لوگوں کو اس بات پر قائم کیا ہے۔ پس یہ شریعت ہوئی۔ لیکن اگر کوئی چیز شروع

Marfat.com

سے نہ آرہی ہو تو لوگوں کا کسی کام کو کرنا اِس بات کی دلیل نہیں ہے کہ یہ حکم شریعت ہے۔ ہاں اگر کوئی رواج تمام اسلامی شہروں اور ملکوں میں ہو (اور کسی کا اختلاف نہ ہو) تو یہ اجماع ہوگا۔ اور یہ اجماع حجت اور دلیل ہے۔

آگے فرماتے ہیں کہ کچھ لوگوں کا کسی کام کو کرنا، یا کسی زمانہ میں کسی بات کا رواج پکڑنا اگر شریعت کی دلیل بن جائے تو شراب بیچنا، اور سُود کھانا بھی جائز ہو سکتا ہے''

ناظرین! حضرت امام مجدد الف ثانی رح کا کلام آپ نے پڑھ لیا اس پر غور کریں۔ بریلویوں کا اور ہمارا جھگڑا صرف یہی ہے کہ جو باتیں بہت تھوڑی مدت کی پیداوار ہیں۔ جن کی قرآنِ کریم، حدیث شریف اور فقہ کلام میں کچھ اصل نہیں، اِن چیزوں کو یہ لوگ بدعت تو مانتے ہیں، مگر اچھی بدعت کہتے ہیں۔ حضرت امام مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے جس ناک پر مکھی بیٹھتی ہے وہ ناک ہی اُڑا دی، کہ بدعت اور پھر اچھی یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ سب بدعتیں بُری ہیں۔ جو لوگ حضرت امام مجدد الف ثانی رح کے سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ کے وابستگان ہیں اُمید ہے کہ اِن چیزوں کو غور سے سوچیں گے۔ ورنہ یاد رکھیں کہ صفائے باطن اور بدعت کا سخت بَیر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تصوف جیسی مقدس چیز آج چند مغالطوں اور وہمات کا مجموعہ بن کر رہ گئی ہے۔

تقلیدِ دو سہ مُقلدانِ بے معنی

بدنام کند رہِ جواں مرداں را

Marfat.com

حضرت امام مجدد رح نے ایک بہت قیمتی اصول بیان فرمایا ہے کہ جو چیز بدعت اور سنت کے درمیان جھگڑے میں ہو، اس کو بدعت سمجھ کر چھوڑ دینا چاہیئے۔ انصاف تو یہ ہے کہ ہمارا بریلوی مذہب خالص بدعت پہ کھڑا ہے مگر ہم علیٰ سبیل التنزل کہتے ہیں، چلو یہ بدعت اور سنت کے درمیان تردد کی صورت ہے پھر بھی بقول حضرت امام مجدد یہ چھوڑنے کے قابل ہوا، یعنی بریلوی مذہب چھوڑنے کے قابل ہے بدعت سمجھ کر، یہی اصول شامی نے بحر الرائق سے نقل کیا ہے لانّہٗ اذا تردّد الحکم بین بدعۃٍ وسنّۃٍ کان ترکُ سُنّۃٍ راجحًا علیٰ فعل البدعۃِ ترجمہ جب کسی کام کے بدعت اور سنت کہنے میں تردد ہو تو اس سنت کو چھوڑ دینا بہتر ہے اس بدعت پر عمل کرنے سے۔ بریلویوں کو اگر پیروں کی طرف سے مجبوریاں ہیں تو حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے یہ فیصلہ بھی فرما دیا کہ انصاف تو یہی ہے کہ مریدین سنت کے علاوہ کسی چیز میں پیروں کی تابعداری نہ کریں۔ مگر یہ مجدد صاحب کی آواز مجددیوں تک کون پہنچائے۔ آج کل پیری مریدی ایسی بلیک مارکیٹ بن چکی ہے کہ مرید بناتے ہی کہ دیا جاتا ہے کہ علمائ کے پاس مت جاؤ۔ یہ علمائ ظاہر ہیں ان کو کیا خبر؟ یہ لوگ بے ادب ہوتے ہیں، ان سے بچو! اس پردہ میں اندھیرا پھیلاتے ہیں۔ قرآن و حدیث سے مخلوق کو محجوب رکھتے ہیں، اسی اندھیرے میں ان کی دکان چلتی ہے۔ مگر حضرت مجدد بھی کیا صاحب کمال ہیں کہ بدعت کی جڑ بتا دی۔ فرما دیا کہ یہ بدعت کی بیماری مریدوں

Marfat.com

کو پیروں سے لگتی ہے۔ اگر مُرید عقل والے ہوں تو پیروں کی خلاف سنّت پیروی چھوڑ دیں۔ بے چارے مُریدوں کو کیا خبر سنّت کیا ہوتی ہے؟ کچھ تعویذات، کچھ عملیات پر کاروبار چلتا ہے۔ اس کے بعد بڑ مارنا، اور کبھی کبھی بے تُکی باتیں کرنا پیر بننے کے لئے کافی ہے۔ بریلوی حضرات خدا کے لئے حضرت مجدد رح کے کلام پر غور فرمائیں۔

ے اے چشم اشک بار ذرا دیکھ تو سہی!
یہ گھر جو بہ رہا ہے کہیں تیرا گھر نہ ہو

بحث ندائے استمدادی

خداوند تعالیٰ کے سوا کسی کو حاضر ناظر سمجھ کر پکارنا۔

رسالہ ہٰذا کی تمہید میں آیات اور احادیث سے استعانت، اور استمداد کے حوالے گزر چکے ہیں۔ ناظرین وہ حوالے پھر غور سے پڑھیں یہاں سب سے پہلے قطب الارشاد حضرت مولانا گنگوہی کا ارشاد سُنئے

"حاضر کے لفظ سے بُلانا چند صورتوں میں جائز ہے۔

۱۔ جن اشعار میں یا اور دُوسرے حروفِ ندا ہوں اُن کو شوق اور محبت کے غلبہ سے پڑھنا جب کہ بُلانے اور پکارنے کی نیت نہ ہو۔ جیسا کہ اہلِ درد بادِ صبا کو مخاطب کرتے ہیں اے ہوا! میرا پیغام مدینۂ منوّرہ لے جا۔ تو ہوا کو بُلانا مقصود نہیں ہوتا۔ اس قسم کے غلبۂ محبت میں یا رسول اللہ ﷺ کہنا جائز

ہے۔ جب کہ حاضر ناظر کا عقیدہ نہ ہو۔ شعرا کا کلام اسی طرز پر ہوتا ہے۔ (فتاوی رشیدیہ جلد اول ص ۶۶، ص ۸۸)

۲۔ حاضر ناظر سمجھ کر یا رسول اللہ کہنا اس خیال سے کہ حضورؐ ہر جگہ حاضر ہیں، ہمیں دیکھ رہے ہیں۔ ہر چیز کا علم مستقل آپؐ کو حاصل ہے۔ اب خداوند تعالیٰ کے بتانے کی ضرورت نہیں رہی تو یہ شرک ہے۔ اگر شوق و محبت میں کہے تو یہ جائز ہے۔ اگر اس خیال سے پکارے کہ شاید خداوند تعالیٰ میری آواز آپؐ تک پہنچا دیں تو حرج نہیں، اور الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کہنا جائز ہے۔ کیونکہ فرشتے پہنچا دیتے ہیں۔

(فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۱۵)

۳۔ اس خیال پہ یا رسول اللہؐ کہے کہ یہ لفظ میرے اعمال میں لکھ لیا جائے گا، اور جب فرشتے میرے اعمال کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کریں گے تو یہ لفظ بھی اسی طرح بارگاہِ نبوت میں پہنچ جائے گا۔ یہ بھی جائز ہے۔

۴۔ اگر کوئی شخص روضۂ انور پر حاضر ہو (زہے قسمت) تو چونکہ آپؐ وہاں یقیناً سنتے ہیں اس لئے یا رسول اللہ بھی کہہ سکتا ہے توسل اور استمداد بھی کر سکتا ہے، بشرطیکہ شرکیہ نہ ہو۔

۵۔ یا ربطِ قلب تام ہو، مطلب یہ کہ کسی سعادت مند کو تعلق باطنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کامل ہو، اور نسبتِ باطنی نصیب ہو

Marfat.com

تو وہ شخص بھی یا رسول اللہ کہہ سکتا ہے (امداد السلوک صفحہ ۱)

۶۔ یا ندا کے لفظ کو بغیر عقیدہ علم غیب کے کسی دم، یا عمل یا تلاوت میں پڑھے۔ جیسے یَا اَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ۔

۷۔ چونکہ اہلِ سُنّت کرامت اولیاء کے قائل ہیں۔ اس لئے بطور کرامت بھی اگر کوئی شخص اپنی آواز آپؐ تک پہنچا سکے، تو ممکن ہے۔ ان تمام صورتوں کے علاوہ صرف ایک ہی صورت یا ایُّھا المدثر کہنے کی ناجائز ہے۔ وہ یہی ہے کہ کسی نبی یا ولی کے متعلّق یہ عقیدہ رکھنا کہ ہر وقت، ہر جگہ سے ہر شخص کی بات کو سُن رہے ہیں غلط ہے۔ یہ فقط خداوند تعالیٰ کی شان ہے۔ یہ ایک بدعتی عقیدہ ہے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدّث دہلوی تفسیر سُورہ مزمّل میں فرماتے ہیں، مفہوم یہ ہے کہ:۔

مختلف جگہوں، مختلف وقتوں، عقلوں اور زبانوں کے ساتھ ذِکر کرنے والوں کے قلبی ذِکروں، اور زبانی ذکروں پر احاطہ علمی خداوند تعالیٰ کا خاصہ ہے۔ یعنی یہ خداوند تعالیٰ کے سوا کسی میں بھی نہیں۔ ہاں بعضے کافر اپنے بُتوں کے حق میں ثابت کرتے ہیں۔ اور اہلِ اسلام کے فرقوں سے بھی بعضے پیر پرست اپنے پیروں کے حق میں بھی ایسا ہی اعتقاد رکھتے ہیں، اور اسی اعتقاد کی وجہ سے حاجت کے وقت اُن کو پکارتے ہیں،

Marfat.com

اور ان سے مدد چاہتے ہیں لیکن یہ بات ہرگز روا نہیں ہے، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ وہ لوگ دھوکے میں پھنسے ہیں، اور بڑے شبہے میں گرفتار ہیں"

اسی جگہ فرماتے ہیں:-

مخلوقات اگرچہ روحانیات ہوں۔ ایک تو علمِ محیط نہیں رکھتے کہ ہر ذکر کرنے والے کے ذکر پر اطلاع پائیں۔ دوسرا ذکر کرنے والے کی روح پر قابو نہیں رکھتے۔ فتاویٰ بزازیہ میں ہے جو شخص کہے کہ فرشتوں کی روحیں حاضر ہیں، اور جانتے ہیں۔ وہ کافر ہو جاتا ہے۔ نسبت کفر کی دیا جاتا ہے۔

ناظرین! یہ مسئلۂ علمِ غیب ہے، اور ہمارے موضوع سے باہر ہے۔ ہم تو مولوی محمد عبداللہ کی نذرِ عرفی کے متعلق عرض کر رہے ہیں۔ مولوی صاحب نے نذر میں ایصالِ ثواب کا مسئلہ گھسیٹ دیا تھا۔ "اگر میرا کام ہو جائے تو غوث کی دیگ پکاؤں"، اسے ایصالِ ثواب کہا۔ اس لئے ضرورت پڑی کہ ہم ایصالِ ثواب کا بیان کریں۔ اور چونکہ غوث کی دیگ سے کام نکال رہے ہیں اس لئے استعانت اور استمداد کا مسئلہ بھی درپیش آیا جو لوگ استمداد میں بزرگوں کو پکارتے ہیں۔ ہمارا یقین ہے کہ اگر بزرگ ان کی بات سنتے بھی ہوں تو یہی کہیں گے کہ جا مردود تو نے ہمیں ایسا لالچی سمجھ رکھا ہے۔ کہ مشرکانہ نذر و نیاز جو مُردار سے بدتر ہے بطور رشوت ہمیں پیش کرتا ہے۔

حضرات! صوفیہ تو کجا کسی باغیرت انسان کو ایسا کہہ کر دیکھو، جی کام

Marfat.com

کر دیجئے پچاس روپیہ نذرانہ دوں گا، تو وہ جواب میں کیا کہے گا؟
پہلے بیان ہو چکا ہے کہ انبیأ علیہم السلام قبر شریف پر جانے والے کی آواز سنتے ہیں اور اس میں اہلِ سُنّت کا کوئی اختلاف نہیں۔ انبیأ کے علاوہ دوسروں میں علمأ اور فقہأ کا اختلاف ہے۔ مگر بریلوی حضرات تمام بزرگوں کو ہر جگہ حاضر ناظر سمجھتے ہیں۔ اور یہ بھی عقیدہ رکھتے ہیں کہ بزرگوں کو کام بنانے کی طاقت ہے جو چاہیں کر سکتے ہیں۔ تقدیر بدل سکتے ہیں، چاہیں تو ایک دم میں اُلٹ پلٹ کر دیں۔ کسی کی تقدیر میں کوئی چیز نہ ہو تو اپنے پاس سے دے سکتے ہیں۔ بلکہ بعضے کام تو بزرگوں کے اتنے پکے ہیں کہ خدا کو بھی پیچھے چھوڑ جاتے ہیں۔ مثلاً مولوی محمد شریف صاحب نوری نے مسجد عظیم خاں اور قصور کی دیگر کئی مساجد میں یہ قصّہ بیان کیا کہ کچھ لوگوں نے حضرت شیخ پیرانِ پیر کا علمِ غیب معلوم کرنے کے لئے ایک زندہ شخص کو چارپائی پر ڈال دیا کہ حضرت یہ مُردہ ہے جنازہ پڑھائیے۔ جب حضرت جنازہ سے فارغ ہوئے تو لوگوں نے اُسے اٹھانا چاہا مگر وہ کیسے اُٹھتا مر چکا تھا۔ حضرت پیرانِ پیر نے فرمایا، خدا کے مارے ہوئے تو قیامت کو اُٹھیں گے۔ مگر میرا مارا ہوا قیامت کو بھی زندہ نہ ہوگا۔ سبحان اللہ! نعرۂ غوثیہ

یہ وعظ ہے یا ہندوؤں کی کتھا ہے۔ نادان دوست یہ بھی نہیں سمجھتے کہ ایک بے گناہ قتل کا کتنا جرم ہے۔ من قتل مومنا متعمدًا فجزائہ جہنم (الآیۃ) دیکھئے پیر صاحب کو کدھر لے جا رہے ہیں۔ خداوند تعالےٰ کو کیا مارنے کا طریقہ نہیں آتا۔ کیا وجہ ہے کہ مُردے قیامت کو زندہ ہو

Marfat.com

جائیں گے۔ خداوند تعالیٰ کو یہ حضرات مشورہ دیا کریں کہ مارنے کا پکا طریقہ بریلویوں کے پیر صاحب سے سیکھ لیوے۔ یہ درد کی کہانی بہت لمبی ہے۔ اس کا بیان آگے آئے گا۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس موقع پہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ کی صحیح تعلیم کا کچھ نمونہ پیش کر دیا جائے۔ تاکہ اس عالی قدر شخصیت، اسلام کے مایۂ ناز فرزندِ توحید پہ جو ظلم بریلوی کر رہے ہیں اس کا کچھ ازالہ ہو جائے۔

فرماتے ہیں :-

"کل مخلوق کو خداوند تعالیٰ کے سامنے اس طرح عاجز سمجھ جس طرح ایک بادشاہ ہے جس کا ملک بہت بڑا وسیع ہے، حکم سخت اور رعب داب دل ہلا دینے والا ہے۔ اس نے ایک شخص کو گرفتار کرکے اس کے گلے میں طوق اور پاؤں میں بیڑیاں ڈال کر ایک صنوبر کے درخت میں، ایک دریا کے کنارے جس کی موجیں زبردست، پاٹ بہت بڑا، تھاہ بہت گہری، بہاؤ بہت زوروں پر ہے لٹکا دیا ہے، اور خود وہ بادشاہ ایک نفیس اور بلند کرسی پر کہ اس تک پہنچنا بہت مشکل ہے تشریف فرما ہے یعنی بیٹھا ہے اور اس بادشاہ کے پاس تیر، تلوار اور نیزہ کمان وغیرہ ہتھیار اتنے ہیں کہ ان کا اندازہ اس بادشاہ کے سوا کوئی نہیں جانتا اب ان چیزوں میں سے جو چیز چاہتا ہے اٹھا کر اس لٹکے ہوئے قیدی پہ مارتا ہے۔ اور وہ قیدی چونکہ جکڑا ہوا ہے

اور اُونچی جگہ لٹکا ہوا ہے اس لئے نہ ہل سکتا ہے، نہ کوئی اس کو چھڑا سکتا ہے۔ مطلب یہ کہ خداوند تعالیٰ کے سامنے ساری مخلوق اس بے بس قیدی کی مثال ہے۔ زندگی، موت خوشی، غم سب کچھ نبیوں ولیوں کو اُسی کی طرف سے آتا ہے، کسی کی مجال نہیں کہ دم مار سکے۔

آگے فرماتے ہیں:۔

"جو لوگ اپنی آنکھوں سے یہ تماشا دیکھ رہے ہیں، وہ اگر اس قیدی سے ڈریں، اور نفع نقصان کی امیدیں رکھیں، اور بادشاہ سے نہ رکھیں تو ان کے لئے حیف ہے۔ کیا جو شخص ایسا کرے عقل کے نزدیک بے عقل، بے ادراک، دیوانہ، چوپایہ اور انسانیت سے خارج نہیں ہے؟ خدا کی پناہ ہدایت کے بعد گمراہی، اور ایمان کے بعد کفر سے۔ یعنی جو شخص مخلوق سے خواہ اللہ کے کتنے ہی پیارے ہوں نفع نقصان کی امید رکھتا ہے اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص بادشاہ سے نہ ڈرے اور ٹنگے ہوئے قیدی سے ڈرے" (رموز الغیب ترجمہ فتوح الغیب مقالہ ۱۷)

۲۔ ساری مخلوق عاجز ہے نہ کوئی تجھ کو نفع پہنچا سکتا ہے، نہ نقصان۔ بس اللہ تعالیٰ بندوں کے ہاتھوں سے کام کرا دیتا ہے۔ اس کا فعل تیرے اندر اور ساری مخلوق کے اندر تصرف

Marfat.com

کرتا ہے جو کچھ تیرے لئے مفید یا مضر ہے (فتح الربانی مجلس ۱۳)

نیز ملاحظہ ہو حضرت شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہٗ ارشاد فرماتے ہیں،

۳۔ جب بندہ کسی مصیبت میں مبتلا ہوتا ہے تو پہلے خود اس سے نکلنے کی کوشش کرتا ہے۔ اگر نکل نہیں سکتا تو مخلوقات سے مدد لیتا ہے، بادشاہوں سے، حاکموں سے، دنیا داروں سے، امیروں سے اور دکھ درد میں طبیبوں سے۔ جب ان سے بھی کام نہیں نکلتا اس وقت اپنے پروردگار کی طرف گریہ و زاری، اور حمد و ثنا سے رجوع کرتا ہے۔ یعنی جب تک خلق خدا سے مدد ملتی ہے خدا کی طرف دھیان نہیں کرتا۔ پھر جب خدا کی طرف سے بھی مدد نہیں ملتی تو مجبور ہو کر خدا کے ہاتھوں میں آ رہتا ہے، اور ہمیشہ سوال، دعا، اور حاجت مندی کا اظہار کرتا رہتا ہے پھر خداوند تعالیٰ اس کو دعا سے بھی تھکا دیتا ہے، اور قبول نہیں کرتا۔ یہاں تک کہ کل اسباب کٹ جاتے ہیں۔ اس وقت اس پر پوری طرح تقدیر جاری ہوتی ہے۔ اور وہ روحِ خالص بن جاتا ہے، اور وہ صاحب یقین موحّد بن جاتا ہے، قطعی طور پر جان لیتا ہے کہ درحقیقت خدا کے سوا نہ کوئی کچھ کرنے والا ہے، نہ حرکت اور سکون دینے والا ہے۔ نہ اس کے سوا کسی کے ہاتھ میں اچھائی اور برائی، نفع نقصان، بخشش محرومی۔ کشائش بندش، موت، زندگی،

Marfat.com

عزت ذلت، دولت مندی اور غریبی ہے۔ اس وقت تقدیر کے سامنے بندہ کی یہ حالت ہوتی ہے جیسے شیر خوار بچہ دایہ کی گود میں، یا مُردہ غسل دینے والے کے ہاتھ میں اُلٹا پلٹا جاتا ہے۔ (فتوح الغیب مقالہ ۳ مصنفہ شیخ عبدالقادر گیلانی رح)

ناظرین! یہ تین حوالے بطور تبرک حضرت پیران پیر کے کلام سے لئے گئے ہیں۔ اس میں اس بات کی وضاحت فرمائی ہے کہ نفع نقصان اللہ کے سوا کسی کے ہاتھ میں نہیں ہے۔ گیارھویں والے ان تینوں ارشادات پر خوب غور کریں۔

نیز پیران پیر رح الفتح الربانی مجلس ۶۱ میں فرماتے ہیں:۔

ان الخلق عجزٌ عدمٌ لا ھلکٌ بایدیھم ولا ملکٌ ولا غنی بایدیھم ولا فقر ولا ضرٌ بایدیھم ولا نفع۔ الخ

ترجمہ:۔۔۔ سب خلقت عاجز اور معدوم محض ہے۔ نہ تو مخلوق کے ہاتھ میں کسی کی ہلاکت ہے، نہ کسی چیز کے مالک ہیں، نہ ان کے پاس دولت ہے، نہ غریبی ہے، نہ کسی کو نقصان پہنچا سکتے ہیں، نہ نفع دے سکتے ہیں نہ حکومت ہے ان کے پاس بجز خداوند تعالیٰ کے، نہ اس کے سوا کوئی قادر ہے، نہ دینے والا ہے نہ روکنے والا ہے، نہ ضرر دینے والا، نہ نفع دینے والا نہ مارنے والا نہ جلانے والا۔

ناظرین غور فرمائیں حضرت کا کلام کس قدر توحید سے لبریز ہے، ساری

Marfat.com

مخلوق کو خالی بتا رہے ہیں۔ مگر اہلِ بدعت ان کو قادر کہنے میں ذرا جھجک محسوس نہیں کرتے۔ دُنیا کے سب سے بڑے پیر نے صاف لفظوں میں فرما دیا کہ میرے پاس کچھ بھی نہیں اللہ سے مانگو۔

اور ایک حوالہ حضرت شاہ غلام علی مجددی کا بھی ملاحظہ ہو۔ حضرت مولانا غلام محی الدین قصوری رح کو کون نہیں جانتا۔ آپ کے پیرِ طریقت شاہ غلام علی مجددی تھے۔ جو حضرت مرزا مظہر جانجاناں اور حضرت امام مجدد الف ثانی رح کے سلسلہ میں عالی قدر بزرگ ہیں۔ آپ نے حضرت مرزا مظہر جانجاناں کے حالات میں ایک کتاب لکھی ہے مقاماتِ مظہری مشہور و معروف کتاب ہے۔ اسی کتاب کے ساتھ حضرت شاہ غلام علی مجددی کے حالات کا ایک ضمیمہ ہے جو شاہ عبدالغنی مجددی نے لکھا ہے۔ ضمیمہ کے صفحہ ۱۱ پر حضرت شاہ غلام علی کے الہامات اور مکاشفات بھی مندرج ہیں:

"روزے گفتم، یا شیخ عبدالقادر شیئاً للہ۔ ندا آمد، بگو: یا ارحم الراحمین شیئاً للہ"

ترجمہ:۔ ایک دن میں نے کہا یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ تو غیب سے آواز آئی یا ارحم الراحمین شیئاً للہ کہو۔

دراصل ایسے اشارے صُوفیہ کو ہوتے رہے ہیں، اور صُوفیہ میں سے کسی بزرگ نے اگر یا شیخ کا وظیفہ پڑھا تو یہ حجت نہیں ہے۔ علمأ اور فقہا کی سند چاہیئے۔ اور یہ بھی واضح کیا جائے کہ فلاں بزرگ نے حاضر ناظر سمجھ کر پڑھا ہے۔ تعجب ہے کہ بریلوی حضرات انبیأ

Marfat.com

علیہم السلام کے ساتھ اولیاء اللہ کو بھی عالم الغیب کہتے ہیں۔ مگر بارہا ان سے مطالبہ ہو چکا ہے کہ قرآن کریم یا حدیث شریف یا فقہ حنفیہ میں کہیں یہ لفظ غیر اللہ کے لئے دکھادیں۔ آج تک تو یہ معمہ ان سے حل نہیں ہو سکا۔ اب مولوی عبداللہ صاحب سے کیا توقع کی جا دے عاجز مخلوق میں خدائی صفات ثابت کرنے کی کیا ضرورت پڑ گئی بزرگ خدا نہ بنیں تو کیا نقصان ہو چلا ہے۔ انبیاء علیہم السلام نے جن باتوں کو مٹایا تھا وہی سر اٹھانا چاہتی ہیں۔

بیہقی رح نے شعب الایمان میں روایت کی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:۔

"جو شخص مجھ پہ درود پڑھے میری قبر کے پاس میں اُسے سن لوں گا، اور جو دُور سے پڑھے وُہ مجھے پہنچایا جائیگا"

اگر حضور ہر جگہ حاضر ہوں تو یہ فرق کیوں ہے؟ شیخ عبد الحق محدث دہلوی رح شرح مشکوٰۃ فارسی قصہ قتلیٰ بدر میں سلام زائراں بر قبر شریف ...... الخ

ترجمہ:۔ زیارت کرنے والوں کا سلام حضور پر نور جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم خود بہ نفس نفیس سنتے ہیں اور جواب عطا فرماتے ہیں۔ اور زائرین کے سوا دُور کے لوگوں کا سلام سیاح فرشتے پہنچاتے ہیں"

حیرانی کی بات ہے کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دُور سے

Marfat.com

سلام سنائی نہیں دیتا تو اولیاء اللہ کو دور سے پکارنا کیا معنی؟

صلوٰۃ وسلام تو مشروع چیز ہے اس کا یہ حال ہے تو دوسری باتوں کو خود سوچ لیجئے التحیات میں جو حاضر کا لفظ ہے اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ اس کی وجہ القاء علیٰ اصلہٖ ہے۔ شیخ عبدالحق رح نے شرح مشکوٰۃ میں لکھا ہے کہ خداوند تعالیٰ کی طرف سے جو سلام شب معراج میں حاضر کے لفظوں میں آیا تھا وہی صورت باقی رکھی تاکہ نمازی کو وہی یاد تازہ ہو۔

اور عباد اللہ الصالحین کو جو تبعاً سلام کہا جاتا ہے اس کا مقصد سلام پہنچانا نہیں ہے بلکہ سلام کا اثر اور برکت پہنچتی ہے۔ چنانچہ شیخ رح نے بھی لکھا ہے۔

"وے رسد اثرِ آں بہ ہر بندۂ صالح ..... الخ"

ملا علی قاری رح فرماتے ہیں:-

اَصَابَ ثَوَابُ ھٰذَا الدُّعَاءِ وَبَرَکَتُہٗ

اس موقع پر اہل بدعت ایک حدیث پیش کرتے ہیں۔

عن عثمان ابن حنیفٍ ان رجلاً ضریراً..... الخ

(الحدیث - ترمذی)

ترجمہ:- ایک نابینا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں آیا اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "میرے لئے دعا فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے عافیت دیوے

Marfat.com

یعنی آنکھوں میں بینائی پھر آجائے۔ فرمایا۔ اگر تو چاہے
تو میں دعا کروں، اور اگر صبر کرے تو تیرے لئے بہتر
ہے۔ اُس نے عرض کیا دُعا فرمائیے۔ فرمایا۔ وضوء کر کے
دو رکعت نماز نفل پڑھ کر اس طرح دُعا مانگ۔ اے اللہ
میں تجھ سے سوال کرتا ہوں، اور تیرے نبی محمدؐ صلی اللہ علیہ
وسلّم نبی رحمت کو تیری جناب میں اپنا شفیع لایا ہوں۔ پھر حضورؐ
صلی اللہ علیہ وسلّم کی طرف متوجہ ہو کر عرض کیا اے محمد
صلی اللہ علیہ وسلّم اللہ کے نبی میں آپؐ کو اپنے رب کی
جناب میں متوجہ کرتا ہوں اپنی ضرورت کے لئے تاکہ اللہ تعالیٰ
میری حاجت پوری کرے۔ پھر خداوند تعالیٰ کی جناب میں متوجہ
ہو کر اس نے دُعا کی، یا اللہ! حضورؐ صلی اللہ علیہ وسلّم
کی شفاعت میرے بارے میں قبول فرما۔ چنانچہ حضور علیہ السلام
کی دُعا سے وہ شخص بینا ہو گیا۔

یہ آپؐ کا معجزہ ہے۔ چنانچہ بعض اہل سیر نے اس کو معجزات میں شمار
کیا ہے۔ اس حدیث میں غائب کو بلانے کا ذکر نہیں ہے۔ آپؐ تو
اس کے سامنے تھے۔ اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ حضور
صلی اللہ علیہ وسلّم کے وسیلہ سے دُعا مانگنی چاہئے۔ یہ متفقہ بات ہے
اس میں کوئی جھگڑا نہیں ہے۔

دوسری روایت جو طبرانی نے معجم کبیر میں بیان کی ہے کہ راوی حدیث

Marfat.com

عثمان بن حنیف نے یہ دُعا حضورؐ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو مشکلات کے لئے بتائی تھی، وہ محدثین کے نزدیک کچھ معتبر نہیں اور اگر صحیح بھی ہو تو مسجد نبویؐ میں مزارِ مقدس روضۂ انور اطہر کے قریب دُعا مانگنے والے نے مانگی۔ وہاں تو آپؐ یقیناً سنتے ہیں۔ اس میں تو شک ہی نہیں۔ اور اگر اس دُعا کے مانگنے کا حکم عام بھی ہو کہ ہر شخص ہر جگہ سے یہ دُعا مانگ سکتا ہے تو اس کی وجہ یہ ہوگی، کہ اس دُعا کو اصلی حالت پر قائم رکھا گیا ہے۔ تاکہ وہی مبارک الفاظ باقی رہیں اور قبول کا شرف حاصل ہو۔ اس میں حاضر ناظر کی دلیل کیا ہے؟ اور اہلِ بدعت اس بات پر بھی غور کریں کہ اگر دینے والے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خود ہی ہوتے تو اس شخص کو وضو کر کے نماز کے بعد خدا سے مانگنے کی تعلیم کیوں فرماتے۔ اور صحابی کا اگر یہ عقیدہ ہوتا کہ آنکھیں دینا آپؐ کے اختیار میں ہے۔ تو دُعا کی درخواست کیوں کرتا۔ سیدھی بات تھی، حضرت مجھے آنکھیں دیجئے۔ میں تو آپؐ سے مانگنے آیا ہوں۔ آپؐ کا سوالی ہوں مجھے خدا سے کیا غرض؟ انبیاءؑ لوگوں کو توحید اور دُعا کی تعلیم دیتے تھے، بریلوی مولوی جہالت کی تعلیم دیتے ہیں۔ مانگو، مانگو! بزرگوں سے مانگو۔ یہ طریقہ کہاں سے پیدا ہوا؟ اس حدیث پر غور کریں تو ساری بات سمجھ میں آجائے۔

(تنبیہ) وہ جو ایک حدیث میں آیا ہے کہ جنگل بیابان میں

کسی کا جانور بدک جائے، بھاگ جائے، یا کوئی اور مصیبت پیش آجائے تو تین دفعہ اَعِیْنُوْنِیْ یَا عِبَادَ اللّٰہ کہہ کر پکارے، کیونکہ وہاں اللہ کے بندے ہیں جو تم کو نظر نہیں آتے، وہ روک دیں گے جانور کو

ترجمہ :- میری مدد کرو، اے اللہ کے بندو!

اگر یہ حدیث صحیح ہے تو اس سے مراد قبروں والے نہیں ہیں، کیونکہ جنگلوں میں مسلمان جنات بھی ہوتے ہیں، یا فرشتے، یا رجال الغیب مسموں بہ ابدال، جیسا کہ ملا علی قاری نے وضاحت فرمائی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ان کو فرشتے ہوں یا جن اس کام پر متعین فرمایا ہے، اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کی خبر دی ہے۔ ملا علی قاری نے شرح فقہ اکبر، رجال الغیب کے عنوان میں یہ تحقیق بیان فرمائی ہے، اور فیض القدیر شرح جامع صغیر میں ایک روایت ہے جس میں وضاحت ہے کہ وہ فرشتے ہیں۔ ان لِلّٰہِ ملئکۃ فِی الارضِ یُسمّون الحفظۃ یکتبون ما یقع فِی الارض من ورق الشجر فاذا اصاب احدکم عرجۃ او احتاج الی عونٍ بفلاۃ من الارض فلیقل اعینونی عباد اللّٰہ رحمکم اللّٰہ فانہٗ یحصل ان شاء اللّٰہ تعالیٰ

(رواہ ابن سنی والطبرانی)

ترجمہ :- اللہ کے کچھ فرشتے ہیں زمین میں جن کو حفظ کہا جاتا ہے، یعنی نگہبان محافظ۔ زمین پر درختوں کے جو پتے

Marfat.com

کرتے ہیں ان کو بھی لکھ لیتے ہیں۔ پس جب کسی مسلمان کو کوئی زخم تکلیف پہنچے، یا جنگل بیابان میں کسی امداد کا محتاج ہو تو یہ لفظ کہے، اللہ کے بندو! خدا تم پر رحم کرے۔ میری مدد کرو۔ اس کی مراد حاصل ہو جائے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

کیا اولیاء اللہ تصرفات میں واسطہ فی العروض بھی بنتے ہیں؟

کیا اولیاء اللہ کی روحیں عالم برزخ میں یعنی قبر کی دنیا میں کرامت کے طور کچھ تصرفات دنیا میں کرتی ہیں؟ اگرچہ وہ مختار اور قادر نہیں ہیں۔ اگرچہ وہ اپنی مرضی سے کچھ نہیں کر سکتے، لیکن جس طرح خداوند تعالیٰ نے اپنی تقدیر جاری کرنے کے لئے فرشتوں کی فوجیں انتظامِ عالم پر لگا رکھی ہیں۔ اس طرح اولیاء اللہ کی روحیں بھی کسی خدمت میں لگائی جاتی ہیں یا نہیں؟ قرآن و حدیث اس بات کے جواب میں خاموش ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ رضؓ، تابعین اور تبع تابعین کے زمانہ میں اِس قسم کے سوال جواب نہ تھے۔ فقہائے امت رحؒ بھی تمام کے تمام خاموش ہیں مگر صوفیائے کرام کے کشف اور مشاہدات اس سلسلہ میں شہرت بلکہ تواتر تک پہنچ چکے ہیں۔ چونکہ یہ مسئلہ منصوص شرعی نہیں ہے، اور کسی اسلامی اصول کے مخالف بھی نہیں ہے، نہ کسی فرض سنت کو مٹاتا ہے

Marfat.com

اور اس میں بڑے بڑے بزرگ بھی شامل ہیں۔ اس لئے حضرات صوفیہ کرام کو ایسے مسائل میں نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ نے شرح مشکوٰۃ باب زیارتِ قبور میں لکھا ہے کہ یہ بات اہلِ کشف کے ہاں ثابت ہے۔ اس کے بعد کچھ دلائل اسی قسم کے دئے ہیں۔ ان تمام دلائل سے فیضِ باطنی اور دعا کی قبولیت کا نتیجہ نکلتا ہے۔

تفسیر کبیر میں مُدَبِّرات اَمْرًا کے ماتحت امام فخرالدین رازی نے کچھ ایسے قیاسات لکھے ہیں اور بالآخر کہا ہے کہ اگرچہ مفسّرین سے کوئی چیز منقول نہیں ہے لیکن الفاظ میں احتمال ہوسکتا ہے۔

تفسیرِ عزیزی سورۃ انشقاق اور فتاویٰ عزیزی میں بھی ایسی عبارتیں ہیں، جن سے بعض رُوحوں کا انتظامی معاملات میں فرشتوں میں شمار ہونا ثابت ہے۔ لیکن چونکہ فرشتے بھی مختار نہیں۔ بلکہ یَفْعَلُوْنَ مَا یُؤْمَرُوْنَ سے ثابت ہے کہ فرشتے حکم کی تعمیل کرتے ہیں۔ اپنی مرضی سے کچھ بھی نہیں کرتے، اسی طرح اولیاءُ اللہ کی رُوحوں کے سپرد اگر کچھ تکوینی اُمور ہوں تو اس سے ان کی ڈیوٹی تو ظاہر ہوتی ہے، مگر اُن کی 'نذر نیاز' اور علم غیب اور حاضر ناظر ہونا کیسے ثابت ہوسکتا ہے؟ مفسّرین نے تو ستاروں کو بھی مدبراتِ امر کہا ہے۔ کیا ستارہ پرستی بھی جائز ہوگئی۔ اس طرح تو اچھا خاصہ شرک کا دروازہ کھل جائے گا۔

Marfat.com

حاصلِ کلام

خلاصہ یہ ہے کہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی، اور حضرت امام مجدّد الف ثانی رحؒ کے حوالوں سے ثابت ہو چکا ہے کہ عوام جہلاء جو اولیاءؒ اللہ کو متصرف، کرتا دھرتا اور خداوند تعالیٰ کی طرف سے مختارِ کُل اور قادر سمجھتے ہیں، اور بطور واسطہ فی الثبوت مختار سمجھ کر خدائی کاموں میں مدد مانگتے ہیں، یہ شرکِ جلی ہے، اور جو کام انسانی کوشش سے باہر ہیں، اولاد، رزق، زندگی، موت فتح نُصرت وغیرہ ان کاموں میں اولیاء اللہ سے حاجت مانگنا حرام بلکہ کُفر ہے، اور اس اعتقاد سے مشکل کے وقت بزرگوں کو پکارنا حاضر ناظر جاننا وغیرہ شرک ہے۔ ہاں توسّل جائز ہے۔

مولوی محمد عبداللہ صاحب کے حوالوں کا جواب

اب ہم رسالہ نذرِ اولیاءؒ کے حوالوں پر غور کرتے ہیں۔ تمہید کے طور پر عرض ہے کہ ثواب نذر کرنا یعنی ثواب پہنچانا یہ تو مسلّم ہے لیکن اس سے یہ مطلب نکالنا کہ غیر اللہ کی منت ماننا جائز ہے کیسی فضول بات ہے۔ مولوی عبداللہ صاحب ایک جگہ نہ رہ سکے، اور دل کی بات بتا ہی دی کہ نذر سے مراد منت ماننا ہی ہے۔ چنانچہ صفحہ ۷ حوالہ ۸ میں فرماتے ہیں:-

Marfat.com

"سرکارِ بغداد کی نذریں مانی جاتی تھیں"۔ ایک بددیانتی تو یہ ہے کہ یہ لفظ اپنے پاس سے بڑھایا ہے۔ وہاں تو صرف اتنی بات ہے کہ تحائف قبول فرماتے، اور کھا بھی لیتے تھے۔ اس میں منت ماننا کہاں ہے؟ دوسرا یہ بات بھی صاف کر دی کہ نذر سے ہماری مراد منت ماننا ہے۔ ایصالِ ثواب کا بہانہ ہے۔ یہ لومڑی کے چکمہ دین میں۔ آہ۔ یہی منت ماننا خالص شرک ہے۔ اگر ہمت ہے تو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کی کسی تصنیف سے غیر اللہ کی منت کو جائز ثابت کیجئے۔ بزرگوں کو بدنام کرنا کون سی نیکی ہے؟ بزرگوں کو ثواب پہنچانے کا جو بہانہ تم لوگوں نے شرک جائز کرنے کے لئے بنایا ہے اس کا جواب کافی شافی حضرت امام مجدد الف ثانی رح کے کلام سے گزر چکا ہے۔ جہاں بزرگوں کے نام کے روزوں کا ذکر ہے وہاں شیخ احمد سرہندی رح نے اس بہانہ کا بھانڈا خوب توڑا، اور کونڈوں پر خوب ڈنڈے برسائے اب ہم تمام حوالوں کا جواب نمبروار بیان کرتے ہیں۔

ا، ۲ مولوی احمد رضا خاں صاحب نے احکامِ شریعت میں اس مسئلہ کو بہت پریشانی سے بیان کیا ہے۔ ص۱۶۷ پر لکھتے ہیں

"مسلمانوں کو دُنیا سے جانے کے بعد جو ثواب قرآن مجید کا تنہا یا کھانے کے ساتھ پہنچاتے ہیں عرف میں اسے فاتحہ کہتے ہیں۔ اولیائے کرام کو جو ایصالِ ثواب کرتے ہیں اُسے تعظیماً نذر و نیاز کہتے ہیں"

Marfat.com

یہ بات کچھ ہماری سمجھ میں نہیں آئی کہ اولیائے اللہ کو مسلمانوں کے مقابلہ میں کیوں بیان کیا؟ یا تو یہاں عام اور خاص کا لفظ ہوتا، یعنی عام مسلمانوں کو بالخصوص اولیاء کو۔ تو عبارت درست ہوتی۔ ہم تو یہی سمجھتے ہیں کہ اولیائے اللہ بھی مسلمان ہوتے ہیں۔ اگر نہیں ہیں تو کیا ہیں؟ پھر اس بات کی دلیل کیا ہے کہ اولیائے اللہ کی فاتحہ کی چیز جب کہ قادر اور مختار سمجھ کر نذر و نیاز کے طور پر دی جا رہی ہو، اور خداوند تعالیٰ کا نام بھی درمیان میں نہ ہو حرام اور شرک کی بجائے تبرک بن جاتی ہے، یہاں ہمارا شبہ زیادہ مضبوط ہو رہا ہے کہ آپ لوگ اولیاء اللہ کو مسلمان نہیں سمجھتے، ہاں جب آپ لوگ ان کو قادر اور مختار سمجھتے ہیں تو مسلمان کیسے ہوئے؟ خدا ٹھہرے۔

فاضل بریلوی، حضرت پیرانِ پیر کی مدح میں لکھتے ہیں:۔

ع تم ہی قادر ہو کہ مختار رہے بابا تیرا

بے شک حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مختار ہیں۔ مگر مختار کے معنی ہیں پسندیدہ، چیدہ، برگزیدہ۔ اختیار دیا ہوا کے معنی لغت سے ثابت کیجئے

احکامِ شریعت صفحہ ۸۸ پر فرماتے ہیں:۔

"میت کی طرف سے جو صدقہ ہو غنی کو نہ دے، نہ غنی لے"

میت کی تعریف کیا ہے؟ اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ وغیرہ آیات و احادیث کی روشنی میں جواب دیں۔

صفحہ ۸۹ پر بریلوی، فاضل مولوی احمد رضا خاں فرماتے ہیں:۔

Marfat.com

"مُردہ کا کھانا صرف فقرا کے لئے ہے، غنی نہ کھائے"

طعامِ میت کی تعریف کیا ہے؟ نیز یہ بھی غور فرمائیں کہ منع کے معنی مکروہِ فقہی کس دلیل سے کئے ہیں؟ حضرت امام مجدّد کے مکتوبات میں منع کا لفظ شرک کے لئے بھی گزر چکا ہے۔ کیا شرک بھی مکروہ ہے؟

حوالہ ۳ آنچہ پیشِ بزرگاں مے برند۔ یہ تو تحفہ ہے جو زندہ بزرگوں کو دیا جاتا ہے۔ یہاں چڑھاوے کا فیصلہ کس طرح ہو گیا؟ کیا زندہ بزرگ قبریں ہوتی ہیں؟ خوب فیصلہ کیا چڑھاوے کے خواب دیکھ رہے ہیں۔

حوالہ ۴ اس کا جواب اُوپر دیکھئے۔

حوالہ ۵ شیخ عبدالغنی نابلسی کوئی فقیہ نہیں ہیں، تفسیر رُوح المعانی میں ان پر کئی جگہ گرفت کی گئی ہے۔

حوالہ ۶ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ، نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت عالی میں کھجوروں کا تحفہ پیش کیا، یہ تو صحابہ رض کا معمول تھا، اور حضور صہ بھی تحائف دیتے تھے۔ کیا حضور بھی صحابہ رض کی منتیں مانتے تھے؟ مولوی عبداللہ صاحب کی کارگیری دیکھئے ہدیہ کو نذر بنا دیا اور یہاں سے چڑھاوا قبروں کا ثابت کر رہے ہیں۔ کیا حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مبارک کو قبر سمجھتے ہو؟ کیا کہہ رہے ہو؟ کیسی مضبوط دلیل ہے۔ ایک صحابی رض حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جناب میں تحفہ پیش کرتا ہے۔ مولوی عبداللہ صاحب اس کو قبر کا چڑھاوا سمجھتے

Marfat.com

ہیں۔ بھوکے سے پوچھو، دو اور ایک کیا بنتا ہے؟ جواب تین روٹیاں

حوالہ ۷ صحابیہ نے گوشت ہدیہ پیش کیا تو چودھویں صدی میں بڑھتے بڑھتے دیگ بن گئی۔ مولوی صاحب! تحفہ اور ہدیہ کو گھسیٹ کر کھینچ تان کر نذرانہ بنائیے۔ مگر یہ بزرگوں کی قبروں تک نہیں پہنچ سکتا پاکیزہ ماحول کی خالص اسلامی چیزوں کو کفر و شرک کی طرف کیوں گھسیٹتے ہو۔ خدا کا خوف کرو۔

حوالہ ۸ ترجمہ یہ ہے۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رح تحائف قبول فرماتے، اور کھا لیتے۔ اس میں کیا ہرج ہے؟ مگر مولوی صاحب! کیا یہ مانی ہوئی منت ہوتی تھی؟ آپ نے یہاں آنکھیں بند کر کے جھوٹ بولا ہے۔ یہ جو کہا کہ سرکارِ بغداد کی نذریں مانی جاتی تھیں، اس کو ثابت کیجیے۔ بزرگوں کو مشرک بنانا کتنی بے ادبی ہے۔ حضرت شیخ رح تحائف قبول فرماتے تھے، مگر کیا آج کل کے پیروں کی طرح مالِ حرام کی کمائی کھاتے تھے؟ یہ بھی معلوم ہونا چاہیئے کہ حضرت شیخ رح حنبلی تھے حنبلی مذہب اہلِ حدیث سے عملاً متحد ہے۔ کبھی کبھی رفع یدین بھی کیا کریں آپ لوگ۔

حوالہ ۹ یہ ایک خواب کا قصہ ہے۔ حضرت مجدد رح کے حوالوں میں گزر چکا ہے کہ خواب سے حکمِ شریعت نہیں بنتا۔

حوالہ ۱۰ خطیب بغدادی مصنف مشکوٰۃ شریف تاریخ بغداد ص ۱۲۳ جلد اوّل میں لکھتے ہیں ؎

چونکہ وہاں خطیب بغدادی کو مصنف مشکوٰۃ قرار دیا ہے اس لئے مولوی عبداللہ

Marfat.com

یہ حوالہ نہیں ایک لطیفہ ہے جس نے مولوی عبداللہ صاحب اور اُن کے اُستادوں کی علمی قابلیت کے سمندر دل کی گہرائی بتا دی۔ رسالہ کے آخر میں لکھتے ہیں "مولوی فردوس شاہ کو کچھ سمجھ نہیں۔ ہمارا نیک مشورہ ہے کہ مدارس اہل سُنت مثلاً دارالعلوم مرکزی حزب الاحناف پاکستان لاہور، مدرسہ رضویہ لائل پور، دارالعلوم فریدیہ بصیر پور، انوارالعلوم مُلتان۔ جہاں کے فارغ التحصیل ہزاروں علمائے کرام دینی خدمات سرانجام دے رہے ہیں کی طرف رجوع کریں جہاں پہ علم کے بے بہا سمندر کھلے نظر آئیں گے"۔ سبحان اللہ! کیا پدی کیا پدی کا شوربا یہ دارالعلوم مرکزی حزب الاحناف وہی ہے، جہاں سے مولوی عبداللہ صاحب نے جہالت کی سند حاصل کی ہے۔

مولوی صاحب! آپ نے میاں مٹھو بننے کی اتنی کوشش کیوں کی؟ یہ حوالہ اور یہ رسالہ خود بتا رہا ہے کہ آپ اور آپ کے اُستاد، اور تمام بریلوی عُلماء بڑے بڑے فاضل (من الفضول) ہیں۔ سعدیؒ نے کیا خوب کہا کہ جب تک کوئی شخص خاموش ہوتا ہے اس کے عیب و ہُنر پوشیدہ ہوتے ہیں۔

خطیب بغدادی مصنف مشکوٰۃ شریف۔ یہ عبارت بالکل ایسی ہے جیسے کوئی شخص سیاست سے ناواقف کہے کہ مسٹر لیاقت علی خاں مرحوم برطانیہ کے جارج پنجم کا نام ہے۔ مولوی صاحب! کیا آپ نے مشکوٰۃ شریف بھی نہیں پڑھی؟ اگر آپ کے معلومات کا یہ حال ہے، اور

Marfat.com

ہونا بھی چاہیئے۔ کیونکہ آپ کے مدرسوں میں، علم کے سوا سب کچھ پڑھایا جاتا ہے۔ تو یونہی اتنی بڑی مہر ہوا کر شعبہ مرکزی انجمن حزب الاحناف کے مفتی کیوں بن بیٹھے۔ طالب علموں کو آپ کیا پڑھاتے ہوں گے۔ حضرت بے ادبی معاف، خطیب بغدادی اور شخص ہیں، اور مشکوٰۃ شریف کے مصنف اور ہیں۔

خطیب بغدادی کا نام ہے احمد بن علی بن ثابت ابوبکر خطیب بغدادی ۳۹۲ھ ہجری میں پیدا ہوئے اور ۴۶۳ھ ہجری میں انتقال فرمایا تاریخ بغداد ان کی کتاب ہے۔ اور مصنف مشکوٰۃ کا نام ہے محمد بن عبداللہ خطیب تبریزی، یہ آٹھویں صدی کے بزرگ ہیں۔

جب علمیت کا یہ حال ہے کہ پانچویں صدی اور آٹھویں صدی کے دو مشہور بزرگوں کو ایک بنا دیا ایسے مشہور و معروف لوگوں کا نام تک نہیں آتا۔ تو ہم آپ کے اُستادوں کے متعلق کیا رائے قائم کریں۔

مولوی صاحب! کیا آپ لوگ علمی دُنیا میں بھی کچھ حصّہ سمجھتے ہیں؟ علمائے دیوبند نے تو تفسیر، حدیث، فقہ کی مشہور و معروف کتابوں کی شرحیں عربی میں لکھی ہیں، مثلاً فتح الملہم شرح صحیح مسلم از علامہ شبیر احمد عثمانی رح شیخ الاسلام پاکستان۔ بذل المجہود شرح ابوداؤد شریف علامہ محدث خلیل احمد انبیٹھوی تعلیق الصبیح شرح مشکوٰۃ المصابیح علامہ حافظ حدیث مولانا محمد ادریس کاندھلوی۔ فیض الباری شرح صحیح بخاری مولانا محدث بدر عالم میرٹھی وغیرہ یہ ایک نمونہ ہے اِس کے علاوہ علمائے دیوبند کی عربی فارسی اُردو کی تصنیفات

Marfat.com

کی تعداد ہزاروں تک پہنچتی ہے۔

کیا آپ کے بریلوی علماء نے بھی کوئی تفسیر یا حدیث کی شرح عربی میں لکھی ہیں اردو زبان میں غلط پروپیگنڈے کے لئے کچھ رسالے بریلویوں نے لکھے ہیں جن کا تانا مکر و فریب ہے۔ اگر خدا کی مہربانی سے علمائے دیوبند کا ظہور نہ ہوتا، تو آپ لوگ بزرگوں کے بت بنا کر مسجدوں میں پوج رہے ہوتے اور ما راٰہ المومنون حسنا فھو عند اللہ حسن کا فتویٰ بھی دے چکے ہوتے۔ پاکستان، ہندوستان، مصر، حجاز، شام، عراق غرضیکہ اسلامی دنیا کا وہ کون سا خطہ ہے جہاں حضرات علمائے دیوبند کی تصنیفات مقبولِ عام نہیں ہیں۔ سارے لاہور میں ایک دو دکانیں بریلوی مذہب کے کتب خانے ہیں جہاں نعتوں کا کاروبار چلتا ہے۔ علمی دنیا کی رونق بازار تو حضرات علمائے دیوبند کے دم سے ہی ہے۔ ایک ترجمہ قرآن مجید کا مولوی احمد رضا خاں صاحب نے بڑی مشکل سے لکھا، مولوی نعیم الدین صاحب مرادآبادی نے اس پر حاشیہ لکھا، گمنامی کا شکار ہو رہا ہے، علمی حلقوں میں تو اس کا نام نشان نہیں۔ ادھر مولانا اشرف علی صاحب کا ترجمہ اور تفسیر پاکستان اور ہندوستان کے ہر چھوٹے سے چھوٹے قصبے میں گھر گھر موجود ہے، سینکڑوں بار چھپ چکا ہے۔ تاج کمپنی ہی آئے دن نئی نئی شکلوں میں چھاپ رہی ہے۔

ایں سعادت بزورِ بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

Marfat.com

دوسرے اسلامی ملکوں میں تو بریلویوں کا نام بھی کوئی نہیں جانتا۔ یہی نذرِ عُرفی تمہاری زندگیوں کا سہارا ہے اسی کے دم سے تمہاری ہنگامہ آرائی ہے۔ نذر و نیاز اور بزرگوں کی خُدائی کا کنواں کھود رکھا ہے۔ کوئی نہ کوئی اندھا اس میں گرتا رہتا ہے۔ اپنے پیٹ کی خیر مناؤ دین کی کیا فکر

الغرض یہ حوالہ تاریخ بغداد کا چونکہ تاریخی کتاب ہے اس لئے معتبر نہیں، فقہ کی کتابوں سے حوالے دو۔

حوالہ ۱۱، ۱۲، ۱۳ ایصالِ ثواب کا عقیدہ درست ہے اس میں کچھ اختلاف نہیں ہے۔ مگر شاہ عبدالعزیز رح سے پوچھنے والی بات تو یہ ہے کہ جو شخص غیر اللہ کی منت مانے اور اس کو منت کہے، اور ثواب پہنچانے کا بہانہ کرے، کیا وہ چیز امیر غریب مسلمان کھا سکتا ہے اور جو مولوی فتویٰ دے کہ "مثلاً یوں کہا اگر میرا کام ہو گیا تو غوث کے نام کی دیگ دوں گا" وہ اسلام سے باہر نکل جاتا ہے یا نہیں پھر دیکھیئے شاہ عبدالعزیز رح کیا جواب دیتے ہیں۔

حوالہ ۱۴ علمائے حق پر بہتان جو آپ لوگوں نے لگائے ہیں اس کا جواب تو قالوا سلاما ہے۔ البتہ عقاید علمائے دیوبند آگے آرہے ہیں۔ شاہ اسمٰعیل شہید رح سے یہ مسئلہ پوچھیئے کہ جو مولوی بزرگوں کی منت کو جائز کہے مسلمان ہے یا مشرک ؟

حوالہ ۱۵ یہاں چڑھاوے اور منت کا کوئی ذکر نہیں۔

حوالہ ۱۶ پوچھنے والی بات تو یہ تھی کہ اگر ذبح کرنے سے

Marfat.com

پہلے شیخ بغدادی کے نام بکری کی منت کر دے، پھر تکبیر سے ذبح کرے تو حلال ہوگی یا نہ؟ یہاں بھی منت اور چڑھاوے کا کوئی ذکر نہیں شاید آپ حوالوں کی تعداد زیادہ کرنا چاہتے ہیں۔ ورنہ کوئی مطلب کی بات کرتے۔

حوالہ ۱۷ اس کا جواب حضرت امام مجددؒ اور شاہ عبدالعزیز صاحبؒ کے ملفوظات میں گزر چکا ہے۔

حوالہ ۱۸ یہ ایصالِ ثواب کا مسئلہ ہے۔ تاریخ کی تعیین کی تفصیل امام مجددؒ سے پوچھئے۔

حوالہ ۱۹ یہ ہے اہلِ بدعت کا مذہب، یہ آپ کو مبارک ہو۔
اس کے بعد ص۱۵، ص۱۶ پر جو کچھ لکھا ہے اس کا جواب خاموشی ہے

باب دُوُم
حضرات عُلمأ دیوبند کے عقاید

چند ذاتی اغراض و مقاصد کی بنا پر جن میں انگریز کی سیاست کا بہت بڑا حصہ تھا، مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی نے حضرات علمأ دین کی ہزاروں تصنیفات میں سے چند اُردو رسالوں کی بعض عبارتیں مکۂ معظمہ اور مدینۂ منورہ کے علمأ کے سامنے بگاڑ کر پیش کیں۔ چونکہ وہ حضرات اُردو زبان سے ناواقف تھے اس لئے کفریہ معنی نکال کر الزام

Marfat.com

لگایا۔ ان حضرات نے اتنا لکھ دیا کہ اگر ان عبارتوں کا مطلب یہی ہے تو کہنے والا بے شک کافر ہے۔ لیکن لطور احتیاط علمأ عرب نے ایک سوالنامہ حضرات علمائے دیوبند کو بھیجا۔ جس کے جوابات پہنچنے پر تمام عرب بول اُٹھا کہ یہ عقاید خالص اسلامی ہیں اور جھوٹوں پر خدا کی ..... چند سوال و جواب ناظرین ملاحظہ فرمائیں۔

سوالات کی تمہید

اے علمأ کرام، اور سرداران عظام، کچھ لوگوں نے تمہیں وہابی ظاہر کیا ہے اور کچھ رسالے ہمارے پاس ایسے لائے جو غیر زبان ہونے کی وجہ سے ہماری سمجھ میں نہیں آئے۔ چند باتیں جن میں وہابیوں کا اہل سنت والجماعت سے اختلاف ہے ہم پوچھتے ہیں۔ جواب دیجیئے تاکہ شبہات دُور ہوں۔

پہلا سوال:۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت یعنی روضۂ مطہرہ شریف کی زیارت کی نیت پر جانے کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے؟ کیا مسجد نبوی کی زیارت کی نیت پر جانا چاہیئے، یا روضۂ عالیہ کی نیت پر؟

علماء دیوبند کی طرف سے جواب

پہلے واضح ہو کہ ہم اور ہمارے اُستاد، اور ہماری جماعت فروعات میں حضرت امام اعظم رح کے مُقلد ہیں، اور عقاید میں ابوالحسن اشعری اور امام ابُومنصُور ماتریدی کے پیرو ہیں۔ اور تصوّف میں حضرات نقشبندیہ، حضرات چشتیہ، حضرات قادریہ سے وابستہ ہیں، اور

Marfat.com

یہ بھی واضح ہو کہ ہم قرآن، حدیث، اجماع اُمت، اور قیاس مجتہدین سے باہر کوئی بات نہیں کہتے، اور سوال کا جواب یہ ہے کہ ہمارے نزدیک اور ہمارے بزرگوں کے نزدیک حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کی زیارت، اعلیٰ درجہ کی عبادت، نہایت ثواب اور حصولِ درجات کا سبب ہے، بلکہ واجب کے قریب ہے۔ اگرچہ اس مقصد کے لئے جان و مال قربان ہو جائیں۔ اور سفر کرنے والا روضہ شریف کے ساتھ مسجد نبوی کی زیارت کی نیت بھی کرے۔ بلکہ بہتر یہ ہے کہ فقط روضہ شریف کی نیت سے سفر کرے۔ محبت کا مسلک یہی ہے۔ وہابی جو کہتے ہیں کہ روضہ شریف کی نیت نہ کرنا چاہئے۔ یہ بات مردود ہے، آگے رد کے دلائل ہیں۔

دوسرا سوال

کیا حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات شریف کے بعد بھی دُعا مانگنے والا آپ کا وسیلہ پکڑ سکتا ہے؟ اور کیا تمام انبیا، صدیقین اور شہیدوں، ولیوں کا وسیلہ پکڑنا جائز ہے؟

جواب

ہمارے بزرگوں کے نزدیک دُعا میں تمام انبیاؑ، اولیاءؒ، شہداءؒ، اور صدیقین کا وسیلہ پکڑنا جائز ہے۔ اُن کی زندگی میں بھی، اور وفات کے بعد بھی، اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ کس طرح دُعا کرے۔ اے اللہ میں فلاں بزرگ کے وسیلے سے یہ دُعا مانگتا ہوں کہ میرا فلاں کام ...

Marfat.com

تیسرا سوال

حیاتُ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے؟ کیا آپ خاص طور پر زندہ ہیں؟ یا عام ایمان والوں کی طرح زندہ ہیں؟

جواب

حضرت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم قبر شریف میں اسی طرح زندہ ہیں جس طرح آپ دُنیا میں زِندہ تھے۔ مگر شریعت کے احکام فرض، واجب وغیرہ آپ کے ذمہ پر ضروری نہیں ہیں۔ یعنی عبادت شوقیہ ہے فرضیہ نہیں۔ تمام انبیاءؑ اور شہید بھی زندہ ہیں۔ عام لوگوں کی برزخ میں جو زِندگی ہے وُہ اور چیز ہے۔ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی نے اِس مضمون میں ایک عجیب وغریب کتاب لکھی ہے، جس کا نام ہے آبِ حیات۔

چوتھا سوال

مسجد نبویؐ میں دُعا کرنے والا روضۂ اقدس کی طرف منہ کرے، یا قبلہ کی طرف؟

جواب

اِس میں علماءؒ اور فقہاءؒ کے دو قول ہیں مگر ہمارے نزدیک معتبر قول یہ ہے کہ دُعا کرنے والا زیارت کے وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چہرۂ مبارک کی طرف متوجہ ہو۔ ہمارا عمل اِسی پر ہے۔

پانچواں سوال

کثرت سے درود شریف اور دلائل الخیرات وغیرہ کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے؟

Marfat.com

جواب

ہماری سمجھ میں دُرود شریف جتنا زیادہ پڑھا جائے مستحب ہے، اور عُمدہ عبادت ہے۔ تمام مستحبات میں سے افضل ہے۔ خواہ دلائل الخیرات ہو، یا دُوسری کتابیں جو دُرود شریف میں لکھی گئی ہیں۔ ہاں سب سے بہتر دُرود شریف وُہ ہے جو حضُور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی زبان مبارک سے ثابت ہو۔ دُوسرے دُرود شریف بھی ثواب سے خالی نہیں ہیں۔ ہمارے بزرگ دلائل الخیرات پڑھتے تھے اور لوگوں کو پڑھنے کا ارشاد فرماتے تھے

چھٹا سوال

کیا چاروں اماموں میں سے کِسی کی تقلید کرنا صحیح ہے یا نہیں؟

جواب

اِس زمانہ میں ضرُوری ہے کہ چاروں اماموں حضرت امام اعظم ابُوحنیفہ، حضرت امام شافعی، حضرت امام مالک، حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہم میں سے کِسی ایک کی پیروی کرے۔ بلکہ واجب ہے۔ کیونکہ ہم نے بہت تجربہ سے معلُوم کیا ہے کہ تقلید چھوڑنے کا انجام بے دینی کے گڑھے میں جا گرنا ہے۔ اِسی لئے ہم اور ہمارے بزرگ اصُول اور فرُوع میں امام ابُوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مُقلِد ہیں۔ خدا ہمیں اسی اعتقاد پر مُوت نصیب کرے، اور اسی زُمرہ میں ہمارا حشر ہو۔ اور ہمارے بزرگوں یعنی استادوں نے امام اعظم کے مذہب کی تائید میں بہت مشہور و معروف کتابیں لکھی ہیں۔

Marfat.com

ساتواں سوال

کیا صوفیہ کے اشغال میں مشغول ہونا، ان کی بیعت کرنا تمہارے خیال میں جائز ہے ؟ اور کیا تم بزرگوں کے سینوں سے اور قبروں سے باطنی فیض پہنچنے کے قائل ہو ؟ اور کیا بڑے بڑے بزرگوں کی رُوحانیت سے فائدہ پہنچتا ہے یا نہیں ؟

جواب

ہمارے نزدیک مستحب ہے کہ انسان جب عقاید درست کر چکے، اور فروعی مسائل دین کے معلوم کر چکا ہو۔ تو کسی ایسے پیر سے بیعت کرے جو شریعت میں مضبوط قدم رکھتا ہو۔ دُنیا چھوڑی حاصل کرے۔ آخرت کی طرف راغب ہو۔ نفس کی گھاٹیوں کو طے کر چکا ہو۔ نجات دینے والی باتوں کا عادی اور مشاق ہو۔ ہلاک کرنے والی باتوں سے کٹ چکا ہو۔ کامل ہو، اور دُوسرے کو بھی کمال تک پہنچانے والا ہو۔ مُرید کو چاہئے کہ اُس کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر اپنی نظر کو اس پر لگائے رکھے۔ صُوفیہ کے مشاغل ذکر و فکر میں مشغول ہو، ان چیزوں میں پوری طرح فنا کلّی حاصل کرے۔ اور سب سے بڑی نعمت یعنی نسبت حاصل کرے، جسے شریعت کی زبان میں احسان کہا گیا ہے۔ لیکن جس شخص کو یہ درجات نصیب نہ ہوں تو اسے بزرگوں کے سلسلہ میں داخل ہو جانا بھی مفید ہے۔ کیونکہ ان کی محبت بھی بہت بڑی چیز ہے۔ لیکن بزرگوں کی روحانیت سے فیض حاصل کرنا، اور ان کے سینوں سے، ان کی قبروں سے باطنی

Marfat.com

فیض پہنچنا درست ہے، جب صحیح طریقہ پہ ہو۔ نہ ان طریقوں پر جو عوام جاہلوں کا دستور ہے۔

آٹھواں سوال

محمد بن عبدالوہاب نجدی، مسلمانوں کے مال، ان کے خون، اُن کی آبرو حلال سمجھتا تھا، سب لوگوں کو مشرک سمجھتا تھا۔ کیا تم بھی اُس کی طرح بزرگانِ دین کو کافر سمجھ کر واجب القتل سمجھتے ہو؟

جواب

اس قسم کے وہابی لوگ ہمارے نزدیک خارجیوں کی قسم سے ہیں۔ شامی نے کہا ہے۔ کہ محمد بن عبدالوہاب نجدی کے پیرو نجد سے نکلے، اور حنبلی مذہب کا بہانہ کرتے تھے۔ حرمین شریفین پر غلبہ حاصل کیا وغیرہ علم فقہ، علم حدیث، علم تفسیر، تصوف وغیرہ کسی چیز میں بھی یہ وہابی ہمارے استاد نہیں ہیں۔ اور جب تک کوئی شخص دین کی ضروریات کا انکار نہ کرے ہم اس کو کافر نہیں کہتے۔

نواں سوال

کیا تم وہابیوں کی طرح خداوند تعالیٰ کے لئے جہت اور جگہ مانتے ہو؟

جواب

خداوند تعالیٰ مخلوق کی تمام صفات سے پاک ہیں۔

دسواں سوال

کیا تم نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی کو افضل سمجھتے ہو، کائنات میں؟

Marfat.com

جواب

ہمارا اعتقاد یہ ہے کہ حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم ساری مخلوق سے افضل، اور سب سے اعلےٰ ہیں۔ آپؐ کے برابر کوئی نہیں بلکہ قربِ الہٰی کے عالی مقام میں آپؐ کے قریب بھی کوئی نہیں پہنچ سکتا۔

گیارھواں سوال

کیا تم حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے بعد کسی نبی کا آنا جائز سمجھتے ہو؟ کیا علماء دیوبند میں سے کوئی شخص ختمِ نبوّت کا منکر بھی ہے؟

جواب

ہمارا اعتقاد یہ ہے کہ سیّدنا و مولانا و حبیبنا و شفیعنا محمّد صلّی اللہ علیہ وسلّم خاتم النّبیّین ہیں۔ آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ یہ بات قرآن کریم، اور متواتر المعنی حدیثوں، اور اجماعِ اُمّت سے ثابت ہے۔ جو شخص ختمِ نبوت کا انکار کرے وُہ ہمارے نزدیک کافر ہے۔ ہمارے سب بزرگوں کا عقیدہ یہی ہے (جو شخص اس کے خلاف الزام لگاتا ہے، جھُوٹ بولتا ہے)

سوال ۱۲

کیا تم حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کو بڑے بھائی کے برابر سمجھتے ہو؟ اور کیا یہ مضمون تمہاری کسی کتاب میں ہے؟

جواب

ہم اور ہمارے بزرگوں میں سے کسی کا بھی یہ عقیدہ نہیں ہے۔ اور کوئی ایمان والا بھی ایسا نہیں کہہ سکتا۔ جو شخص یہ کہے کہ نبی صلّی اللہ علیہ

Marfat.com

وسلم کو ہم پر صرف اتنی ہی فضیلت ہے جتنی بڑے بھائی کو چھوٹے بھائی پر ہوتی ہے تو ہمارا اعتقاد یہ ہے کہ وہ کافر ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم پر اتنے زیادہ احسانات اور فضائل ہیں جو کسی مخلوق کے نہیں۔ کوئی شخص ہم پر یہ الزام لگاتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے (البتہ قرآن کریم، اور حدیث شریف میں انبیأ کو قوموں کے بھائی کہا گیا ہے۔

اعبدوا ربکم و اکرموا اخاکم (رواہ احمد مشکوٰۃ ص ۲۸۳) مؤلف

لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ انبیأ کا درجہ معاذ اللہ بھائیوں کے برابر ہے۔

سوال ۱۴

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے؟ کیا آپ کو نقلاً علم شریعت دیا گیا ہے؟ یا ذات وصفاتِ الٰہی، اور افعالِ الٰہی اور پوشیدہ اسرار اور حکمتوں کا علم بھی ساری مخلوق سے زیادہ دیا گیا ہے؟

جواب

ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام علم ذات وصفات، علم شریعت، نظری حکمتوں اور سچی حقیقتوں اور خداوند تعالیٰ کے پوشیدہ بھیدوں کو ساری مخلوق سے بہت زیادہ جاننے والے ہیں۔ یہاں تک کہ کوئی مخلوق کوئی مقرب فرشتہ، کوئی رسول وہاں تک نہیں پہنچ سکتا۔ آپ کو اولین و آخرین کا علم دیا گیا ہے۔ لیکن اس سے یہ نہیں ثابت ہوتا کہ عام دُنیاوی معاملات، اور چھوٹے بڑے کام جو ہر وقت دُنیا میں ہو رہے ہیں یہ بھی سب کے سب آپ جانتے ہیں۔ جیسا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نبی ہونے

Marfat.com

کے باوجود ایک ایسی بات نہ جانتے تھے جس کو ہُدہُد پرندہ جانتا تھا۔
یہ قصّہ سورۃ نمل میں موجود ہے۔

سوال ۱۵

کیا تمہارا بھی یہ عقیدہ ہے کہ ابلیس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مطلقاً بڑا عالم ہے

جواب

ہم بیان کر چکے ہیں کہ جو علوم شانِ نبوت کے لائق ہیں، اُن میں آپ سب مخلوق سے زیادہ عالم ہیں۔ لیکن کوئی چھوٹی بڑی معمولی بات جو اتنی حقیر ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توجہ کے قابل ہی نہیں، اس کا نہ جاننا آپ کے علم کی کمی کا باعث نہیں ہے۔ اور جو شخص اس معمولی چیز کو جانتا ہے وہ بڑا عالم نہیں بن جاتا۔ جیسا کہ ہُدہُد اور سلیمان علیہ السلام کا قصّہ قرآن کریم میں موجود ہے۔

اور ہمارے مُلک کے بدعتی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے ہر کمینہ اور گندہ چیز کا علم بھی مانتے ہیں۔ مگر چونکہ اس کی کوئی دلیل نہیں اس لئے یہ بات خلافِ شانِ نبوت ہے۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ جو شخص کسی کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بڑا عالم سمجھے وہ کافر ہے۔

سوال ۱۶

کیا مولانا اشرف علی تھانوی نے کسی کتاب میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کو زید، عمرو بکر اور چارپاؤں کے برابر کہا ہے؟

Marfat.com

جواب

یہ بھی ایک جھوٹا بہتان ہے۔ کیا کوئی مسلمان ایسی ناپاک بات کہہ سکتا ہے۔ خود مولانا اشرف علی صاحب کو جب بتایا گیا کہ بریلوی لوگ آپ کی عبارت سے یہ مطلب نکال رہے ہیں تو انہوں نے فرمایا، یہ خبیث مضمون تو کبھی میرے خیال میں بھی نہیں آیا۔ تشریح آگے آئیگی۔

سوال ۱۷

کیا تمہارا عقیدہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت مبارک کا ذکر کرنا بُرا ہے ؟

جواب

کوئی مسلمان بھی ایسا نہیں کہہ سکتا۔ آپ کی ولادت باسعادت، بلکہ آپ کے مبارک جوتوں کے گرد وغبار، اور آپؐ کی سواری کے گدھے کے پیشاب کا ذکر، اور جتنی چیزیں آپؐ کی ذات مبارک سے ادنیٰ تعلق رکھتی ہیں ان کا ذکر اعلیٰ درجہ کا مستحب ہے۔ آپؐ کے بول براز، اٹھنے بیٹھنے سونے جاگنے کا ذکر ثواب ہے۔ ہمارے بزرگ مولانا احمد علی سہارنپوری سے پوچھا گیا کہ میلاد شریف کا ذکر کیسا ہے ؟ اور کس طرح جائز ہے کس طرح ناجائز ہے ؛ تو انہوں نے فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیدائش مبارک کا ذکر شریف صحیح روایتوں سے کرنا ایسے وقتوں میں جو فرض عبادت سے خالی ہوں یعنی فرائض واجبات سے فراغت کے بعد ایسے طریقہ سے جو صحابہؓ کے طریقہ اور تابعین تبع تابعین

Marfat.com

کے طریقوں کے مخالف نہ ہو، اور ایسے اعتقاد سے جو شرک و بدعت سے پاک ہو۔ ایسے آداب کے ساتھ جو سیرۃ صحابہ کے مخالف نہ ہوں۔ ایسی مجلسوں میں جو برائیوں سے پاک ہوں خیر اور برکت کا باعث ہے بشرطیکہ صدقِ نیت، اور اخلاص پر مبنی ہو۔ کیا کوئی مسلمان ایسی مبارک چیز کو بُرا کہہ سکتا ہے؟

سوال ۱۸

کیا تم نے کسی کتاب میں کہا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذِکر کنھیا کی جنم اشٹمی جیسا ہے؟

جواب

یہ بھی بہتان اور جھوٹ ہے۔ جب ہم اعلیٰ درجہ کا مستحب سمجھتے ہیں، تو ایسا کہنا کس طرح ممکن ہے۔ جس عبارت پر یہ تہمت لگائی گئی ہے، وہ عبارت یہ ہے:۔

یا یہ وجہ ہے کہ روحِ پاک علیہ السلام کی عالمِ ارواح سے عالمِ شہادت میں تشریف لائے، اس کی تعظیم کو قیام ہے، تو یہ بھی محض حماقت ہے۔ کیونکہ ہر روز کون سی ولادت مکرر ہوتی ہے۔ پس یہ ہر روز اعادہ ولادت کا تو مثل ہنود کے سانگ کنھیا کی ولادت کا کرتے ہیں، یا مثل روافض کے کہ شہادت کی نقل کرتے ہیں، یہ سانگ ٹھہرا، اور خود یہ حرکتِ قبیحہ قابلِ لوم وحرام و فسق ہے .... الخ"

Marfat.com

مطلب یہ ہے کہ بریلوی حضرات جو قیام کرتے ہیں اس کی دو وجہ ہو سکتی ہیں ایک وجہ یہ ہے۔ نعت خواں لوگ اس وقت کا نقشہ کھینچتے ہوئے جب رُوحِ پاک حضورؐ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رُوحانی دُنیا سے اس جہان میں تشریف لائی تھی، یعنی پیدائش مبارک کا بیان کرتے ہوئے لوگوں کو قیام کے لئے کہتے ہیں۔ یعنی گویا کہ حضورؐ پاکؐ اس وقت دُنیا میں تشریف لا رہے ہیں۔ اس لئے اُٹھو۔ یہ بات غلط اور فضول ہے، کیونکہ پیدائش مبارک ایک دفعہ ہو چکی۔ روز روز ہر میلاد کی محفل میں یہ اعتقاد رکھنا ہندوؤں کے سوانگ کی طرح بُرا عقیدہ ہے۔ ہندو ہر سال کنھیا کے جنم کا سوانگ بھرتے ہیں۔ حضورؐ علیہ السلام کی ذاتِ گرامی سے ہندوؤں والی رسمیں کرنا قبیح ہے۔ مطلب یہ ہے کہ بریلوی ہندوؤں والی رسم کرتے ہیں، اور منع کرنے پر حضورؐ کا بے ادب قرار دیتے ہیں، حضرت مولانا رشید احمد صاحب تو فرماتے ہیں کہ یہ نقالی ہندوؤں اور شیعوں کا سوانگ ہے، اس لئے بے ادبی ہے۔

دُوسری وجہ قیام کی یہ بتاتے ہیں کہ حضورؐ علیہ الصلوٰۃ والسلام یہاں تشریف لاتے ہیں۔ ڈاڑھی منڈوں، جواریوں، بے نماز نعت خوانوں اور مشرکانہ نذر و نیاز کے موقع پر حضورؐ کا تشریف لانا ویسے بھی شایانِ شان نہیں، اور عالم الغیب کا عقیدہ رکھیں تو یوں بھی گمراہی ہے، شرک ہے۔ اب بتائیے! آپؐ کے ذکرِ ولادت کو بُرا کہا، یا تمہاری ہندوانہ ذہنیت کو؟

Marfat.com

سوال ۱۹!

کیا شیخ اجل فاضل علامہ رشید احمد گنگوہی نے کہیں لکھا ہے، کہ خداوند تعالیٰ جھوٹ بولتا ہے؟

جواب

یہ سفید جھوٹ ہے، اور مولوی احمد رضا خاں جو کہتے ہیں کہ ان کے فتویٰ کا فوٹو میرے پاس ہے، یہ اس سے بڑھ کر جھوٹ ہے۔ ان کی کسی کتاب کا حوالہ دیں یا اس بہتان سے توبہ کریں۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ یہ لفظ قیامت تک نہیں دکھا سکیں گے۔ مولانا کا عقیدہ یہ ہے، ذات پاک حق تعالیٰ کی پاک اور منزہ ہے اس سے کہ متصف بہ صفت کذب کیا جائے۔ معاذ اللہ تعالیٰ اُس کے کلام میں ہرگز ہرگز شائبہ کذب کا نہیں ہے۔ یعنی ذرہ بھر جھوٹ نہیں ہے۔

جو شخص حق تعالیٰ کی نسبت یہ عقیدہ رکھے، یا زبان سے کہے کہ وہ جھوٹ بولتا ہے۔ وہ قطعاً کافر ہے، ملعون ہے، اور مخالف قرآن و حدیث کا اور اجماع اُمت کا ہے۔ وُہ ہرگز مومن نہیں۔ البتہ یہ عقیدہ اہل ایمان سب کا ہے کہ خداوند تعالیٰ نے فرعون، ہامان، ابولہب کو جہنمی فرمایا ہے۔ ہرگز ہرگز اس وعدہ کے خلاف نہ کرے گا۔ لیکن اگر جنت دینا چاہے تو عاجز نہیں قادر ہے۔ اگرچہ اپنے اختیار سے ایسا نہ کرے گا

فتاویٰ رشیدیہ حصّہ اوّل
مطبوعہ کراچی ص۱۶

Marfat.com

سوال ۲۰

قادیانی جو نبوت اور مسیحیت کا دعویٰ کرتا ہے۔ اس کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے؟

ان سب سوالوں کے جواب دو تاکہ لوگوں نے جو شبہات پیدا کئے ہیں ان کا ازالہ ہو سکے۔

جواب

جب سے مرزا غلام احمد قادیانی نے مسیح ہونے کا دعویٰ کیا ہے، اس وقت سے ہمارے تمام علماء دیوبند اس پر کفر کا فتویٰ دے چکے ہیں۔

(انہ مھند)

ناظرین! یہ بیس سوالات وہ ہیں، جو مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے علماء نے۔ حضرات علماء دیوبند کو ان کا عقیدہ معلوم کرنے کو بھیجے تھے، یہ اس زمانہ کی بات ہے جب کہ مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلی والا کی سے علماء دیوبند کے متعلق وہاں سے کفر کا فتویٰ حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ جھوٹ بھر بہتان، پھر عرب کی پاک سرزمین میں جاکر۔ پھر فریب اور دھوکا ان بزرگوں سے جو حرمین شریفین میں دین کے خادم ہیں۔ یہ سب ایسی نازیبا حرکتیں ہیں جو عالم دین تو کہاں ایک ادنیٰ مسلمان بھی ایسی جرأت کرنے سے ڈرتا ہے۔ مگر افسوس صد افسوس کہ معمولی سے طمع دنیا میں آکر اتنا بڑا افراط بنایا کہ مسلمان قوم کو ایک لمبی پریشانی میں ڈال دیا۔ حضرات علماء حرم نور فراست سے تاڑ گئے کہ خاں صاحب

Marfat.com

بنی اسرائیل کی نسل سے ہیں یُحَرِّفُوْنَ الْکَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِہٖ ان کی آبائی میراث ہے۔ اس لئے انہوں نے اتنا تو لکھ دیا کہ اگر یہ باتیں علمائے دیوبند نے لکھی ہوں تو وہ کافر ہیں، ورنہ نہیں۔ مولوی احمد رضا خاں صاحب نے یہاں پہنچتے ہی فتویٰ شائع کر دیا، اور حرمین کے علماء بعض وجوہات کی بنا پر سمجھ گئے کہ یہ شخص جھوٹا تھا، ہم سے فریب کر گیا۔ چنانچہ ایک سوال نامہ ان حضرات نے مرتب کر کے علمائے دیوبند کو بھیجا، جس کے جوابات پہنچنے پر ان بزرگوں نے تصدیق فرمائی کہ یہ عقیدہ خالص اسلامی ہے۔ اس لئے حضرات علمائے دیوبند پکے مسلمان ہیں۔ یہ بیس سوال وجواب تقریباً وہی ہیں۔

یہاں پہنچ کر اس بات پر بھی ناظرین غور فرمائیں کہ عقیدہ کسی شخص کا وہی ہوتا ہے۔ جس کو وہ بطور عقیدہ بیان کرے۔ کسی شخص کی عبارت سے وہ معنی لینا جو مضمون کے ربط، اور سیاق کے بھی مخالف ہوں، الفاظ بھی انہیں برداشت نہ کریں اور پھر اسے عقیدہ قرار دینا کس قدر ظلم ہے؛

بریلویوں کی بلیک مارکیٹ

سب سے بڑا جال جس میں اردو خواں لوگوں کو بہت جلد پھانس لیتے ہیں۔ چند جھوٹ ہیں، چند بہتان اور تہمتیں ہیں جو خاص انگریزی سکیم کے ماتحت بنائی اور تیار کی گئیں۔ مولوی احمد رضا خاں صاحب نے سرکاری محکمہ سنبھالتے ہی سب سے پہلے حضرت شاہ اسمٰعیل کو فتویٰ کا نشانہ

Marfat.com

بنایا۔ برسوں تک یہی مشق جاری رہی۔ جب کفر کی مشین بیکار ثابت ہوئی اور ملک میں کوئی تحریک نہ پیدا ہو سکی تو اکابرِ دیوبند حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی پر مشق ستم شروع ہوئی ۱۳۲۰ھ میں ایک کتاب بنام المعتمد المستند شائع کی جس میں ان حضرات کو ختم نبوت کا منکر، اور خداوند تعالیٰ کو جھوٹا کہنے والا ظاہر کیا۔ مگر چونکہ ان کی فتویٰ بازی رسوائے زمانہ اور بدنام ہو چکی تھی اس لئے اثر تو کیا ہوتا، کوئی سننے کو بھی تیار نہ تھا۔ حضرت خاں صاحب نے فتویٰ کا یہ حشر دیکھ کر ایک نیا جال بچھایا ۱۳۲۲ھ میں انہی بزرگوں کی عبارتیں تراش خراش کر، توڑ مروڑ کر، کھینچ گھسیٹ کر ایک فتویٰ مرتب کیا، اور قسمت آزمائی کے لئے حج کو روانہ ہوئے، حضرات علماء مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کو جھوٹے آنسوؤں اور مکر کی آہوں سے ایک سخت فریب میں مبتلا کیا۔ خوشامد اور مکاری سے کام نکالنا ایک خاص فن ہے، اور ان لوگوں کو آتا ہے۔ حجاز میں جا کر خوب پروپیگنڈا کیا۔ ہندوستان مرتد ہو چکا ہے۔ مرزا قادیانی اور اسی خیال کے علماء دیوبند ختم نبوت کا انکار کر رہے ہیں۔ آپ حضرات مدد فرمائیں، ورنہ کروڑوں مسلمانوں کا دین وایمان بگڑ چکا ہے۔ المدد! المدد! اے دین کے شیرو! الغیاث! الغیاث! اے لشکر محمدی کے شہسوارو!

حضرات! علماء دیوبند کی عربی کتابیں اس وقت تک عرب میں نہیں پہنچی تھیں۔ اردو زبان سے وہ ناواقف تھے، اس لئے وہ فریب میں آ گئے

Marfat.com

اکثر نے اس طرح فتویٰ دیا کہ اگر یہ بات صحیح ہے تو وہ لوگ کافر ہیں۔ حج سے واپس آکر یہ جھوٹ کی عبارت یہ جعلی فتویٰ حسام الحرمین کے نام سے شائع کر دیا۔ اس میں شک نہیں کہ مولوی احمد رضا خاں صاحب نے اس چال سے ہندوستان کے ہزاروں لاکھوں مسلمانوں کو علماء حرم کے نام پر اپنے ساتھ ملا لیا۔ انگریز بہادر کی خوشنودی کیوں نہ ہوتی بارگاہِ برطانیہ سے نعم وانکم لمن المقربین کی دل نواز صدا آنے لگی۔ عوام کو معلوم ہوا کہ مولوی احمد رضا خاں صاحب بھی شاید اہلِ علم سے ہیں۔ حضراتِ علماء دیوبند نے بھی اپنے اپنے بیانات شائع کرنے کی ضرورت محسوس کی چنانچہ السحاب المدرار اور قطع الوتین لسبط البنان اسی دور کی یادگاریں ہیں۔ مدینہ منورہ میں چرچا ہوا کہ یہ شخص غلط بیانی کر گیا ہے۔ اسی بنا پر حضرات علمائے مدینہ منورہ نے چھبیس سوالات کا ایک سوالنامہ دیوبند بھیجا جس کے جوابات ناظرین اسی رسالہ میں عقاید علماء دیوبند کے عنوان میں مختصراً پڑھ چکے ہیں۔ یہ جوابات موصول ہونے پر علماء حرمین شریفین میں غیظ و غضب کی لہر دوڑ گئی۔ وہی علماء جنہوں نے حضراتِ دیوبند کو کافر کہا تھا۔ اب انگریزی مولوی پر برسنے لگے، اور بعض نے تو نہایت سخت الفاظ استعمال کئے "خدا اس کا منہ کالا کرے" وغیرہ وغیرہ۔

ناظرین! یہ دردناک اور افسوسناک قصہ جسے ہم نے یہاں مختصراً عرض کیا ہے۔ آئندہ صفحات میں غور سے پڑھیں۔

تہمتِ اوّل

مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی کی طرف سے حضرت مولانا محمد قاسم صاحب بانیٔ دار العلوم دیوبند پر،

ختمِ نبوت کے منکر تھے، مرزائی تھے۔

اِس تہمت کی بنیاد کیا ہے؟

خاں صاحب بریلوی نے حسام الحرمین کے صفحہ ۱۰۱ پر حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی کی کتاب تحذیر الناس کی مختلف جگہ کی لمبی عبارتوں کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کاٹ کر ایک جگہ لکھ دئے ہیں۔ اور اس تراش خراش میں اصلی مطلب کہیں سے کہیں جا پہنچا ہے۔ دیکھئے بریلویوں کی کاریگری۔ لکھتے ہیں:-

"اور فرقۂ قاسمیہ، قاسم نانوتوی کی طرف منسوب جس کی تحذیر الناس ہے۔ اس نے اپنے رسالے میں کہا ہے۔

بلکہ آپؐ کے زمانہ میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپؐ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے بلکہ بالفرض اگر بعد زمانۂ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو تو بھی خاتمیتِ محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ عوام کے خیال میں تو رسول اللہؐ کا خاتم ہونا بایں معنیٰ ہے کہ آپؐ سب میں آخر نبی ہیں، مگر اہلِ فہم پر روشن ہے کہ تقدم یا تاخر زمانہ میں بالذات کچھ فضیلت نہیں..... الخ

Marfat.com

یہاں پہنچ کر ایک فریاد ہماری بھی سُن لیجئے ۔ مولوی احمد رضا خاں صاحب کو ہم نے ہمیشہ اس خیال پر کہ مسلمانوں کی ایک بھولی بھالی جماعت ان کا مذہب رکھتی ہے ۔ عزت کی نظر سے دیکھا ہے، مگر یہاں پہنچ کر ہم ہر انصاف پسند انسان کی شرافت دیانت اور اخلاق کو اپیل کیے بغیر نہیں رہ سکتے؛ یہ عبارت جو بریلویوں کے بزرگ نے یہاں لکھی ہے، یہ عبارت اس کتاب میں سرے سے موجود ہی نہیں، البتہ یہ لفظ موجود ہیں ؟ یہ تحذیر الناس کی عبارت نہیں ہے، بلکہ کئی جگہوں کی مختلف مضامین والی عبارتوں کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے ہیں، جن کو اپنے مقام موقع اور محل سے کاٹ کر بلکہ چرا کر ایسی کاریگری سے ایک جگہ لکھدیا ہے، کہ پڑھنے والا یہی سمجھے، یہ ایک ہی مسلسل اور مربوط عبارت ہے، درمیان میں کوئی صفحہ یا سطر کا نشان بھی نہیں جس سے اس ٹھگی کا پتہ چل سکے، یہ کتنی اندھیر گردی ہے، اسی لیے تو ہم نے ان چیزوں کو بلیک مارکیٹ کے عنوان میں درج کیا ہے ۔ کیا کوئی عبارت بلکہ کے لفظ سے شروع ہو سکتی ہے ؟

اِس عبارت کا پہلا فقرہ تحذیر الناس کے صفحہ ۱۴ سے کاٹا ہے، اور اِس بے دردی سے کاٹا ہے جس طرح زندہ جانور کے جسم سے بوٹی توڑ لی جائے، درمیانی حصہ صفحہ ۲۸ سے چرایا، اور اس صفائی سے چرایا کہ لوگوں کی آنکھیں بند کرنا چاہتے ہیں، آخری حصہ اس کے صفحہ ۳ سے اٹھایا، اور اس شان سے اٹھایا، کہ اٹھائی گیروں کو مات کردیا،

ناظرین! حیران ہونے کی بات نہیں، یہ تینوں فقرے اس ترتیب سے

Marfat.com

کیوں جوڑے گئے ؟ پہلے ص۱۴ پھر ص۲۸ پھر ص۳ کی عبارت اگر نہ رکھی جائے تو فتویٰ کیسے تیار ہوتا؟ کیا ایسی کمینہ حرکتیں ایک مسلمان، ایک عالمِ دین کی شان ہے ؟ یہ دھوکا منڈی، یہ فریب گڑھ شاید مرزا قادیانی نے بھی نہ بنائی ہو۔ اے اہلِ انصاف مسلمانو! تحذیر الناس کھول کر دیکھو اور ادھر حسام الحرمین دیکھو۔ ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ اگر یہ عبارت تحذیر الناس میں موجود ہے، تو قرآنِ کریم میں یہ مضمون بھی موجود ہے۔ جو لوگ ایمان لائے، اور جنہوں نے نیک کام کیئے، وہ دوزخ میں جائیں گے۔ اور جو کافر ہیں، وہ ہمیشہ جنت میں رہیں گے۔ اور اگر یہ نہیں تو وہ بھی نہیں ہے۔ قرآن کریم کا ارشاد تو یہی ہے کہ ایمان دار نکوکار جنت میں جائیں گے، اور کافر جہنم میں۔ مگر مولوی احمد رضا خاں صاحب نے جب علمائے دیوبند کی عبارتوں کو قصاب کے چھرے سے کاٹنا شروع کیا، اور لکڑ ہارے سے کلہاڑا مانگ لائے، تو اب ترتیب مضامین کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ اب تو حمالۃ الحطب کی طرح ایندھن کا ڈھیر لگانا مقصود ہے۔ کسی کتاب کا ایک لفظ یہاں سے اٹھاؤ، دوسرا وہاں سے، جو مطلب برآمد ہوگا، اس کو مصنف کے سر پر لگا دو۔ عجیب انصاف ہے؟

يَا قَوْمِ أَلَيْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَّشِيْدٌ

تحذیر الناس کا مختصر خلاصہ یہ ہے کہ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند نے اس کتاب میں مسئلہ ختم نبوت کو جامع، اور

Marfat.com

وسیع علمی معیار پر لکھا ہے۔ جس کو ممکن ہے کہ اہلِ بدعت آج تک سمجھ بھی نہ سکے ہوں۔ آپ فرماتے ہیں :۔ نبوت کا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذاتِ مقدس پر ختم ہونا۔ اس کی دو قسمیں ہیں۔ ختمِ نبوت زمانی ہے اور ذاتی۔ ختمِ زمانی کا مطلب یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہو سکتا۔ آپؐ کا زمانہ آخری زمانہ ہے۔ یہ عقیدہ تمام اہلِ اسلام کا متفقہ ہے۔ اس کو حضرت مولانا نے اسی کتاب میں جابجا واضح فرمایا ہے، چنانچہ تحذیر الناس کے صفحہ ۹ پر فرماتے ہیں: سو اگر اطلاق اور عموم ہے تب تو ثبوت خاتمیتِ زمانی ظاہر ہے، ورنہ تسلیم لزوم خاتمیت بدلالتِ التزامی ضرور ثابت ہے، ادھر تصریحاتِ نبوی مثل انت منی بمنزلۃِ ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی، او کما قال؛ جو بظاہر بطرزِ مذکور اسی لفظ خاتم النبیین سے ماخوذ ہے، اس باب میں کافی ہے، کیونکہ یہ مضمون درجۂ تواتر کو پہنچ چکا ہے، پھر اس پر اجماع بھی منعقد ہو گیا۔ گو الفاظِ مذکور بسندِ متواتر منقول نہ ہوں سو یہ عدمِ تواترِ الفاظ باوجود تواترِ معنوی یہاں ایسا ہی ہوگا جیسا تواتر اعداد رکعات فرائض و وتر وغیرہ باوجودیکہ الفاظ حدیث مشعر تواتر نہیں، جیسا اس کا منکر کافر ہے ایسا ہی اس کا منکر بھی کافر ہوگا، اس عبارت میں ختم نبوت زمانی کے پانچ دلائل ہیں؛

۱۔ خاتم کو زمانی اور ذاتی سے مطلق مانا جائے تو خاتمیتِ زمانی دلالتِ مطابقی سے ثابت ہو گی۔

Marfat.com

۲- لفظ خاتم النبیین بطور عموم مجاز دونو معنوں پر دلالت کرے۔
۳- ایک معنی پر خاتم النبیین کا لفظ مطابقی دلالت کرے دوسرے پر التزامی۔
۴- خاتمیت زمانی متواتر المعنی حدیثوں سے ثابت ہے
۵- خاتمیت زمانی اجماعِ اُمت سے ثابت ہے۔

نتیجہ یہ نکلا کہ خاتمیت زمانی کا منکر کافر ہے۔ اتنی وضاحت کے بعد جو لوگ رضائی اور مرزائی، مولانا کو ختم نبوت زمانی کا منکر کہتے ہیں انہیں شرم آنی چاہیئے۔

دُوسری عبارت اس سے بھی واضح ہے۔ تحذیر الناس کے ص۲۱ پر فرماتے ہیں:- درصورتیکہ زمانہ کو حرکت کہا جائے تو اس سے کوئی مقصود بھی ہوگا۔ جس کے آنے پر حرکت منتہی ہو جائے۔ سو حرکت سلسلۂ نبوت کے لئے نقطۂ ذاتِ محمدیؐ منتہی ہے۔ یہ نقطہ اس ساق زمانی اور ساق مکانی کے لئے ایسا ہے، جیسا نقطۂ راس زاویہ۔ تاکہ اشارہ تنا سانِ حقیقت کو یہ معلوم ہو کہ آپ کی نبوت، کون و مکان، زمین و زمان کو شامل ہے .... منجملہ حرکات حرکت سلسلۂ نبوت بھی تھی، سو بوجہ حصولِ مقصودِ اعظم ذاتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم وہ حرکت مبتدل بہ سکون ہوئی۔ البتہ اور حرکتیں ابھی باقی ہیں۔ اور زمانۂ آخر میں آپؐ کے ظہور کی ایک وجہ یہ بھی ہے۔

آگے چلیے ص۲۳ کی جو عبارت مولوی احمد رضا خاں صاحب نے لکھی ہے

Marfat.com

اس کے آگے کی عبارت یہ ہے، اگر ذرا سی آنکھیں کھولتے تو یہ عبارت نظر آسکتی تھی۔ بلکہ بناءِ خاتمیت اور بات پر ہے جس سے تاخرِ زمانی اور سدِ باب مذکور (یعنی سد باب مدعیانِ نبوت مرزا قادیانی وغیرہ) خود بخود لازم آتا ہے، اور فضیلت نبوی دوبالا ہو جاتی ہے، نیز حضرت مولانا محمد قاسم نے اپنی کتاب مناظرہ عجیبہ میں بھی اس مسئلہ کو واضح فرمایا ہے۔ شروع میں فرماتے ہیں: حضرت خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت زمانی تو سب کے نزدیک مسلم ہے، اور یہ بات بھی سب کے نزدیک مسلّم ہے، کہ آپ اول المخلوقات ہیں، اسی کتاب کے صفحہ ۳۹ پر فرماتے ہیں: خاتمیتِ زمانی اپنا دین و ایمان ہے ناحق تہمت کا البتہ کچھ علاج نہیں۔ صفحہ ۵۰ پر فرماتے ہیں: خاتمیتِ زمانی سے مجھے انکار نہیں، بلکہ یوں کہیئے کہ منکروں کے لیے انکار کی گنجایش نہ چھوڑی افضلیت کا اقرار ہے، بلکہ اقرار کرنے والوں کے پاؤں جما دیئے۔ اور نبیوں کی نبوت پر ایمان ہے، پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے برابر کسی کو نہیں سمجھتا۔ صفحہ ۶۹ پر فرماتے ہیں: ہاں، یہ مسلّم ہے، کہ خاتمیت زمانی اجماعی عقیدہ ہے، پھر صفحہ ۱۰۳ پر فرماتے ہیں: بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کسی اور نبی کے ہونے کا احتمال نہیں، جو اس میں تأمل کرے اس کو کافر سمجھتا ہوں +

حضرت مولانا کی سب سے آخری تصنیف قبلہ نما ہے، اس کے صفحہ ۱۱ پر فرمایا: آپؐ کا دین سب دینوں میں آخر ہے، چونکہ دین حکمنامۂ

Marfat.com

خداوندی کا نام ہے تو جس کا دین آخر ہوگا وہی شخص سردار ہوگا، کیونکہ اُسی کا دین آخر ہوتا ہے جو سب کا سردار ہوتا ہے۔

یہ حوالے ایک منصف مزاج، دردِ دل رکھنے والے مسلمان کے لئے کافی سے زیادہ ہیں۔ اتنی عبارتوں کی موجودگی میں مولوی احمد رضا خاں صاحب کا علمائے عرب کو یہ دھوکا دینا کہ یہ شخص ختم نبوت کا منکر ہے، کس قدر ظلم، بد دیانتی اور فریب کاری ہے؛

ہاں! تو خاتمیتِ زمانی کافی واضح ہو چکی، خاتمیتِ مکانی یا ذاتی یا مرتبی یہ ہے، کہ اصلی اور ذاتی نبی فقط آپؐ ہیں، باقی تمام انبیاء علیہم السلام کی نبوت عرضی اور غیر ذاتی ہے، عرضی اور ذاتی کے لیے سورج کی مثال لیجیئے، دنیا میں روشنیاں کئی قسم کی ہیں، مگر سب کا اصل سورج ہے۔ یہاں تک کہ چاند اور ستارے بھی سورج کی روشنی سے چمکتے ہیں۔ اور سورج کی روشنی، خداوند تعالےٰ نے اس کے اندر پیدا کی ہے، وہ کسی دوسری چیز سے روشنی حاصل نہیں کرتا بلکہ سب چیزوں کو روشن کرتا ہے، اس لیے سورج کی روشنی ذاتی ہے اور باقی تمام روشنیاں عرضی، اسی طرح نبوت کے تمام کمالات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو براہ راست عطا ہوئے ہیں، اور باقی انبیاء کو آپؐ کی ذات سے عطا ہوئے ہیں، ہر فیض و فضل کی بارش سب سے پہلے آپؐ پر ہوئی اور آپؐ کے واسطہ سے تمام انبیاء مستفید ہوئے، گو تمام انبیاء حقیقۃً نبی ہیں مگر کمالاتِ نبوت میں آپؐ کا واسطہ ضروری ہے +

؎ تو اصلِ وجود آمدی از نخست۔ دگر ہر چہ باشد ہمہ فیضِ تست

Marfat.com

ہر نعمت چھوٹی ہو یا بڑی، روحانی ہو یا جسمانی ازل سے ابد تک ساری کائنات پر حضورؐ کی وساطت سے باذن اللہ تقسیم ہو رہی ہے۔ تمام روشنیاں سورج کے وجود سے پیدا ہوتی ہیں۔ مگر سورج کے ارادہ اور اختیار کا اس میں کچھ دخل نہیں۔ پیدا کرنے والے نے اسے نورِ ذاتی بنا دیا۔ یہاں سے شرک سے والے سوراخ نہ کرنا شروع کر دیں۔

اسی طرح تمام علوی و سفلی عوالم میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذاتِ بابرکات اصل وجود اور اصل نبوت ہے۔ جو چیز زمان اور مکان کی اصل ہو اس کے لئے وقت اور زمانہ کی تقدیم و تاخیر کو معیارِ فضیلت قرار دینے کی کیا ضرورت باقی رہی؟ یہ ایک صوفیانہ اور محققانہ بحث تھی جس کو جاہل بریلویوں نے بچوں کا مشغلہ بنا دیا۔ شعر مرا بدرسہ کہ برد؟ حضرت مولانا قاسم نانوتوی کا مطلب یہ ہے کہ حضورؐ کی خاتمیتِ زمانی تو بجائے خود مسلم ہے، اور خاتمیتِ ذاتی وہ وراء الورٰی منتہائے کمالات ہے جو کون و مکان، اور زمین و زمان کا اصل الاصول اور سر الاسرار ہے

؎ سر لیست بس شگرف دریں جا مپیچ ہاں
کز آشنائے عالمِ جاں پرس ایں مقام

بے شک حقیقت محمدیہؐ جو وقت اور زمانہ کی اصل و بنیاد ہے۔ تقدیم تاخیر، بلکہ تمام عوارضِ جسمانی سے بالاتر ہے۔ ایسا بلند و برتر مرتبہ اور مقام ہے کہ اگر بالفرض کوئی نبی آپؐ کے بعد بھی آ جاتا تو یہ مرتبہ پھر بھی آپؐ ہی کا تھا۔ کیونکہ خاتمیتِ ذاتی اور مرتبی کا مطلب یہ ہے

Marfat.com

کہ تمام درجاتِ کمالات و مراتب آپؐ کی ذات پر ختم ہیں۔ اب یہی عبارتیں جن کو بگاڑ کر مولوی احمد رضا خاں صاحب نے ایک کر دکھایا ہے ان کو اصلی صورت میں دیکھئے۔ پہلی عبارت یوں ہے:۔

"غرض اختتام اگر بایں معنی تجویز کیا جائے، جو میں نے عرض کیا (خاتمیتِ ذاتی) تو آپؐ کا خاتم ہونا انبیاء گزشتہ ہی کی نسبت خاص نہ ہوگا بلکہ اگر بالفرض آپؐ کے زمانہ میں بھی کہیں کوئی اور نبی ہو جب بھی آپؐ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے"۔

پچھلا مضمون بتا رہا ہے کہ یہاں خاتمیتِ مرتبی اور ذاتی کا بیان چل رہا ہے۔ مگر مولوی احمد رضا خاں صاحب نے علماءِ عرب کو بلکہ سے اگلی عبارت کاٹ کر دکھا دی، اور یہ ظاہر کیا کہ یہ لوگ ختم نبوّت کے منکر ہیں۔ جو شخص شروع سے مضمون پڑھتا آتا ہو اس کو یہاں ذرہ بھر شبہ نہیں پڑتا۔ بلکہ حضورؐ کی شان کا بیان دیکھ کر جھومنے لگتا ہے۔ اور اگر صرف جلی حروف میں رکھی ہوئی عبارت دیکھی جائے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ کسی مرزائی نے لکھی ہے۔

دوسری عبارت جس کی ایک بوٹی توڑ کر علماءِ عرب کو دکھا رہے ہیں وہ اصل میں یوں ہے:۔

"ہاں اگر خاتمیت بمعنی اتصافِ ذاتی بوصفِ نبوّت لیجئے، جیسا کہ اس ہیچمدان نے عرض کیا ہے تو پھر سوائے رسول اللہ صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وسلم اور کسی کو افرادِ مقصودہ بالخلق میں مماثلِ نبوی نہیں کہہ سکتے۔ بلکہ اس صورت میں فقط انبیاء کے افرادِ خارجی ہی پر آپؐ کی فضیلت ثابت نہ ہوگی، افرادِ مقدرہ پر بھی آپؐ کی فضیلت ثابت ہو جائے گی بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بھی کوئی نبی پیدا ہو، تو پھر بھی خاتمیتِ محمدیؐ میں کچھ فرق نہ آئے گا"۔

اِس عبارت میں مولوی احمد رضا خاں صاحب نے یہ کاریگری کی کہ جتنا حصّہ جلی قلم سے لکھا ہوا ہے، وُہ تو لکھ دیا، اور پہلا حصّہ جس میں اِتصافِ ذاتی کے لفظ ہیں، وُہ چھوڑ دیا۔ اب علماءِ عرب کیا جانیں کہ پیچھے سے کتنی عبارت خاں صاحب سمندر میں پھینک آئے ہیں۔

ہائے افسوس! ؎ دنیا میں رہا دِین کا پروا لے کر
گمراہ کیا نامِ خدا کا لے کر

خلاصہ یہ کہ ص۱۴ اور ص۲۸ کی عبارت میں خاتمیتِ زمانی کا ذِکر ہی نہیں ہے۔ یہاں آپؐ کی شانِ والاشان کا بیان ہے۔ خاں صاحب نے ان عبارتوں کا پہلا حصّہ کاٹ لیا، اور دونو کو مِلا کر ایسا پیوست کیا کہ ٹانکے کا نام بھی نہیں۔ مولانا قاسم العلوم تو یہ فرما رہے ہیں کہ خاتمیتِ زمانی کا جھگڑا ہی ختم ہے، سب مسلمان قائل ہیں۔ اب اسی آیت خاتم النبیین والی سے اگر خاتمیتِ ذاتی بھی مُراد ہو تو مطلب یہ نکلے گا کہ آپؐ کے درجہ تک کوئی نبی نہیں پہنچ سکتا۔ اگر بالفرض آپؐ کے بعد کوئی نبی بنتا تو وُہ بھی

Marfat.com

آپؐ کے زیر سایہ ہوتا مگر چونکہ آپؐ خاتم زمانی بھی ہیں اس لئے ہرگز ہرگز آپؐ کے بعد کوئی نبی پیدا نہ ہوگا۔

یہاں بریلویوں کو یہ اعتراض ہے کہ بالفرض کیوں کہا؟ حضرت مولانا نے دو تو جگہ اگر بالفرض کا لفظ لکھا ہے۔ قرآن کریم اور حدیث شریف میں ایسے فرض اور بالفرض بے شمار ہیں۔ خداوند تعالےٰ فرماتے ہیں؛

لو کان فیہما الھۃ .... (الآیۃ)

ترجمہ:۔ اگر بالفرض زمین آسمان میں خداوند تعالیٰ کے سوا کوئی دوسرا خدا ہوتا تو زمین آسمان خراب ہو جاتے۔

نیز فرماتے ہیں:۔

ولو تقول علینا بعض الاقاویل ....۔ (الآیۃ)

ترجمہ:۔ اگر بالفرض ہمارا سچا رسولؐ کچھ بناوٹی باتیں کرنے لگے تو ہم اس کو داہنے ہاتھ سے پکڑ لیں، اور اس کی رگِ گردن کاٹ دیں کیا اس فرض میں کچھ ذاتی نقصان ہے؟ کیا خداوند تعالیٰ کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کچھ بدظنی ہو چلی تھی۔ معاذاللہ! لیجئے جس لفظ پر آپ مولانا محمد قاسم کو کافر بنا رہے ہیں، وہی لفظ حضرت امام مجدد الف ثانی رح نے بھی لکھا ہے:۔

"اگر فرضاً دریں اُمت پیغمبرے مبعوث مے شد، موافق فقہِ حنفی عمل مے کرد" (مکتوبات شریف دفتر اول ص ۳۶۵ مکتوب ۲۸۲)

Marfat.com

ترجمہ:۔ اگر بالفرض اس اُمت میں کوئی پیغمبر پیدا ہوتا تو فقہ حنفی پر عمل کرتا۔

اب بتائیے، حضرت امام مجدد الف ثانی رح تو اس فرضی نبی کا مذہب بھی بنا رہے ہیں۔ اب ہم بریلویوں سے پوچھتے ہیں کہ یہی الفاظ جن کی وجہ سے حضرت مولانا قاسم العلوم کو کافر کہا ہے۔ یہی بلکہ اس سے بڑھ کر امام مجدد الف ثانی رح کے الفاظ ہیں۔ جلدی کیجئے ان پر فتوے لگائیے۔ ہم منتظر ہیں کہ مشین چلنے کی آواز کب آتی ہے۔

حسام الحرمین کی عبارت کا تیسرا حصہ تحذیر الناس کے صہ۳ سے چرایا ہے۔ اصل عبارت یہ ہے:۔

"بعد حمد و صلوٰۃ کے قبل عرض جواب یہ گزارش ہے کہ اول معنی خاتم النبیین معلوم کرنا چاہیئے تاکہ فہم جواب میں کچھ دقت نہ ہو سو عوام کے خیال میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپؐ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد اور آپؐ سب میں آخری نبی ہیں۔ مگر اہلِ فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں"۔

مولوی احمد رضا خاں صاحب نے اس عبارت کا ترجمہ کرتے وقت اپنی عادت نہ چھوڑی، عربی میں جو ترجمہ کر کے علماء حرم کو پیش کیا ہے اس میں بالذات کا لفظ حذف کر دیا۔ لکھتے ہیں:۔ مع انہ لا فضل

Marfat.com

فیه اصلاً عند اھل الفہم یہ ترجمہ کتنا غلط ہے۔ مولانا قاسم العلوم کا مطلب تو یہ ہے کہ زمانۂ نبوت آگے پیچھے ہونے میں جو فضیلت ہے وہ بالذات نہیں بالعرض ہے۔ انہوں نے بالذات کا لفظ انگریز کی تنخواہ میں ڈال دیا، اور خود اعتراض کرنے والے بن گئے۔

اب ہم بطور خلاصہ لکھتے ہیں کہ مولوی احمد رضا خاں صاحب نے حضرت مولانا محمد قاسم بانیٔ دارالعلوم دیوبند کی عبارت میں تیرہ فریب کیے نمبروار دیکھئے۔

۱۔ پہلے ص۱۴ کی عبارت کا روشن پہلو اڑا کر اس کا ایک ٹکڑا پیش کیا

۲۔ پھر یہی ظلم ص۲۸ کی عبارت پر کیا۔

۳۔ پھر یہی ظلم ص۳ کی عبارت پر کیا

۴۔ پھر یہ تینوں کاٹے ہوئے فقرے اس طرح لکھ کر علماء عرب کے سامنے پیش کیے کہ اب تک کوئی نشان صفحہ اور سطر کا نہیں ہے بلکہ پہلی دونو عبارتوں میں لکیر کا نشان بھی نہیں ہے ایک مسلسل عبارت ظاہر کی۔

۵۔ پہلے ص۱۴، پھر ص۲۸ پھر ص۳ کی عبارت لکھی تب کفر کا فتوے لیا۔ یہ بے ڈھنگی ترتیب بتا رہی ہے کہ کتنے پاپڑ بیلنے پڑے ہونگے

۶۔ عربی بناتے وقت بالذات کا لفظ انگریز کے کھاتے میں ڈال دیا

۷۔ اردو عبارت میں پہلے ص۱۴ کی عبارت اگر بالفرض سے اگر اڑا دیا

۸۔ ص۲۸ کی عبارت سے درود شریف کا نشان اڑا دیا۔

Marfat.com

۹۔ پھر کا لفظ ہضم کر گئے اس بہانہ سے مفروضیت کو کم کرنا چاہتے ہیں۔

۱۰۔ صہ کی عبارت سے سو کا لفظ اڑا دیا۔

۱۱۔ درود شریف کا نشان اڑا دیا۔

۱۲۔ "آپؐ کا زمانہ سابق انبیاء کے زمانہ کے بعد" اتنا فقرہ کھا گئے

۱۳۔ ہوگا یہ لفظ بھی ہضم کر لیا۔

یہ تیرہ جھوٹ کیوں بنائے ؟

علماء حرمین شریفین کو دھوکا دینے کے لئے۔

کہاں جا کر ؟ اس پاک سرزمین میں جس کے متعلق حق تعالیٰ کا ارشاد

ہے۔ ومن یرد فیه بالحادٍ بظلمٍ نذقه من عذاب السعیر

ترجمہ :۔ جو شخص مسجد حرم میں ظلم سے شرارت سے ٹیڑھی راہ بنانا چاہے

ہم اسے دوزخ کا عذاب چکھائیں گے۔

کیوں اتنا بہتان اور جھوٹ موٹ افسانہ بنایا ؟ تاکہ علماء عرب، علماء

پر کفر کا فتوے دینے پر مجبور ہو جائیں۔

کیا ضرورت تھی ؟ انگریز کی نمک خواری نے مجبور کیا تھا۔

انگریز بہادر نے کیا قدر دانی کی ؟ یہ بریلویوں کی تاریخ کے باب میں

یہ ایک تہمت کا بیان ہے۔

تہمت دوم

حضرت قطب الارشاد مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ

مولوی احمد رضا خاں بریلوی حسام الحرمین صہ ۱۰۲ ؛ صہ ۱۰۳ پر لکھتے

Marfat.com

"ایک فتویٰ مولانا رشید احمد گنگوہی کے دستخط اور مُہر والا میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ جو بمبئی وغیرہ میں بارہا مع رد کے چھپا۔ اس میں صاف لکھ گیا کہ جو شخص اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کو بالفعل جھوٹا مانے تو اُسے کافر کجا فاسق بھی نہ کہنا چاہیئے"

یہ ہے تہمت کا خلاصۂ مضمون۔ پچھلی تہمت میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ مولوی احمد رضا خاں صاحب نے حضرت مولانا قاسم العلوم کو کافر بنانے کے لئے بتیرہ بہتان بنائے۔ اب یہاں ایک اور بزرگی دیکھئے!

؎ خود کوزہ و خود کوزہ گر و خود گلِ کوزہ

آپ ہی ایک فتویٰ لکھا، اور اس پر مولانا رشید احمد کا نام لگا دیا اور خود ہی اس پر کفر کا فتویٰ اور رد لکھ کر شائع کر دیا۔ فرماتے ہیں، بارہا مع رد کے چھپا۔ یہ تردید اور رد لکھنے والے جو خیر سے آپ خود ہیں۔ تو پھر،

؏ جو چاہے آپ کا حُسنِ کرشمہ ساز کرے

فرماتے ہیں:۔ فتویٰ لکھا ہوا میں نے آنکھوں سے دیکھا ہے۔ بجا ہے! جب لکھ کر سامنے رکھا ہو گا، تو دیکھا بھی ہو گا۔ حضرت اعلماء دیوبند کے عقاید ڈھکے چھُپے نہیں ہیں، قلمی فتووں کا سہارا لینے کی کیا ضرورت پڑ گئی۔ فتاویٰ رشیدیہ تین جلدوں میں چھپا ہُوا موجود ہے۔ اس میں صاف لکھا ہے کہ جو شخص کہے خداوند تعالیٰ جھُوٹ بولتا ہے، وہ کافر ہے ہمارا یقین ہے کہ ؏ یہ ہوائی کسی دشمن نے اُڑائی ہو گی۔

Marfat.com

جو ایسی بے بنیاد خود ساختہ تہمتوں کو پریس میں لانے کی جرأت بھی کرتے ہیں، اور گلی کوچہ میں خالص جھوٹ کا پروپیگنڈا کرتے ہیں اُن کا جواب ہمارے پاس صرف یہی ہے۔ لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ۔

تہمت سوم

حضرت مولانا خلیل احمد سہارن پوری انبیٹھوی پر

"شیطان کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بڑا عالم مانتے تھے معاذاللہ!

حضورؐ کا علم شیطان سے گھٹایا"

جواب

پہلے چند اصول اچھی طرح سمجھ لیں:۔

۱۔ علم کی دو قسمیں ہیں، اور یہ تقسیم بریلویوں کو بھی مُسلّم ہے کتاب خالص الاعتقاد کے صـ۲۸ اور صـ۳۲ میں یہ تقسیم موجود ہے۔

پہلی قسم ذاتی، اور دوسری عطائی۔

علمِ ذاتی وہ ہے جو کسی کا دیا ہوا نہ ہو، عطائی، جو عطا ہو۔

علمِ ذاتی صرف خداوند تعالیٰ کے لئے ہے، علم عطائی درجہ بدرجہ سب مخلوق کے لئے ہے۔ اگر کوئی شخص کسی نبی، یا ولی، یا فرشتہ کے علمِ ذاتی ثابت کرے تو مشرک ہوگا۔

مولوی احمد رضا خاں صاحب ملفوظات حصّہ سوم صـ۳۱ مطبوعہ میں فرماتے ہیں:۔

Marfat.com

"علم جب کہ مطلق بولا جائے خصوصاً جب کہ غیب کی طرف مضاف ہو یعنی علم غیب، غیب کا علم تو اس سے مُراد علم ذاتی ہوتا ہے"

اس کی تصریح حاشیۂ کشاف پر میر سیّد شریف رحمتہ کر دی ہے اور یہ یقیناً حق ہے۔ کوئی شخص کسی مخلوق کے لئے ایک ذرّہ کا بھی علم ذاتی مانے یقیناً کافر ہے۔ یہ نکتہ ناظرین یاد رکھیں، اور یہ بھی سمجھ لیں کہ براہینِ قاطعہ میں شیطان کے لئے گمراہ کرنے کا علم عطائی ثابت کیا گیا ہے، اور حضورؐ علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے علم ذاتی کا انکار کیا گیا ہے۔ کیونکہ ہر ذرہ کا علم عطا ہونا، اور محفلِ میلاد جہاں جہاں ہو، وہاں آپؐ کا تشریف لے جانا کسی آیت یا حدیث سے ثابت نہیں، اس لئے جو چیز عطائی ثابت نہیں ہے، وُہ ذاتی ہو گی۔ اور علم ذاتی کسی مخلوق کے لئے ماننا کفر ہے۔ جیسا کہ اُوپر گزرا۔

دُوسرا اصُول

کائنات کے ہر ذرّہ کے متعلق خداوند تعالیٰ کے معلُومات بے انتہا، اور بے شمار ہیں، اور مخلُوق کی کوئی صفت بے انتہا نہیں۔ اس لئے کہا جائے گا کہ مخلوق کو ایک ذرّہ کا بھی علم محیط نہیں۔

مولوی احمد رضا خاں صاحب نے الدولۃ المکیہ کے صفحہ ۹ پر یہ مضمون بیان کیا ہے۔

تیسرا اصُول

عقیدہ قائم کرنے کے لئے دلیلِ قطعی کی ضرورت ہے، اور انکار کے

Marfat.com

لئے نفقط دلیل کا نہ ہونا کافی ہے۔ فاضل بریلوی نے یہ بات بھی انباء المصطفیٰ میں بیان کی ہے۔

چوتھا اصُول

معلومات کی دو قسمیں ہیں۔ ایک وُہ جو دین سے تعلق رکھتے ہوں یعنی شرعی، دُوسرے دُنیادی، جیسے زید، عمرؔ، بکر کے عام حالات اور واقعات، زمین کے کیڑے مکوڑوں کے حالات، بُودو باش اور زندگی کے اصُول، سمندر کی مچھلیوں کی تعداد ان کی نقل وحرکت، خوراک کی مقدار وغیرہ۔ ان چیزوں کو علم دین سے کوئی تعلق نہیں، یہ دراصل گھٹیا درجہ کے، اور ادنٰے درجہ کے علوم ہیں۔ ان کو علم نہیں کہا جاتا

پانچواں اصُول

شریعت میں جس علم کی تعریف کی گئی ہے وُہ فقط علم دین ہے۔ انسانی کمال اسی سے وابستہ ہے۔ انگریزی یا دُوسری زبانیں، جادُو یا شاعری حقیقۃً علم نہیں ہیں۔

علامہ کرمانی رح شرح صحیح بخاری باب العلم میں فرماتے ہیں انّ العلم لا یُطلق اِلّا علیٰ عِلم الشریعۃ . . . . الخ

علم صرف علم شریعت کو کہا جاتا ہے۔ اس سے یہ مسئلہ نکلتا ہے کہ اگر کوئی شخص علماء کے لئے وصیت کرے تو فقط اہلِ تفسیر وحدیث و فقہ پہ خرچ ہوگی۔

Marfat.com

چھٹا اصول

جو علم انسان کے لئے باعثِ کمال نہیں، اور جن کو حاصل کرنے کا شرعی حکم نہیں دیا گیا، جیسے جانوروں کے حالات، سمندروں اور جنگلوں کے حالات، ہر شخص کے گھریلو حالات، ان علموں میں ایک معمولی آدمی ایک بزرگ سے زیادہ واقفیت حاصل کر سکتا ہے، ایسے علوم میں کمال حاصل کرنا نبی کے لئے ضروری نہیں ہے۔ چنانچہ حضرت امام مجدد الف ثانی رح مکتوب ہفتم دفتر دوم میں فرماتے ہیں:-

"چہ ہر حائک و حجام باعتبارِ صنعتِ خود بر عالم ذو فنون فضیلت دارد کہ از حیزِ اعتبار ساقط است"

یعنی ہر جولاہا اور حجام اپنے کاروبار کے اعتبار سے ہر بہت بڑے عالم پر فضیلت رکھتا ہے، یہ فضیلت قابلِ اعتبار نہیں ہے۔ مطلب یہ کہ جولاہے کو اپنے کام کی واقفیت کی وجہ سے عالم دین پر کچھ فضیلت نہیں ہے۔ اسی طرح شیطان، اور ملک الموت کو بھی اپنے اپنے مقررہ کاموں کی واقفیت انبیاء پر فضیلت کا باعث نہیں ہو سکتی۔

امام رازی رح تفسیر کبیر صفحہ ۹۵ جلد ۵ میں فرماتے ہیں

یجوز ان یکون غیر النبی فوق النبی فی علوم لا تتوقف نبوتہ علیہا

ترجمہ:- جائز ہے کہ جو شخص نبی نہیں وہ نبی سے بڑھ جائے ایسے علموں میں جن پر نبوت موقوف نہیں ہے۔

Marfat.com

ساتواں اصول

جو باتیں دین سے تعلق نہیں رکھتیں ان کے نہ جاننے سے انبیاء اور اولیاء کی شان میں کچھ کمی نہیں آتی، نہ ان کے کمال میں کچھ فرق آتا ہے، بلکہ ایسا سمجھنا سخت ناواقفی ہے۔ علامہ قاضی عیاض شفا شریف میں فرماتے ہیں:۔ وہ علوم جن کا تعلق دنیوی باتوں سے ہو، ان میں سے بعض کو نہ جاننے، اور بعض کو خلافِ واقعہ جاننے سے انبیاء کا معصوم ہونا ضروری نہیں ہے۔ یعنی ہو سکتا ہے کہ انبیاء کو بعض دنیاوی باتوں کا علم نہ ہو، اور بعض دنیوی معاملات ٹھیک سمجھ میں نہ آئیں۔ آگے فرماتے ہیں، اور یہ بات ان کے لئے کوئی عیب نہیں۔ کیونکہ ان کی توجہ آخرت اور اس کی خبروں، شریعت اور اس کے قوانین سے وابستہ ہے، اور دنیا کے کام اس کے برعکس ہیں۔ لیکن دنیا والے ظاہری زندگی کو ہی جانتے ہیں، اور آخرت سے غافل ہیں (اس لئے دنیاوی معاملات کی پہچان دنیا والوں کو ہی زیادہ ہو سکتی ہے۔

شفا شریف صـ ۲۵۴

یہ کتاب اہلِ بدعت کے نزدیک بہت معتبر ہے۔ تقریباً ہر وعظ میں اس کا نام لیتے ہیں۔ علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جو کامل محبت ہے وہ کسی سے مخفی نہیں۔ مگر اہلِ علم بات حق کی کہتے ہیں۔ صـ ۳۰۲ پر اس مضمون کو اور بھی واضح فرمایا ہے۔

Marfat.com

آٹھواں اصول

اگر بعض جزئی واقعات کا علم کسی ادنیٰ درجہ والے کو ہو، اور اعلیٰ کو نہ ہو، یا کسی اُمتی کو ہو، اور نبی کو نہ ہو، تو اس وجہ سے وہ ادنیٰ، اعلیٰ سے افضل، اور بڑا عالم نہیں بن جاتا۔ افضل اور عالم ہونے کا دارومدار دینی علوم ہیں۔ اور دینی علوم میں انبیاء سے کون بڑھ سکتا ہے؟ پھر حضورِ سرورِ کائنات سے بڑا عالم کون ہو۔

نواں اصول

قرآن کریم، حدیث شریف میں ایسی سینکڑوں مثالیں ملتی ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیاتِ طیبہ میں کئی دُنیاوی واقعات ایسے گزرے ہیں جن کی اطلاع دُوسرے لوگوں کو ہوگئی کیونکہ وُہ واقعہ ان سے متعلق تھا، مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع نہ ہوئی تو پُوچھنے کی ضرورت پڑی، یا قرآن نازل ہوا۔ مثلاً صحیح بخاری شریف کتاب التفسیر میں ایک روایت ہے کہ آپؐ نے زید بن ارقم رضؓ کو کسی واقعہ میں جھوٹا قرار دیا، مگر سورۃ منافقون کی آیات نے انہیں سچا ثابت کیا۔ سورۃ توبہ میں ہے بعض لوگ جو تمہارے اِرد گِرد بدوی رہتے ہیں منافق ہیں، اور بعض اہلِ مدینہ سرکش منافق ہیں۔ آپؐ ان کو نہیں جانتے، ہم جانتے ہیں۔ دیکھیے محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو ان منافقوں کا علم نہیں ہے۔ مگر خود ان منافقوں کو تو اپنا حال معلوم ہے۔

قرآنِ کریم کی رُو سے شعر آپؐ کے شایانِ شان نہیں، اور آپؐ کے

Marfat.com

علاوہ کافر، مسلمان، شاعر موجود ہیں۔ معلوم ہوا کہ بعض گھٹیا چیزیں جو شانِ رسالت سے متعلق نہیں ہیں، ہو سکتا ہے کہ آپ کو معلوم نہ ہوں اور دُوسرے شخص کو معلوم ہوں۔ صحیح بخاری، صحیح مسلم، ابو داؤد شریف میں ہے کہ ایک حبشی عورت مسجد میں جھاڑو لگایا کرتی تھی۔ ایک دن رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلّم نے اُسے نہ پایا، تو دریافت فرمایا، عرض کیا گیا اس کا انتقال ہو چکا ہے۔ فرمایا تم نے مجھے اطلاع کیوں نہ دی؟ پھر فرمایا مجھے اس کی قبر بتاؤ۔ چنانچہ آپؐ نے اس کی قبر پر جا کر نمازِ جنازہ پڑھی۔ اگر ہر واقعہ جو دُنیا میں گزر رہا ہے اُس کی آپ کو خبر ہوتی، تو اطلاع نہ دینے کی شکایت کیوں فرماتے؟ قبر کا پتہ کیوں پُوچھتے؟ نیز سنن نسائی میں حضرت یزید بن ثابت صحابی سے مروی ہے کہ آپؐ نے ایک نئی قبر دیکھ کر فرمایا مَا ھٰذا؟ یہ کیا ہے؟ یعنی کس کی قبر ہے؟ صحیح بخاری اور سنن اربعہ میں حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام غزوۂ اُحد میں دو دو شہیدوں کو ایک قبر میں رکھتے وقت پُوچھتے، ان دونوں میں سے زیادہ قرآن سیکھنے والا کون ہے؟ جب بتایا جاتا تو اُسے پہلے اُتارتے۔

مُسند امام احمد اور بزار میں حضرت عبداللہ بن عبّاس سے روایت ہے۔ کہ ایک غزوہ میں آپؐ کی خدمت میں پنیر پیش کیا گیا۔ فرمایا۔ یہ کہاں کا بنا ہوا ہے؟ عرض کیا گیا، فارس کا بنا ہوا ہے۔ ابُو داؤد، اور جامع ترمذی میں ابیض بن جمال سے مروی ہے، کہ

Marfat.com

انہوں نے حضورؐ کی خدمت میں عرض کیا مقام مارب میں جو نمکین پانی کا چشمہ ہے، وُہ مجھ کو عطا فرمایا جائے! درخواست منظور ہو گئی۔ جب وہ چلے تو ایک شخص نے عرض کی کیا آپؐ کو معلوم ہے کہ آپؐ نے ان کو کیا دے دیا؟ آپؐ نے ان کو ایسا پانی دے دیا جو آسانی سے نمک بن سکتا ہے۔ یہ بات معلوم فرما کر آپؐ نے اس صحابی سے وُہ پانی کا چشمہ واپس کر لیا۔

صحیح بخاری، صحیح مسلم، اور جامع ترمذی میں عبد اللہ بن عبّاس کی روایت ہے کہ ایک دفعہ حضورؐ بیت الخلا تشریف لے گئے اور مَیں نے آپؐ کے لئے پانی کا برتن رکھ دیا۔ جب باہر تشریف لائے تو فرمایا، پانی کِس نے رکھا ہے؟ مَیں نے عرض کیا، مَیں نے رکھا ہے، خوش ہو کر دین میں سمجھ کی دُعا دی۔

ابُو داؤد شریف میں حضرت ابُوہریرہ سے روایت ہے کہ مَیں بخار میں مبتلا تھا، اور مسجد میں پڑا تھا کہ آپؐ نے آ کر پُوچھا، کِسی نے دوسی جوان، یعنی ابُوہریرہ کو دیکھا ہو؟ تین دفعہ پُوچھا۔ ایک شخص نے عرض کیا، حضوُر! وُہ یہ ہیں۔ بخار میں مبتلا ہیں۔ مسجد کے ایک کونے میں پڑے ہیں۔ پس آپؐ میری طرف چلے، اور قریب آ کر اپنا ہاتھ مبارک مجھ پہ رکھ دیا۔

مصنّف ابن ابی شیبہ میں عبدالرحمن ابن الازھر سے روایت ہے کہ فتح مکّہ کے سال جب کہ میں نوجوان تھا۔ مَیں نے دیکھا کہ آپؐ

Marfat.com

لوگوں سے خالد بن ولید کا گھر پوچھ رہے ہیں۔

ناظرین! ایسی مثالیں قرآنِ کریم اور حدیث شریف میں ہزاروں ہیں کہ آپؐ بوقتِ ضرورت لوگوں سے دنیاوی باتیں پوچھ لیتے تھے، تم کون ہو؟ تمہارا کیا نام ہے؟ یہ کیا ہے؟ فلاں شخص کا گھر کدھر ہے؟ وغیرہ وغیرہ۔ بریلوی حضرات جو آپؐ کو ہر ذرّہ کا عالِم قرار دیتے ہیں تو یہ پوچھ پاچھ کیوں ہے؟ کیا یہ "تکلّف" نہیں ہوگا؟

ناظرین! یہ نو اصُول مسلّمہ اور نہایت مفید ہیں۔ بہت سے اختلافی مسائل ان میں آگئے ہیں، ان اصولوں کی روشنی میں اصل بات تک پہنچئے۔ مولوی عبد السمیع صاحب رامپوری مصنّف انوارِ ساطعہ ایک مشہور بریلوی مولوی ہیں۔ انہوں نے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے علمِ مبارک کو شیطان اور ملک الموت پر قیاس کر کے یہ ثابت کرنا چاہا کہ چونکہ شیطان تمام رُوئے زمین پر ہر شخص کو گمراہ کرنے کے لئے پہنچتا ہے، چونکہ ملک الموت فرشتہ رُوح قبض کرنے کے لئے ہر جگہ پہنچتا، اور ہر شخص کو پہچانتا ہے اس لئے حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام بھی جہاں محفلِ میلاد قائم ہو تشریف لاتے ہیں۔ یہ کتنی بھدّی دلیل، اور کس قدر بے ہودہ، اور بے بنیاد بات ہے۔ شیطان خبیث کو خلقِ خدا کی گمراہی کا جو علم ملا ہے اس سے حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے علم کو قیاساً ثابت کرنا بجائے خود اتنی بڑی گستاخی ہے کہ اگر ہمارے بزرگوں کو پروپگنڈا کی مہارت ہوتی تو اتنی بات کو اُچھال کر کفر کے فتوے دے دئے ہوتے۔ مولوی عبد السمیع رامپوری

Marfat.com

کی یہ گستاخی ہماری نظر میں ہرگز قابلِ معافی نہیں۔ مثال میں کچھ مناسبت تو ہونی چاہیئے، توبہ توبہ حضور پاک کا علم شیطان کے علم سے ثابت کر رہے ہیں۔ مگر یہ نہ سوچا کہ شرعی مسائل ایسے بھدے اور ناقص قیاسات سے پاک ہیں۔ یہاں تو قرآن، حدیث، اجماع اور قیاسِ ائمہ کے سوا کوئی چیز ایک جَو کی قیمت نہیں رکھتی۔ ان گزشتہ صفحات میں یہ بات گذر چکی ہے۔ مسئلہ دلیل سے ثابت ہوتا ہے۔ حضرت مولانا خلیل احمد رحمۃ اللہ علیہ نے خوب فرمایا کہ ساری زمین کی ہر بات کا علم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے اگر اس دلیل سے ثابت کیا جائے کہ چونکہ آپؐ شیطان سے افضل ہیں اور شیطان کو سب بندوں کی جان پہچان حاصل ہے، اس لئے آپؐ کو بھی سب زمین کا علم حاصل ہوگا، تو اس صورت میں ہر مومن کو بھی ساری زمین کا علم ہونا چاہیئے کیونکہ ہر مومن بھی شیطان سے افضل ہے۔

اصل عبارت لکیر زدہ مع تشریح یہ ہے:۔

الحاصل غور کرنا چاہیئے کہ شیطان اور ملک الموت کا حال دیکھ کر، یعنی ان کو جو بعض دنیاوی چیزوں کا علم دیا گیا ہے۔ شیطان کو اغوائے بنی آدم کا اور ملک الموت کو قبضِ ارواح کا۔ علمِ محیطِ زمین فخرِ عالم کو صلی اللہ علیہ وسلم ناظرین اس لفظ کو یاد رکھیں، یہاں زمینی علم کی بحث ہو رہی ہے، اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جن علوم میں کمال حاصل ہے وہ آسمانی علوم ہیں، اصول ۵، ۶، ۷، ۸ میں آپ امام رازیؒ اور قاضی عیاضؒ کی عبارتوں میں پڑھ چکے ہیں کہ ادنیٰ علوم میں غیرِ نبی، نبی سے بڑھ سکتا ہے

Marfat.com

ابنیاء کا کمال علومِ شریعت میں ہے۔ یہاں مولانا خلیل احمد فرمارہے ہیں کہ زمینی علم جو شیطان کو گمراہ کرنے کے لئے دیا ہے اس کی دلیل حدیث میں موجود ہے، مگر حضورؐ کا ساری دُنیا کی محفل ہائے میلاد میں تشریف لانا کِسی حدیث میں نہیں ہے۔ کوئی حدیث اگر اس مضمون کی ہوتی تو شیطان کے علم کی پناہ کیوں لیتے؟ ہم اعلان کرتے ہیں کہ کوئی ضعیف حدیث بھی ایسی دِکھا دیں جس میں حضورؐ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہو کہ جہاں محفلِ میلاد ہوگی ہم تشریف لائیں گے۔ اگر نہیں ہے، اور ہرگز آج تک اس کا ثبوت نہیں ہے تو یہ دین داری نہیں، یہ ہوا پرستی ہے، اس سے باز آؤ۔ میلاد کی محفلیں سنت طریقہ سے بے شک کرو۔ ثواب ہے مگر بدعات کو چھوڑ کر، اور یہ اعتقادِ بے بنیاد بھی چھوڑ دو، کہ اُٹھو، حضرت تشریف لائے، ہم حیران ہیں کہ کیا حضورؐ ساری مجلس ختم ہونے کے وقت ہی تشریف لاتے ہیں؟ اگر تم کو یقین ہے کہ حضورِ پُر نور محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم ایسی مجلسوں میں تشریف لاتے ہیں، تو تمہارا وہاں اِتنی دیر بیٹھے رہنا گستاخی نہیں ہے؟ اور پھر یہ خوش گپیاں، یہ جھوٹ موٹ فسانے، یہ غلط نعت خوانی، یہ بناوٹی کہانیاں کیا حضورؐ کو سُناتے ہو؟ ہائے افسوس! کیا صحابہ رضؓ کی مجلسیں ایسی ہی ہوتی تھیں؟ یہاں تو مولانا خلیل احمد زمینی علم کا ذِکر فرمارہے ہیں کہ یہ ادنیٰ اور گھٹیا علوم حضورؐ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے باعثِ شرف نہیں ہیں۔ آپؐ آسمانی علوم کے تاجدار ہیں۔ آپؐ کے علوم یہ

Marfat.com

ہیں۔ دُنیا کی بے ثباتی۔ آخرت اور اس کی پائداری، عالمِ قبر، عالمِ قیامت حساب، میزان۔ شفاعت، پُل صراط، جنّت اور اس کے عجائبات، دوزخ اور اس کی ہولناکیاں، نیکی اور بدی کی پہچان، علمِ شریعت، علمِ طریقت، معرفت، علم الاسرار۔ یہ علومِ نبوّت شیطان خبیث کے پاس کہاں ہیں؟ یہاں زمینی علم کی بات چل رہی ہے۔ مگر مولوی احمد رضا خاں صاحب نے جھوٹ اور بُہتان میں غضب کر دیا کہ اس اردو عبارت کو علماءِ عرب کے پاس ان لفظوں میں ظاہر کیا

بان شیخھم ابلیس اوسع عِلماً من رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم۔ یعنی علماءِ دیوبند اپنے پیر شیطان کا علم رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیہ وسلّم سے زیادہ وسیع سمجھتے ہیں۔ کجا زمینی علم اور کجا مطلق علم، کوئی شخص کتنے احتیاط سے بات کرے مگر بگاڑنے والا بگاڑ سکتا ہے۔ لکھنؤ کی بھٹیاریاں لڑنے میں مشہور ہیں مگر مولوی احمد رضا خاں اُن سے بھی بدتر لڑائی لڑے ہیں۔ اصُول تو یہ ہے کہ جب تک سَو میں سے ایک فیصدی گنجائش ہو کافر نہ کہا جائے۔ مگر یہاں اُلٹا اصُول ہے، ہزار میں سے ایک وجہ بھی کُفر کی نہیں مگر سَو فیصدی کافر بنا دیا۔

آگے چلئے خِلاف نصُوصِ قطعیہ کے جو قرآن و حدیث میں بکثرت موجود ہیں کہ علمِ ذاتی کِسی کو ذرّہ بھر نہیں دیا گیا۔ ابھی ابھی ملفوظات کا حوالہ گزرا ہے بلا دلیل یعنی کوئی دلیل ان کے پاس اس بات کی نہیں کہ حضُور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام محفلِ میلاد میں تشریف لاتے ہیں؛

Marfat.com

محض قیاسِ فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کونسا حصّہ ایمان کا ہے؟ یعنی علم ذاتی غیر عطائی ثابت کرنا شرک ہے۔ چونکہ ایسی عطا کی دلیل بریلویں کے پاس آج تک نہیں ہے، اس لئے یہ علم ذاتی ہو گا، کیونکہ تیسری قسم تو کوئی ہے نہیں۔

شیطان اور ملک الموت کو یہ وسعت یعنی زمین پہ رہنے والوں کو گمراہ کرنے کا علم اور قبض رُوح کا علم نص سے ثابت ہوئی یعنی یہ علم ذاتی نہیں عطائی ہے۔ کیونکہ دلیل موجود ہے کہ یہ علم شیطان کو عطا ہوا ہے۔ فخرِ عالم کی وسعتِ علم، یعنی علم ذاتی جس کا بیان گزر چکا ہے کی کون سی نصِ قطعی ہے؟ واقعی اس کی کوئی دلیل موجود نہیں بلکہ مولوی احمد رضا خاں صاحب اِس کے منکر ہیں فرماتے ہیں مخلوق کو علم ذاتی ذرہ برابر بھی نہیں جو مانے کافر ہے جیسا کہ بیان ہو چکا ہے۔ آگے فرماتے ہیں۔ خاصہ حق تعالیٰ کے علم کا یہ ہے کہ اس کا علم ذاتی حقیقی ہے جس کا لازم احاطہ کل شیئ کا ہے۔

ناظرین! یہ لکیر والی عبارت مولانا خلیل احمد انبیٹھوی کی ہے درمیان میں بطور تشریح کچھ جملے بڑھا دئے ہیں تاکہ مطلب سمجھ میں آئے خلاصہ یہ کہ ساری زمین پہ بندوں کو گمراہ کرنے کے لئے جو ادنےٰ علم شیطان کو عطا ہوا ہے۔ اس سے حضورؐ کا علم ذاتی ثابت نہیں ہو سکتا اور جو علم آپؐ کو عطا ہوئے ہیں، وہ خود ثابت ہیں قرآن اور حدیث سے، شیطان ان سے محرُوم ہے۔ شیطانی علم آپؐ کی شانِ عالی کے

Marfat.com

لائق نہیں، اور جو چیز عطائی نہ ہو وُہ ذاتی ہو گی۔ شیطان کو یہ علم عطائی ثابت ہے، اور حضور علیہ السلام سے علمِ ذاتی کا انکار ہے۔

والله یدعوا الی دار السلام

تہمت چہارم

بر حضرت مولانا تھانوی دامت برکاتہم

مولوی احمد رضا خاں صاحب حسام الحرمین (جو علماء عرب سے دھوکا ہے) کے ص۱۰۸ اور تمہید ایمانی ص۱۰۹ پر فرماتے ہیں کہ۔

"اشرف علی تھانوی نے ایک چھوٹا سا رسالہ تصنیف کیا، جو چار ورق کا بھی نہیں، اس میں تصریح کی (صاف صاف لکھ دیا) کہ غیب کی باتوں کا جیسا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے، ایسا تو ہر پاگل بلکہ ہر جانور اور ہر چار پائے کو حاصل ہے"

ناظرین! بریلویوں کا اور ہمارا فیصلہ یہیں ہو سکتا ہے۔ سارے بریلویوں سے ہماری درخواست ہے کہ یہ لفظ حفظ الایمان میں کہاں ہیں؟ خدا کی قسم یہ جیسا اور ایسا مجموعہ حفظ الایمان میں نہیں ہے، کوئی شخص جو ایسا لکھتا ہے اس سے بدتر انسان، بلکہ ابلیس بھی نہیں، اور جو جھوٹا الزام لگاتا ہے، وُہ کذاب ہے جھوٹا ہے۔

یہ جھوٹ جب شائع ہوا تو مولانا سید مرتضےٰ حسن صاحب نے مولانا تھانوی کو ایک خط لکھا کہ مولوی احمد رضا خاں بریلوی آپ کے

Marfat.com

اشاعت بھی ہو چکی ہے۔

چنانچہ ان دو ترمیموں کے بعد اب یہ عبارت اس طرح ہے:

"پھر یہ کہ آپ کی ذاتِ مقدسہ پر علمِ غیب کا اطلاق کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب امر یہ ہے، کہ اِس غیب سے بعض غیب مراد ہے یا کل غیب، اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی کیا تخصیص ہے، مطلق بعض علومِ غیبیہ تو غیرِ انبیاء کو بھی حاصل ہیں، تو چاہیے کہ سب کو عالم الغیب کہا جائے" [۱]

اصل بات کیا تھی: بریلوی حضرات کو یہ مرض شرک کا یہاں تک پہنچ گیا ہے، کہ خداوند تعالےٰ کے مخصوص ناموں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بولنا چاہتے ہیں، چنانچہ کئی جاہل حضور صلعم کو عالم الغیب بھی کہتے ہیں، اس بات میں شک نہیں کہ انبیاء علیہم السّلام کو خداوند تعالیٰ نے غیبی علوم عطا فرمائے ہیں، اور حضرت مولانا اشرف علی یہاں علم غیب کا ذکر نہیں فرما رہے بلکہ عالم الغیب کہنے کی تردید ہو رہی ہے، علم غیب کے متعلق حضرت مولانا کا عقیدہ یہ ہے آپ کی مشہور و معروف تصنیف بوادر النوادر کے صفحہ ۷۵۰ کی عبارت ملاحظہ ہو:

اللہ تعالےٰ نے علومِ غیب میں سے بعض مخلوق کو بعض علوم عطا فرمائے ہیں جن میں سب سے زیادہ حضرات انبیاء علیہم السلام اور ملائکہ کو، پھر ان سب سے زیادہ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کو

[۱] حضرت مولانا تھانوی کی احتیاطی شرافت اور امن پسندی ہے کہ عبارت کو بدل دیا، ورنہ ہو بہو اسی مضمون کی عبارت مولوی احمد رضا خاں کے دادا پیر جناب حمزہ شاہ صاحب کی کتاب خزینۃ الاولیاء کے صفحہ ۱۵ پر ہے، اور اس سے صاف تر

Marfat.com

علوم عطا فرمائے ہیں۔ خصوصاً امورِ تشریعیہ یعنی علوم شریعت کے ایک ایک جزء کا، اسی طرح امورِ تکوینیہ مناسبہ منصب نبوت کی ایک ایک جزئی کا علم آپ کو عطا فرمایا گیا ہے۔ اور بعض نہیں عطا فرمائے۔ بعض علم عطا ہوئے ہیں، اور بعض نہیں عطا ہوئے، اس پر سب کا اتفاق ہے (واضح رہے کہ فاضل بریلوی نے بھی دولتِ مکیۃ کے ص۹ پر اس بات کو تسلیم کیا ہے) آگے فرماتے ہیں :-

اور بعض (دیگر) جزئیات کا عطا ہونا نہ ہونا مختلف فیہ ہے مثلاً قیامت کا علم یعنی وقتِ مقررہ۔ قیامت تک پیش آنے والے تمام واقعات کا تفصیلی علم۔ ظاہر نصوص اس کی نفی کرتی ہیں، اور جمہور اہلِ حق کا یہی اعتقاد ہے، اور بعض نے بعض روایتیں، جو ثابت نہیں، یا اس مطلب کے لئے ناکافی ہیں، سے دلیل پکڑ کر حضور علیہ السلام کے لیے اس کو ثابت کر کے جمہور سے اختلاف کیا ہے۔ مگر یہ اختلاف بدعت کی حد سے نہیں بڑھتا، یعنی ان لوگوں کو بدعتی کہا جائے، کافر نہ کہا جائے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ الخ

یہاں سے بات واضح ہوگئی کہ حضرت مولانا علم غیب عطائی کے قائل ہیں۔ حفظ الایمان میں علم غیب کی بحث نہیں، عالم الغیب کہنے کی بحث ہے۔ افسوس کہ مولوی احمد رضا خاں صاحب نے اس عبارت کا آخری

Marfat.com

فقرہ حج کو جاتے ہوئے سمندر میں پھینک دیا۔ ورنہ یہ بات بگڑنے والی نہ تھی۔ آخری لفظ یہ ہیں:۔

"تو چاہیئے کہ سب کو عالم الغیب کہا جائے"

یہ آخری فقرہ کاٹ دیا، اور بات کو اپنی جگہ سے دُور لے گئے۔ اس ساری عبارت پر بریلویوں کے اعتراض کا خلاصہ یہ ہے کہ لفظ ایسا صرف تشبیہ کے لئے آتا ہے، اور یہاں معاذ اللہ حضرت تھانوی نے حضورؐ کے علم کو جانوروں اور دیوانوں جیسا کہا ہے۔ یہ لفظ ایسا چونکہ اردو زبان کا لفظ ہے اس لئے یہاں اردو ادب کے ماہرین کا حوالہ کافی ہوگا واضح ہو کہ امیر مینائی نے جو اردو زبان کے مسلّم استاد اور سند ہیں

امیر اللغات جلد ۲ صفحہ ۳۰۲ میں لفظ ایسا کے پانچ معنے لکھے ہیں

۱۔ اس قسم کا، اس شکل کا، کہتے ہیں ایسا قلمدان ہر شخص نہیں بنا سکتا۔

۲۔ اس قدر، اتنا۔ کہتے ہیں ایسا مارا کہ ادھ موا کر دیا

۳۔ مانند۔ ہم نے تم ایسے بہتیرے دیکھے ہیں۔

۴۔ اس طرح، یوں۔ کہتے ہیں ایسا سنا ہے کہ آج ان دونوں میں چل گئی

۵۔ مدح وذم میں مبالغہ۔ کہتے ہیں ایسا وقت قسمت سے ملتا ہے۔

یہ پانچ معنے ہیں صرف نمبر ۳ میں ایسا معنے جیسا ہے۔ باقی چار تشبیہ اور مانند کا معنیٰ نہیں دیتے۔ مگر مولوی احمد رضا خاں صاحب کو جب کافر کہنا ہی منظور تھا تو اُن کی نظر میں ایسا کے اور معنے ہیں ہی نہیں کہتے ہیں خداوند تعالیٰ ایسا قادر ہے کہ جو چاہے کرے۔ کیا یہاں

Marfat.com

بھی مانند کے معنی ہو سکتے ہیں؟ خداوند تعالیٰ ایسا تو ہے، جیسا کہاں سے لاؤ گے؟

داغ کا شعر ہے :۔ جلوے مری نگاہ میں کون و مکاں کے ہیں
مجھ سے کہاں چھپیں گے وہ ایسے کہاں کے ہیں

کسی نے کہا ہے :۔

وصلِ بُتِ خود سر کی تمنّا نہ کریں گے
ہاں ہاں نہ کریں گے کبھی ایسا نہ کریں گے

حضرت یہ ایسا یہاں مطلق بعض کو بیان کر رہا ہے۔ اور قاعدہ ہے کہ جب بعض، کُل کے مقابل ہو تو وہاں ایک اور ننانوے دونو پر بعض صادق آتا ہے۔ یہ اہلِ علم کی عبارتیں بیچارے اُردو خواں لوگ کیا جانیں۔

ناظرین! ہم اس عبارت میں مزید تشریح کی ضرورت نہیں سمجھتے کیونکہ یہ عبارت مولانا تھانوی نے دو دفعہ تبدیل کی ہے۔ اب تبدیل شدہ عبارت پر اعتراض ہو تو بتائیں۔

ناظرین! ہم معافی کے خواستگار ہیں کہ بلیک مارکیٹ کی یہ دُکان ذرا علمی اصطلاحات میں گھری ہوئی تھی، ممکن ہے یہاں آپ کو کھوٹا کھرا پہچاننے میں دِقت پیش آئی ہو۔ یہ مولوی احمد رضا خاں بریلوی کے کارنامے آپ نے دیکھ لئے۔ اب ہم آپ کو بلیک مارکیٹ کی ایک اور دکان پر لے چلتے ہیں۔ یہاں سفید جھُوٹ اور سیاہ بہتان دونو

Marfat.com

نہایت واضح نظر آئیں گے۔ مولوی محمد عبداللہ صاحب کے استاذ گرامی ہیں فقیر قادری ابوالبرکات سید احمد ناظم مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند لاہور، انہوں نے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کے مکتوبات شریف کا ایک خلاصہ بنام چالیس ارشادات امام ربانی اشتہار اور پمفلٹ کی شکل میں شائع کیا ہوا ہے۔ یہ اشتہار عموماً بریلویوں کی مساجد میں لٹکے ہوئے دیکھے جاتے ہیں۔ اس اشتہار میں حضرت مجددؒ کے مکتوبات پر جو ظلم کیا ہے اس کا کچھ نمونہ دیکھئے، تاکہ دُودھ دُودھ، اور پانی پانی کی مثال صادق آئے۔

طوفان ۱

پمفلٹ کے ص۱ نمبر۲ میں مکتوبات شریف سے ایک حدیث نقل کی ہے۔ جس میں بہت زیادہ جھوٹ تو نہیں بولا صرف ما یعنی نہیں کا لفظ کاٹ کر ہاں بنا دیا۔ ہاں اور نہیں میں کتنا فرق ہوتا ہے یہ تو آپ سمجھتے ہیں، بس سید صاحب نے اتنا کام کیا ہے۔ سید صاحب فرماتے ہیں:۔

"حضور سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تبارک وتعالیٰ سے عرض کی اَللّٰھُمَّ اَنْتَ وَاَنَا وَمَا سِوَاکَ تَرَکْتُ لِاَجْلِکَ

ترجمہ یہ کیا ہے:۔

اے اللہ! تو ہے، اور میں ہوں اور تیرے سوا جو کچھ ہے

سب کو میں نے تیرے لئے چھوڑ دیا۔

ناظرین! اس عبارت اور اس کاریگری میں وہی بریلوی ذہنیت کارفرما ہے۔ اصل جھگڑا ہمارا ان سے یہی ہے کہ انبیاء کو خداوند تعالیٰ کے سامنے مقابلہ اور برابری میں لاتے ہیں۔ مکتوبات شریف میں حدیث قدسی کی اصلی عبارت یہ ہے۔ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ وَمَا اَنَا .... الخ

اے اللہ! تو ہے اور میں نہیں ہوں، یعنی تیرے سامنے میری ہستی کچھ نہیں ہے۔ جو شخص حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ عبدیت سے واقف ہے، وہ آسانی سے سمجھ سکتا ہے کہ حضور پُرنور اللہ تبارک وتعالیٰ کی جناب میں یہ جرأت کب کر سکتے تھے؟ کہ خداوندا! تو بھی ہے، اور میں بھی کچھ ہوں، میری بھی کچھ ہستی ہے۔

یہ بات اب تک ہماری سمجھ میں نہیں آئی کہ یہ لوگ توحید کے دشمن کیوں ہیں؟ یہاں سید صاحب نے نہیں کا لفظ کاٹ کر ہاں بنا دیا، حدیث بگاڑ دی، وہ بھی حدیث قدسی۔ پھر امام مجدد الف ثانی رح کو بدنام کیا یہ مسئلے بنتے نہیں، تو بنائے جا رہے ہیں۔ جب تحریر اور تصنیف میں یہ علانیہ فریب ہیں تو تقریر کا کیا حشر ہوگا؟ ان کی تقریر ہمیشہ جہلاء سنتے ہیں وہاں ان کو دل کھول کر جھوٹ بولنے کا موقع ملتا ہے۔ جب بات پھیکی ہونے لگتی ہے تو جھٹ قرآن کی کوئی آیت پڑھ دیتے ہیں۔ کوئی شعر پڑھ دیا۔ کسی بڑے عالم کا نام لے لیا، فلاں علامہ فلاں کتاب میں یوں فرماتے ہیں۔ یہ معمولی غلطی نہیں ہے جس کا دل چاہے مکتوبات شریف

Marfat.com

میں مَا کا لفظ دیکھ لے، ادھر سید صاحب کا اشتہار بھی دیکھ لے، انصاف اور طلب حق شرط ہے۔ سید صاحب کی یہ جرأت دیکھ کر ہم حیران رہ گئے، اور قصور شہر کے ایک اہلِ علم نصیحت کرنے گئے، عرض کیا ہے سید صاحب! یہ مَا آپ کس طرح ہضم کر گئے؟ فرمایا، بھائی کیا نام، کیا نام، وُہ۔ ارے ایک قلمی نسخہ ہے ہمارے پاس وُہ صحیح ہے باقی سب دنیا کے نسخے غلط ہیں، ہمارے دوست نے عرض کیا سید صاحب جس کتاب کے صفحات کا حوالہ آپ نے دیا ہے اس میں جب ایسا نہیں ہے تو آپ کو غلط لکھنے کا کیا حق تھا؟ اچھا لائیے صحیح نسخہ۔ وُہ کیا نام چابیاں نہیں ملیتں۔ وُہ ارے کہاں گیا بھائی لائبریرین؟ ہمارے دوست اڑ گئے کہ دیکھ کر جاؤں گا۔ آخر ہزار بہانہ کے بعد قلمی نسخہ آیا تو اس میں بھی مَا لکھا تھا، آنکھیں زمین میں گڑ گئیں، اور دبی زبان سے کہا بھائی غلطی ہو گئی ہے۔ ہمارے دوست نے کہا، اگر غلطی مان لی ہے تو اسے شائع کیجئے تاکہ لوگ گمراہ نہ ہوں۔ مگر اصلی بریلوی وہی ہوتا ہے، جو پکا ضدّی ہو۔ سید صاحب کو اپنی غلطی شائع کرنے کی توفیق نہ ہوئی یہ حضرت بریلویوں کے کرتا دھرتا ہیں، ان کے کرتُوت یہ ہیں تو چھوٹے چھوٹے ندی نالوں کا کیا کہنا؟ جب سمندروں کا یہ حال ہے۔

مولوی محمد عبداللہ صاحب کو مرکز حزب الاحناف میں شاید یہی جھوٹ کے سمندر نظر آئے ہوں۔ ہم حیران ہیں کہ بندگی اور خُدائی کے تعلق میں مَیں اور تُو کی گنجائش ہی کہاں ہے؟ یہاں سید صاحب بریلویوں کا اصُول

Marfat.com

ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ دیکھو حضور نبی کریمؐ خداوند تعالیٰ کے سامنے کس طرح اکڑ کر بولتے ہیں، اے خدا تو بھی ہے اور میں بھی ہوں۔

اصل حدیث یوں ہے:۔ اے خدا! تو ہے اور میں نہیں ہوں۔

تیری شانِ جلالی کے سامنے میں سرتا پا عبدیت ہوں۔ انانیت ہی تو ابلیس کا جرم ہے۔

اے آفتاب خضرِ رہِ معرفت ہے تو!
کتنے ستارے اور تیری محفل میں کچھ نہیں

طوفان نمبر۲

بریلویوں کی بلیک مارکیٹ ناظرین کے لئے اچھے خاصے لطائف مہیا کررہی ہے مگر دراصل یہ خوش طبعی کا سامان نہیں، رونے کا مقام ہے، سید صاحب اسی پمفلٹ کے نمبر۱۰ میں مکتوبات جلد سوم ۱۰۰ کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ حضرت امام مجددؒ نے فرمایا ہے:۔

"حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خلقت کسی بشر کی خلقت کی طرح نہیں، بلکہ عالم ممکنات کی کوئی چیز بھی حضور کی خلقت سے کچھ مناسبت نہیں رکھتی۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خداوند تعالیٰ نے اپنے نور سے پیدا کیا ہے"۔

مکتوبات شریف کی اصلی عبارت یہ ہے:۔

"باید دانست کہ خلقِ محمدیؐ در رنگِ سائرِ افرادِ انسانی نیست

Marfat.com

بلکہ بخلق، ہیچ فردے از افرادِ عالم مناسبت نہ دارد کہ او صلی اللہ علیہ وسلم باوجود نشاءِ عنصری از نورِ حق جلّ وعلیٰ مخلوق گشتہ است۔"

ترجمہ:۔ جاننا چاہیئے کہ حضورِ پُرنور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی پیدائش تمام افرادِ انسانی کی پیدائش کی طرح نہیں ہے، بلکہ کائنات کے کسی فرد سے بھی آپ کی پیدائش کچھ مناسبت نہیں رکھتی۔ کیونکہ آپؐ جسمِ عنصری یعنی آگ، پانی، مٹی، ہوا کا مادی جسم رکھنے کے باوجود اللہ کے نور سے پیدا ہوئے ہیں

واضح رہے کہ دنیا کے ہر جسم کا اصل یہی چار چیزیں ہیں۔ اب یہاں بشر کا لفظ تو ہے ہی نہیں انسان کا لفظ ہے۔ چونکہ ان کو ہر جگہ بشر سے کد ہے اس لئے انسان کی بجائے بشر کا لفظ لکھ دیا۔ مطلب یہ نکالنا چاہتے ہیں کہ حضرت مجدد رح حضور علیہ السلام کو بشر نہیں مانتے۔ مگر یہ نہ سوچا کہ حضرت مجدد رح نے مکتوبات میں کتنی جگہ بشریت کا صاف صاف اقرار کیا ہے دیکھیئے مکتوب ۱۷۳ دفتر اول ص۱۷۷ میں حضرت امام مجدد رح فرماتے ہیں۔

"اے برادر! محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم باآں علوِشان بشر بود، و بداغِ حدوث و امکان متسم۔ بشر از خالقِ بشر چہ دریابد"

ترجمہ:۔ اے بھائی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس قدر بلند شان کے باوجود بشر تھے، اور حدوث وامکان کے داغ سے داغدار تھے۔ بشر، خالقِ بشر کے متعلق کیا معلوم کر سکتا ہے؟

Marfat.com

آگے چلیئے جلد اوّل ص۳۲۹ میں فرماتے ہیں :۔

"نے بینی کہ انبیاء علیہم الصلوات والتسلیمات با عامہ درنفسِ انسانیت برابرند، و در حقیقت و ذات ہمہ متحد، تفاضل با عتبار صفاتِ کاملہ آمدہ است"

ترجمہ :۔ کیا تو نہیں دیکھتا کہ انبیاء علیہم السلام نفسِ انسانیت میں عام لوگوں کے ساتھ برابر ہیں، اور حقیقت اور ذات میں سب ایک دُوسرے سے متحد ہیں۔ ایک دُوسرے سے افضل ہونا صفاتِ کاملہ کی وجہ سے ہے۔

اہلِ بدعت اس لفظ پر غور فرمائیں۔ تم لوگ غلط وعظوں میں زمین آسمان کے قلابے ملا دیتے ہو۔ امام مجدد نے خوب فیصلہ فرما دیا کہ حقیقت اور ذات میں سب ایک ہیں۔ نفسِ انسانیت میں عام لوگ نبیوں کے ساتھ برابر ہیں۔

مکتوب ۲۰۹ دفتر اوّل ص۲۱ میں حضرت امام مجدد الف ثانی رح فرماتے ہیں

"حضرت حق سبحانہ، وتعالیٰ حبیب خود صلی اللہ علیہ وسلم را باکد وجہ امرے فرماید، باظہارِ بشریت خود کما قال سبحانہ، وتعالیٰ قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ يُوحٰى اِلَیَّ اِتیانِ لفظ مثلکم از برائے تاکیدِ بشریت است"

ترجمہ :۔ خداوند تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت تاکید کے ساتھ حکم فرمایا ہے کہ اپنی بشریت لوگوں پر ظاہر کریں جیسا کہ

Marfat.com

فرمایا:۔ کہہ دو مَیں تم جیسا بشر ہُوں، مثلکم کا لفظ تاکید کے لئے
لایا گیا ہے تاکہ شک شبہ نہ رہے۔
دیکھئے حضرت امام مجدد رح نے کیا تفسیر بیان فرمائی ہے؟ کچھ دیوبندی سے
معلُوم ہوتے ہیں۔
مکتوب ۳۶ دفتر دوم صد ۶۲ "حضرت عمر رض نے یہ سمجھا ہوگا کہ یہ کلام
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم سے از رُوئے بشریت بلا ارادہ زبان پر
جاری ہوا ہے۔
مکتوب ۹۶ دفتر دوم صد ۱۶۹، صد ۱۷۰ امام مجدد الف ثانی رح فرماتے ہیں کہ
"شیعوں نے جو کاغذ، قلم، دوات طلب کرنے والی حدیث، اور
حضرت عمر رض کے قول اھجر استفھموہ پر اعتراض کیا ہے اس
کا جواب معلوم کرنے کے لئے پہلے چند اصُول معلوم کرلو، ہر اصُول
مستقل جواب ہے۔
اصُول ۱ اوّل یہ کہ تمام منطوق، اور معقُول یعنی جو لفظ آپ ص
زبان سے بولتے، اور جو کچھ عقل سے سمجھتے تھے سب کے سب
وحی نہ تھے۔ اگر آپ ص کی سب باتیں وحی ہوتیں، تو آپ ص کی
بعض باتوں پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعتراض نہ ہوتا، اور
بعض باتوں کو معاف کرنے کی گنجائش نہ پیدا ہوتی۔ خداوند تعالےٰ
نے فرمایا ہے:۔ خدا نے آپ ص کو معاف کر دیا، کیوں ان کو
اجازت دی تھی؟ قال اللہ تعالیٰ عفی اللہ عنک لِمَ

Marfat.com

اَذِنْتَ لَهُمْ یعنی اگر ہر بات وحی سے ہوتی تو کسی بات پہ اعتراض اور معافی نہ ہوتی۔

اصُول ۲ اجتہادی اور عقلی معاملات میں فَاعْتَبِرُوْا یَا اُولِی الْاَبْصَارِ اور شَاوِرْھُمْ فِی الْاَمْرِ کے مطابق صحابہ رضؓ کو آپؐ سے گفتگو کی اجازت تھی، اور ردّ و بدل کی گنجائش تھی، کیونکہ سوچ بچار، اور مشورہ کا حکم جو قرآن نے دیا ہے۔ ردّ و بدل کے سوا اس کی کوئی صورت نہیں ہو سکتی (مطلب یہ ہے کہ اگر ہر بات آپؐ کی وحی الٰہی سے ہوتی، تو وحی کے مقابلہ مشورہ کی کیا حیثیت ہے؟)

آگے فرماتے ہیں:-

بدر کے قیدیوں کو قتل کرنے اور فدیہ لینے میں جو اختلاف ہوا تھا۔ حضرت عمرؓ نے قتل کا مشورہ دیا تھا (اور آپؐ نے حضرت صدیقؓ اور دوسرے صحابہؓ کی رائے سے فدیہ لے کر کافر قیدیوں کو چھوڑ دیا) وحی حضرت عمرؓ کی رائے کے موافق نازل ہوئی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ اگر اس بات پہ عذاب نازل ہوتا تو عمر فاروق رضؓ اور سعد بن معاذؓ کے سوا کوئی نہ بچتا۔ کیونکہ حضرت سعدؓ کی رائے حضرت عمرؓ کے ساتھ تھی

اصُول ۳ تیسرا اصُول یہ ہے کہ بھول جانا پیغمبر کا جائز ہے، بلکہ ایسا واقعہ ہُوا ہے، ذوالیدین صحابی کی حدیث میں ہے کہ ایک دفعہ

Marfat.com

حضورؐ علیہ السلام نے چار رکعت والی نماز فرض میں بھول کر دو رکعت پر سلام پھیر دیا۔ صحابی نے عرض کی، کیا نماز کم ہو گئی یا آپؐ بھول گئے۔ آپؐ نے دوسروں سے پوچھا ذوالیدین صحابی کی سچائی ظاہر ہونے پر آپؐ نے نماز پوری کی، اور سجدۂ سہو کیا۔ ہر گاہ کہ تندرستی، اور فراغت کی حالت میں آپؐ کا بھول جانا از روئے بشریت جائز ہے۔ تو مرض الموت میں بلا ارادہ درد کے غلبہ کے وقت بوجہ بشریت کے بھول جانا کیوں جائز نہ ہو گا،،

لیجئے! یہ مسئلہ بشریت ہے اس کو یاد رکھئے۔ ناظرین! یہ ارشادات سرہند شریف والے امام مجدّد الف ثانی رح کے ہیں۔ اب رہی یہ بات کہ سیّد صاحب نے مکتوبات کی جو عبارت لکھی ہے اس کا مطلب کیا ہے؟ تو یہ مسئلہ کافی پیچیدہ ہے۔

حضورؐ سرورِ عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی ذاتِ بابرکات کی دو حیثیتیں، اور دو اعتبارات ہیں۔

۱۔ **حقیقتِ محمدیہ**:۔ یہ وہ اصل کائنات ہے جس کو خداوند تعالیٰ نے اپنے نورؐ سے پیدا فرمایا، اور سب کائنات کی اصل یہی حقیقت شریف ہے۔ اس اعتبار سے کوئی مخلوق، جن، انسان، فرشتہ، آپؐ کی پیدائش سے کسی قسم کی نسبت نہیں رکھتا۔ اس اعتبار سے آپؐ اولادِ آدم بھی نہیں ہیں۔ حضرت مولانا محمد قاسم بانئ دارالعلوم دیوبند نے اپنی تصانیف

Marfat.com

میں اِس حقیقت کو بہت واضح فرمایا ہے۔

۲۔ دُوسری حیثیت بشریت کی ہے اس اعتبار سے آپؐ اولادِ آدم ہیں اربعہ عناصر کا جسم رکھتے ہیں

اِنّی وَاِن کُنت اِبن آدم صُورۃً
فِلی فیہ معنیً شاھدً باُبُوّتی (ابن الفارضؒ)

حقیقتِ محمدّیہ ایک اعتبار ہے، اور بشریت دُوسرا اعتبار ہے۔ یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بمجوائے اول ما خلق اللہ نوری اپنی حقیقت کے اعتبار سے اوّل مخلوق اور اصل مخلوقات ہیں۔ تمام موجودات کا وجود آپؐ کے وجودِ حقیقی میں لپٹا ہُوا ہے اور تمام دُنیا کے علوم آپؐ کے علم میں منطوی ہیں۔ لہذا آپؐ کا علم تمام علوم پر اجمالاً حاوی ہے نہ تفصیلاً۔ اِس اجمالی اعتبار سے عرش تا فرش بلکہ لوحِ محفوظ بھی اگر مخلوق قرار دی جائے تو آپؐ کے علوم میں سے ایک علم ہے۔

ومن عُلومک علم اللوح والقلم

مگر اجمال اور تفصیل کا فرق اہلِ علم ہی جانتے ہیں۔

قال القصیری فی مقد متہ لا یعزب عن علمہ مثقال ذرّۃٍ فِی الارض وَلَا فِی السّماء من حیث مرتبتہ وان کان یقول انتم اعلم بامور دنیا کم من حیث بشریتہ

مفہوم یہ ہے کہ حقیقت کے اعتبار سے تو زمین آسمان کا ایک ذرّہ بھی آپؐ سے پوشیدہ نہیں، اور بشریت کے اعتبار سے یہ فرمایا کہ تم

Marfat.com

دنیا کے معاملات کو مجھ سے بہتر جانتے ہو۔ حضرت مولانا جامی نے نقد النصوص میں یہی فرق ظاہر کیا ہے۔ وانما هو من جهة حقيقتها لا من جهة بشريتها ناظرین حیران ہوں گے کہ آپ کی شخصیت مبارک میں یہ دونو اعتبار اس وقت کس طرح جمع ہو سکتے ہیں۔ اس تشویش کو دُور کرنے کے لئے کتاب الابریز کی عبارت کافی ہوگی لکن الاطلاع ليس مثل الاطلاع (اے اطلاع الروح مثل اطلاع البشرية) فان اطلاع الروح دفعةً واحدةً من غير ترتيب و اطلاع الذات على سبيل التدريج والترتيب وكذا يختلفان فى عدم الغفلة۔

تشریح:۔ انبیاء علیہم السلام کو جو غیبی علوم عطا ہوتے ہیں اُن کے لئے قرآنِ کریم نے اظہار اور اطلاع کا لفظ تجویز فرمایا ہے۔ احتیاط کرنے والے لوگ ہمیشہ اطلاع وغیرہ الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ بریلویوں نے علم غیب سے عالم الغیب بنا لیا۔

ع سخن شناس نۂ دلبرا! خطا اینجا ست

فرماتے ہیں مرتبۂ رُوح یعنی حقیقتِ محمدیہ کے درجہ میں جو علوم حاصل ہیں، وہ اجمالی ہیں۔ آناً فاناً ان پر عبور ہو جاتا ہے۔ ان میں ترتیب اور تفصیل نہیں ہوتی، اجزا کا امتیاز نہیں ہوتا۔ اور مرتبۂ بشریت میں جن علوم کی اطلاع ملتی ہے وہ درجہ بدرجہ اور ترتیب وار ہوتے ہیں یکے بعد دیگرے آتے ہیں، اور ترتیب کی وجہ سے ان میں تفصیل

Marfat.com

اور وضاحت پیدا ہوتی ہے۔ مرتبۂ بشریت کے علوم میں غفلت بھی نہیں ہوتی سنقرئک فلا تنسیٰ اور مرتبۂ حقیقت کے علوم اگرچہ ماکان و مایکون، اولین و آخرین اور آسمان و زمین کے متعلق ہیں مگر اجمالی ہیں ان میں غفلت بھی ہو سکتی ہے۔ یہ مسئلہ ہردو اعتبارات کے ساتھ حضرت امام مجدد بھی مانتے ہیں اسی لئے فرمایا کہ اوصلی اللہ علیہ وسلم باوجود نشأ عنصری از نورِ حق جل وعلا مخلوق گشتہ است بریلوی بے سمجھ ان باریکیوں کو کیا سمجھیں جب حقیقت محمدیہ پر نظر پڑتی ہے تو بشریت سے انکار کر بیٹھتے ہیں۔ اور سطحی عقل رکھنے والے لوگ جب بشریت کو دیکھتے ہیں تو حقیقت محمدیہ کو بھول جاتے ہیں اور بعض گستاخ یہاں تک کہ گزرتے ہیں کہ ہم میں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام میں کیا فرق ہے؟ فرق بہت زیادہ ہے مگر آنکھیں درکار ہیں

طوفان نمبر ۳

سید صاحب لاہوری اسی اشتہار کے ص ۱۸ میں فرماتے ہیں :-

"مکتوب ۲۸۵ دفتر اوّل ص ۲۷ میں حضرت امام ربانی نے فرمایا ہے کہ انبیاء و اولیاء کی پاک روحوں کو عرش سے فرش تک ہر جگہ برابر کی نسبت ہوتی ہے۔ کوئی چیز ان سے دُور نزدیک نہیں"

مکتوبات شریف کھول کر دیکھی تو اصل عبارت یہ نکلی :-

Marfat.com

"رُوح را نسبت با جمیع امکنہ باوجود لامکانیت برابراست ماوراء عرش گفتن معنی دیگراست، تا ایں جا نرسی نتوانی دریافت"

ترجمہ :- رُوح کے لیئے لامکان ہونے کے باوجود تمام جگہوں سے ایک جیسا تعلّق ہے، رُوح کو عرش سے باہر کی چیز کہنا دُوسری بات ہے۔ جب تک تو اس مقام پر نہ پہنچے نہیں سمجھ سکتا۔

نہایت واضح بات ہے کہ جو چیز زمان و مکان میں محدُود نہ ہو اُس کے لئے دُوری اور نزدیکی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ لامکان ہونا ہر رُوح کی صفت ہے قُلِ الرُّوحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ اِس کی دلیل ہے۔ شیخ بُو علی سینا نے اشارات میں اس کو خوب واضح کیا ہے۔ مگر سید صاحب نے جو جھُوٹ کا سمندر ہیں حاضر ناظر کا مسئلہ ثابت کرنے کے لئے یہاں انبیاء و اولیاء کا لفظ بڑھا دیا۔ کیا جھُوٹ سے جھُوٹ کو ثابت کرنا بریلویوں کے جماعتی نظام میں داخل ہو چکا ہے۔ افسوس!

دُنیا میں رہا دین کا پردا لے کر
گمراہ کیا نام خدا کا لے کر

سیدصاحب یہاں انبیاء اولیاء کا لفظ حضرت مجدّدؒ نے جو نہیں لکھا اور مطلق رُوح کی بات ہو رہی ہے تو آپ نے علمِ غیب کلّی، اور حاضر ناظر کے لئے یہ پاپڑ کیوں بیلا؟

Marfat.com

اور جناب سید صاحب یہ عرش سے فرش تک کا لفظ بھی تو آپ نے ہی بڑھایا ہے۔ کیا یہ جرم بھی معافی کے قابل ہے؟

طوفان ۴۴

اسی اشتہار کے ص۳ میں سید صاحب لکھتے ہیں: مکتوب ۵۴ دفتر اول صفحہ ۱۷ میں امام مجدد نے فرمایا ہے: "مسلمان کہلانے والے بدمذہب کی صحبت کھلے ہوئے کافر کی صحبت سے زیادہ نقصان پہنچاتی ہے" اصل کتاب کے الفاظ یہ ہیں: یقین تصور فرمایند کہ فساد صحبت مبتدع زیاد از فساد صحبت کافر است۔ ترجمہ۔ یقین جانیئے کہ بدعتی کی صحبت کا بگاڑ کافر کی صحبت سے زیادہ ہے۔ یہاں پھر وہی بریلوی ذہنیت کارفرما ہے، امام ربانی نے بدعتی کا لفظ فرمایا ہے، بدعتی کون ہوتا ہے؟ حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی، حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اور امام مجدد الف ثانی کے حوالے گذر چکے ہیں۔ جہاں نام لیکر پیر پرستوں کو بدعتی اور مشرک کہا ہے۔ سید صاحب کو اس آئینہ میں اپنی صورت جو نظر آئی تو بڑی پھرتی سے پیچھے ہٹے اور بدعتی کی بجائے بدمذہب کا لفظ جلدی سے لگا دیا۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ امام مجدد بھی کیسے بزرگ ہیں، ہر وقت ان کے کانوں پر مارتے ہی رہتے ہیں، بھائی بات یہ ہے، کہ بدعت کے دشمن نہ ہوتے تو مجدد کس طرح ہوتے؛ مجدد تو بدعات کو توڑنے کے لیے ہی آتا ہے، خیر سید صاحب نے ایک بات کام کی بتا دی، بدعتی کا معنے ہے، بدمذہب،

Marfat.com

بے دِین - بد دِین - خُوب - جزاک اللہ ! قد یصدق الکذوب

طُوفان ۵

یہاں سیّد صاحب نے دِل کھول کر جھُوٹ بولا - ناظرین پہلے حضرت امام مجدد رح کی اصلی عبارت سمجھیں، پھر سیّد صاحب کا جھُوٹ، خدا کی پناہ ! بہت بڑا جھُوٹ دیکھیں - مکتوب ۷۲ دفتر ۳ یہ خط مرزا حسام الدین احمد کے خط کے جواب میں امام مجدد رح نے لکھا ہے، مِرزا حسام الدین کا سوال یہ ہے - جس کو حضرت امام مجدد رح سوال کی شکل میں لکھتے ہیں - لکھ رہے ہیں :-

"دیگر در بابِ مولُود خوانی اندراج یافتہ بُود - در نفسِ قرآن خواندن بصوتِ حسن و در قصائد نعت و منقبت خواندن چہ مضائقہ است - ممنُوع تحریف و تغییر حرُوفِ قرآن است و التزام رعایت مقاماتِ نغمہ و تردیدِ صوت باں طریق الحان با تصفیق مناسب آں کہ در شعر نیز غیر مباح است - اگر بر نہجے خوانند کہ تحریف در کلماتِ قرآنی واقع نشود و در قصائد خواندن شرائط مذکورہ متحقق نگردد و آں را ہم بغرضِ صحیح تجویز نمایند چہ مانع است"

ترجمہ :- دُوسرا جو مولُود خوانی کے متعلق آپ کے خط میں درج تھا کہ صرف اچھی آواز سے قرآن پڑھنے اور نعت و منقبت

Marfat.com

کے قصیدے پڑھنے میں کیا ہرج ہے؟ منع چیز تو یہ ہے کہ قرآن کے حروف بدلے اور بگاڑے جائیں، اور راگ کے مقامات کا خیال رکھنا، اور آواز کو پھیر پھیر کر لانا راگ کے طریقہ پر، یا راگ کے مناسب تالی بجانا، کیونکہ ایسا کرنا عام شعروں میں بھی مباح نہیں ہے، چہ جائیکہ نعت شریف ہو۔ اگر مجلسِ مولود میں اس طرح پڑھا جائے کہ قرآنِ کریم کی تلاوت میں حرف نہ بگڑیں، اور نعت کے اشعار میں بھی راگ کے اصول نہ ہوں، اور اس محفلِ مولود کو صحیح غرض کے لئے تجویز کریں، یعنی اس میں کوئی مشرکانہ عقیدہ نہ ہو، تو کیا ہرج ہے؟

نوٹ:۔ واضح رہے کہ یہ قیام کی رسم حضرت امام مجددؒ کے زمانہ میں بھی نہ تھی، بعد کی پیداوار ہے۔

ناظرین! اس عبارت کو غور سے پڑھیں، معلوم ہوتا ہے کہ حضرت امام مجدد الف ثانیؒ کے مبارک زمانہ میں بدعت بہت زور پر تھی۔ بدعتی لوگ میلاد کی محفل کرتے تھے، حضرت امام ربانیؒ کسی صورت میں اجازت نہ دیتے تھے، مطلقاً منع فرماتے تھے۔ حضرات علماء دیوبند تو خاص خاص شرائط کے ساتھ اجازت دیتے ہیں، چنانچہ عقائدِ علماء دیوبند میں ہم نے لکھ دیا ہے۔ مگر امام مجدد الف ثانیؒ بدعت کی ناک ہی اڑاتے ہیں۔ دفتر اول کے ایک مکتوب میں عجیب

Marfat.com

انکشاف فرمایا۔ انہی مرزا حسام الدین نے ایک خط لکھا تھا کہ آپ مولود کی محفلوں کو سختی سے بند کرتے ہیں اور یہاں بعض لوگوں نے میلاد کی محفل کرائی تو رات خواب میں ان کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت نصیب ہوئی اس لئے اب یہ چھوڑنا مشکل ہے۔ حضرت امام مجدد رح فرماتے ہیں کہ خواب کا کچھ اعتبار نہیں۔ حضور کی شکل تو شیطان نہیں بنا سکتا لیکن آپ کی اصلی صورت تو فقط صحابہ رضی نے دیکھی ہوئی تھی۔ ہمارے دماغ شیطانی اثرات سے محفوظ نہیں ہیں اس لئے میلاد کی محفلیں بالکل چھوڑ دو، ورنہ تمہارا ہمارا پیری مریدی کا تعلق ختم ہے۔ یہ مضمون مکتوبات شریف کے دفتر اوّل مکتوب ۲۷۳ میں مفصل ہے۔ ناظرین ترجمہ لے کر ضرور پڑھیں۔ ہمارے زمانہ کے مجددی غور فرمائیں کہ آج کل کے مجددی پیر ان کو کدھر لے جا رہے ہیں۔

معلوم ہوتا ہے اسی خط کے جواب میں مرزا حسام الدین نے پھر لکھا ہے کہ اگر میلاد کی محفل میں قرآن کریم راگ میں نہ پڑھا جائے اور نعت بھی راگ میں نہ پڑھی جائے، تو پھر مولود کی محفل میں کیا حرج ہے۔ منع تو راگ ہے۔ دیکھیئے آج جو نعت خواں بھیرویں اور ملہار نہ جانتا ہو اس غریب کو کون پوچھتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ بریلوی جاہل، تھیٹر کا شوق محفل میلاد اور مجلس گیارھویں میں پورا کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ کسی دن

Marfat.com

شہر میں اچھا راگی نعت خواں آجائے تو تھیئٹر بے رونق ہو جاتے ہیں
یہ نفس پرستی ہے، اسے دین پرستی سمجھ رکھا ہے۔
ہاں تو حضرت مرزا حسام الدین، حضرت مجدد سے پوچھتے ہیں کہ اگر محفلِ میلاد تمام غیر شرع راگ راگنی سے پاک ہو تو پھر کیا حرج ہے؟
پورے ایک ہزار سال کی تجدید جس بزرگ کو خداوند تعالیٰ نے بخشی ہے اس کا جواب سُنئے، اور خوب غور سے سنئے۔ فرماتے ہیں :-

"مخدوما! بخاطرِ فقیر مے رسد، تا سدِ ایں باب مطلق نکنند بوالہوساں ممنوع نمے گردند۔ اگر اندک تجویز کنند، منجر بہ بسیار خواہد شد قلیلہٗ تفضی اِلیٰ کثیرہٖ قول مشہور است

ترجمہ :- اے مخدوم! اے بزرگ! فقیر کا خیال یہ ہے کہ جب تک یہ دروازہ مطلقاً بند نہ کریں، بوالہوس لوگ نہیں رُکیں گے اگر تھوڑی سی چیز جائز کہی جائیگی تو کھینچ کر بہت بنالیں گے قلیل چیز کثیر بن جاتی ہے، یہ قول مشہور ہے۔

ناظرین! یہاں مخدوما! کے لفظ سے جواب شروع ہوتا ہے حضرت امام مجدد رح کی عادت ہے کہ مرزا حسام الدین احمد رح کو عموماً مخدوم کے لفظ سے مخاطب کرتے ہیں۔ اس خط میں بھی پہلا سوال اندراج یافتہ بُود کے لفظ سے شروع ہوتا ہے، اور جواب کے وقت عموماً آپ' مرزا حسام الدین کو مخدوم کے لفظ سے مخاطب کرتے ہیں۔ چنانچہ اس کی مثال دفتر اول صد ۲۱۴، صد ۲۲، صد ۳۵۱ ہے۔ دفتر دوم صد ۲۱۴، صد ۸۵ ہے،

Marfat.com

دفتر سوم صدا ہے۔ مگر سید صاحب نے جب دیکھا کہ یہاں محفلِ مولود پر امام مجدد رح کلہاڑا چلا رہے ہیں۔ تو پہلی عبارت سے سوالیہ نشان، "دیگر در بابِ مولود خوانی اندراج یافتہ بود" اُڑا دیا۔ اور دوسری عبارت سے پہلا حصہ "مخدوما! بخاطرِ فقیر مے رسد" کھا گئے، اور ساری عبارت کو مجدد صاحب کا فتویٰ قرار دیا۔ حضرت امام مجدد رح کے ملفوظات کی اصلی عبارت بھی آپ نے دیکھ لی ہے۔ اب سید صاحب کی چالاکی دیکھیے اسی پمفلٹ کے صہ پر اِس عبارت کو بگاڑ کر ان لفظوں میں ظاہر کرتے ہیں،

"مجلسِ میلاد شریف میں اگر اچھی آواز کے ساتھ قرآنِ پاک کی تلاوت کی جائے، اور حضورِ اقدس کی نعت شریف، اور صحابۂ کرام و اہلِ بیت عظام اور اولیائے اعلام رضی اللہ عنہم المنعام کی منقبت کے قصیدے پڑھے جائیں تو اس میں کیا حرج ہے۔ ناجائز بات تو یہ ہے، کہ قرآن عظیم کے حروف میں تغیر و تحریف کر دی جائے۔ اور قصیدے پڑھنے میں راگنی اور موسیقی کے قواعد کی رعایت و پابندی کی جائے، اور تالیاں بجائی جائیں، جس مجلسِ میلاد میں یہ ناجائز باتیں نہ ہوں، اس کے ناجائز ہونے کی کیا وجہ ہو سکتی ہے؟ ہاں جب تک راگنی اور تال سُر کے ساتھ گانے اور تالیاں بجانے کا دروازہ بند نہ کیا گیا، بوالہوس لوگ باز نہ آئیں گے۔ اگر ان نامشروع باتوں کی ذرا سی بھی اجازت دے دی جائیگی، تو نتیجہ بہت خراب نکلے گا"،

Marfat.com

یہ ہے سید صاحب کا کارنامہ - یہاں سید صاحب نے مرزا حسام الدین کے سوال کو مجدد صاحب کا فتویٰ قرار دیا۔ ناظرین اس جھوٹ اور دغا کو کھولنے کے لئے خدا کے واسطے مکتوبات شریف کا اردو ترجمہ خرید کر پڑھیں تاکہ سید صاحب کا پول کھلے۔

مرزا حسام الدین پوچھتے ہیں کہ محفلِ میلاد اگر ناجائز باتوں راگ وغیرہ سے پاک ہو تو کیا حرج ہے؟ آپ فرماتے ہیں میرا خیال یہ ہے کہ جب تک یہ دروازہ بالکل بند نہ کیا جائے نفس پرست باز نہیں آئیں گے۔ چھوٹا سا سوراخ کھول کر بڑا بنالیں گے۔ اس لئے یہ دروازہ بالکل بند کرنا چاہئے۔ یعنی مولود کی محفل بالکل بند کرو، یہ مجدد صاحبؒ کا فرمان ہے۔ کیونکہ اس میں جو خرابیاں، اور بے ادبیاں ہوتی ہیں لوگ ان سے باز آنے والے نہیں ہیں۔

سید صاحب نے یہاں چھ سطر عبارت ساری کی ساری بگاڑ دی، سوال جواب کے نشان حذف کر دئیے۔ اہلِ علم بریلوی غور فرمائیں کن کے پیچھے چلتے ہو؟ یہیں سے ہمارا یقین پختہ ہوتا ہے کہ حضراتِ علماءِ دیوبند، حضرت امام مجدد الف ثانیؒ کے سچے جانشین ہیں۔ ورنہ مولود کی محفل کو مجددی نظر سے نہ دیکھتے۔

حضرات! بہت دیر ہو چکی اور شاید آپ بریلویوں کی بلیک مارکیٹ یعنی چور بازار اور دھوکا منڈی میں پھرتے پھرتے تھک گئے ہوں، ذرا آگے چلئے، اور صرف ایک دکان اور دیکھ لیجئے۔ یہ دکان مولوی عبدالعزیز

Marfat.com

صاحب کوٹ غلام محمد خاں قصور کی ہے۔ اگرچہ یہ کوئی میاری دکان نہیں ہے مگر کچھ تھوڑا بہت کاروبار چلتا ہے، اور اپنے مُنہ سے تو ڈبل میاں مٹھو بنتے ہیں۔ انہوں نے اپنے پیر نور محمد صاحب نقشبندی مجددی کی ایک کتاب شائع کی ہے۔ کتاب کا نام ہے "حج فقیر بر آستانۂ پیر" اس رسالہ کے پہلے صفحہ پر پیر و مرید دونو کے القاب قابلِ دید ہیں، نام تو جیسا کیا ہے کتاب کے مضامین کا نمونہ دیکھئے۔ اس کتاب کے صد۶ کا حاشیہ ملاحظہ ہو:۔

"سید الطائفہ، امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی کتاب مبدأ و معاد شریف میں رقمطراز ہیں کہ:۔

پیر، ہمہ رسول اللہ است

ترجمہ یہ کیا ہے، کہ پیرِ کامل بالکلیۃ رسول اللہ ہے۔

دیکھتے ہی پہلی نظر میں طبیعت نے فیصلہ کیا کہ ہو نہ ہو یہ کارگیری ہے بناوٹ اور بہتان ہے۔ حضرت امام مجدد کی یہ شان ہی نہیں کہ ایسا نامعقول کلمہ فرمائیں۔ ایسی نامعقول بات، کوئی نامعقول آدمی ہی کر سکتا ہے۔ چونکہ صفحہ کا حوالہ تو تھا ہی نہیں اس لئے ہم نے حضرت امام مجدد کی کتاب مبدأ معاد کو ترتیب وار دیکھنا شروع کیا، صد۶۲ پر چور پکڑا گیا۔ مجدد رح کی اصل عبارت یہ ہے:۔ پیرِ حقیقیِ ہمہ، رسول اللہ است یعنی سب کے اصلی پیر رسول اللہ ہیں۔ حقیقی کا لفظ پیروں کی نذر و نیاز میں ہضم کر لیا، اور عبارت کی ساری شکل بدل کر کچھ کا کچھ بنا دیا۔

Marfat.com

اصلی عبارت یہ ہے:۔ سب کے اصلی پیر رسولؐ اللہ ہیں۔
انہوں نے یہ بنا دیا:۔ پیر بالکل رسولؐ اللہ ہوتا ہے۔ پیر پورا رسولؐ ہے
بلیک مارکیٹ میں ایک چھوٹی سی دکان بستی کھٹیکاں میں مولوی محمد شریف صاحب کی ہے۔ انہوں نے ایک رسالہ لکھا ہے مسئلہ گیارھویں اس میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی کتاب ماثبت بالسنۃ کی عبارتوں میں بڑے اینچ پیچ کھیلے ہیں۔ کیا کہوں ان لوگوں کا رات دن یہی مشغلہ ہے، اس منڈی میں سارا کاروبار ہی اس قسم کا ہے۔

ع عمرت دراز باد و ہدایت نصیب تو!

رسالہ مسئلۂ گیارھویں کا ایک نمونہ ملاحظہ ہو ص ۱۳ سطر ۱۵ پر لکھتے ہیں

"شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ اپنے والدِ محترم شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کا عرس ہر سال مقررہ تاریخوں پر کرتے تھے، مولانا عبدالحکیم سیالکوٹیؒ نے اعتراض کیا کہ تم نے تو عرس کو فرض سمجھ لیا ہے .... الخ"

ناظرین! یہ لطیفہ بھی بالکل ایسا ہے جیسا مولوی محمد عبداللہ صاحب نے اپنے رسالہ میں لکھ دیا ہے "خطیب بغدادی مصنف مشکوٰۃ" سبحان اللہ! کہتے ہیں جھوٹ بولنے میں بھی کچھ عقل درکار ہوتی ہے۔ مگر بریلویوں کو سچ تو نصیب نہیں، جھوٹ کی عقل نہیں۔ عزیز مولوی صاحب! مولانا عبدالحکیم سیالکوٹیؒ اور شاہ عبدالعزیز صاحب کے درمیان تقریباً دو سو سال کا فاصلہ ہے۔ مولانا عبدالحکیم سیالکوٹیؒ حضرت امام مجددؒ کے ہم زمانہ ہیں، اور مولانا

Marfat.com

شاہ عبدالعزیز رحہ تو کل کے بزرگ ہیں۔ انگریز کا زمانہ انہوں نے پایا ہے۔ مولانا عبدالحکیم سیالکوٹی کی گفتگو، اور سوال و جواب حضرت شاہ عبدالعزیز رحہ سے کیسے ہوئے ؟ اور ہم حیران ہیں کہ سید صاحب نے جو آپ کا رسالہ پڑھ کر تقریظ لکھی ہے تو اتنی بات ان کی سمجھ میں بھی نہیں آئی۔ ایں خانہ ہمہ آفتاب است

پھر یہ عبارت کس کتاب کی ہے ؟ کتاب کا نام ہی نہیں بتایا۔ افسوس! آپ لوگوں کو خدا کا خوف نصیب ہوتا تو قوم کو آج یہ روزِ بد دیکھنا کیوں نصیب ہوتا ؟

باب سوم
بریلویوں کی تاریخ

یوں تو بریلوی طرزِ خیال تین چار صدیوں سے دردِ سر بنا ہوا ہے چنانچہ حضرت امامِ مجدد رحہ بھی اس کے شاکی ہیں۔ مگر ایک سو سال سے یہ سازش منظم ہو کر سنّتِ رسولؐ پر حملہ کر رہی ہے۔ حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحہ کو بعض اتفاقات کی بنا پر آخر عمر میں تحفۂ اثنا عشریہ لکھنے کی ضرورت پیش آئی۔ یہ کتاب شیعوں کی تردید میں لاجواب ہے۔ سرکارِ اودھ بھی شیعہ تھے، ان کے تنخواہ دار سُنّی مولویوں کو حقِ نمک ادا کرنے کے لئے حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز رحہ محدث دہلوی سے

Marfat.com

بغض و عناد پیدا ہونا قدرتی بات تھی۔ مگر شاہ صاحب کے علم و فضل کے سامنے ان کی دال نہ گلی۔ حضرت شاہ صاحب کے بعد اُن کے بھتیجے شاہ اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ نے بدعت اور قبر پرستی کی بڑھتی ہوئی رفتار کے پیش نظر رسالہ تقویۃ الایمان لکھا۔ یہ رسالہ تلخ ضرور ہے مگر اُس وقت کے تاریخی حالات شاہد ہیں کہ علامہ شہید رح کی یہی تلخ تصنیف بدعت کو لگام دینے کا باعث ہوئی، ورنہ قریب تھا کہ تمام ہندوستان پجاریوں کا مندر بن جائے۔ اس خاندان کے حاسد شیعہ پرستوں کو موقع ہاتھ آیا مگر تمام ہندوستان میں شاہ ولی اللّٰہی خاندان کے علم و فضل کا طوطی بول رہا تھا۔ مجبوراً مولوی فضل حق خیر آبادی مرحوم کا تعاون حاصل کیا۔ یہ حضرت منطقی ترقیہی، اور علامہ شہید رح کے ہم عصر ہونے کی وجہ سے رقابت اور حسد میں بھی مبتلا تھے۔ مل جل کر ایک پروگرام تیار کر لیا۔ یہ چنگاری دہکتی رہی اور سنت کے مقابلہ میں شیعہ پرستی منظم ہوتی رہی، یہاں تک کہ انقلاباتِ زمانہ نے حضراتِ علماء دیوبند کو علم و فضل تقویٰ طہارت اور دینی خدمات میں خاندان ولی اللّٰہی کا جانشین بنا دیا۔ قاعدہ ہے کہ محبت اور عداوت وراثت میں تقسیم ہوتی ہے۔ اِدھر انگریز بہادر نے ہندوستان میں قدم رکھتے ہی بھانپ لیا کہ یہاں کے مسلمان علماء دیوبند سے وابستہ ہیں۔ حضرات علماء دیوبند حریت اور آزادی کے علمبردار تھے، ان کا وجود انگریز کی رگ گردن پہ موت کا نشتر تھا۔ یہ حضرات درس و تدریس، وعظ و نصیحت کے ساتھ خانقاہی

Marfat.com

نظام کے بھی متولی تھے، اور اس کے باوجود حلقۂ شاگردی وسیع ہونے کی وجہ سے تمام ہندوستان، بلکہ رُوم، شام، عرب وعجم، کابل قندھار، بخارا خراسان، چین، تبت، بلکہ دُنیا کے تمام گوشوں میں اسلامی انقلاب کے لئے وسیع عالمگیر منصوبے اور سکیمیں بناتے اور چلاتے تھے۔ انگریز کی سیاست مشہور ہے، انگریز ہمیشہ قوت کی بجائے تدبیر سے کام لیتا ہے حضراتِ علماءِ حق کو بدنام کرنے پر تُل گیا، اور جب اسے معلوم ہوا کہ ہندوستان میں ایک برائے نام جماعت ان کے مخالفین کی بھی موجود ہے تو انگریز بہادر نے ان سیاسی اور علمی یتیموں کے سر پر اپنا مایہ عاطفت اور دستِ شفقت پھیلا دیا۔ اب کیا تھا بریلویوں کے وارے نیارے ہوگئے، دولت کے دہانے کھول دئے گئے، روپیہ اور پریس ان پر قربان ہونے لگا، حکومت کے عملہ سے وسیع مراعات ملنے لگیں، ہر جگہ سرکاری لوگوں نے یہی کام کرنا شروع کر دیا۔ ہر صوبہ میں ان کا باقاعدہ کام شروع ہوا۔ چنانچہ لاہور میں سیّد دیدار علی شاہ صاحب، اور بریلی میں مولوی احمد رضا خاں اس محکمہ کے اِنچارج تھے۔ جہاد منسوخ کرنے کے لئے انگریز بہادر نے حضرت مرزا قادیانی کو اپنا رسُول بنا کر مبعوث فرمایا۔ اور مجاہدین کی بدنامی کے لئے بریلوی مبعوث ہوئے، اسلام کے سینہ میں یہ دونو خنجر اس طرح پیوست کر دئے گئے کہ اسلام انگریز کا یہ احسان یہ کرمفرمائی کبھی نہ بھولے گا۔ سُوءِ اتفاق یہ بھی تھا کہ جاہل پیروں کی خدائی بھی نذر و نیاز، علمِ غیب، اور حاضر ناظر کے عقیدہ

Marfat.com

پر کھڑی ہے اور پیر پرستی ہندوستان کی بہت بڑی پیداوار ہے۔ پیرول نے بھی بریلویت کو سہارا دیا۔ یہ کمزور یتیم جو مرض الموت میں مبتلا سمجھا جاتا تھا چند دنوں میں تندرست، شوخ اور جوان ہوگیا، اور تمام سابقہ اہل البدع والاھواء کی طرح اس کا نعرہ بھی کلمۃِ حقٍ اُرِیدَ بہا الباطل کا مصداق تھا۔ انگریز نے حضراتِ علماء دیوبند کو بہت زیادہ بدنام کرنے کے بعد جیل کی کال کوٹھڑیوں میں ٹھونسنا شروع کر دیا۔ حضرت امام مجدّد الف ثانیؒ کے رُوحانی فرزند زیب زنداں ہونے لگے، خانہ تلاشی وارنٹ گرفتاری دیوبند میں رات دن کا مشغلہ تھا اور جب بھی کسی بندۂ خدا کو گرفتار کر لیا جاتا تھا، جیل سے رہائی اس وقت ہوتی جب سول سرجن کی طرف سے مرضِ موت کا سرٹیفکیٹ میسر آتا۔ بریلوی مذہب نے جوان ہوتے ہی انگریز بہادر کے اشارے سے مندرجہ ذیل خطوط پر کام کرنا شروع کیا:۔

۱۔ شیعیت اور رافضیت کی رُوح کو اہلِ سُنّت میں عملاً و اعتقاداً داخل کرنا۔

۲۔ مرجُوح اور مجرُوح اقوال، غیر معتمد اور ضعیف روایات کی پناہ میں بدعت کے خنجر سے سنتِ رسُول کو زخمی کرنا۔

۳۔ اولیاء اللہ کی محبت کی آڑ میں انگریز دشمن، سنّت دوست حضراتِ علماء دیوبند کو جھوٹ، پروپیگنڈا، اشتہار بازی اور گالی گلوچ سے بدنام کرنا۔

Marfat.com

۴۔ سیاسی جمود پیدا کرنا، مسلمانوں کو سیاست سے دُور رکھنا۔ ہر سیاسی جماعت، ہر نامور سیاسی اور دینی مفکر کو بے دریغ بلا استثناء کافر کہنا۔

۵۔ اپنے پیر کے علاوہ ہر بزرگ کو بدنام کرنا، نفرت سے دیکھنا پارٹیاں بنانا، قوم کو لڑانا۔

ناظرین! بریلوی مذہب کے یہ پانچوں اصول دراصل اس مذہب کے ارکانِ خمسہ ہیں۔ سب سے پہلے نمبر ا کو لیجئے آپ پڑھ چکے ہیں، کہ اِس مذہب کی پیدائش کے اصلی اسباب، اور محرکات میں سے ایک سبب شیعہ نوابوں کی نمک خواری بھی ہے، جو تحفہ اثنا عشریہ کی تصنیف کے بعد دہلوی خاندان سے مستقل بغض و عناد کی صُورت اختیار کر چکی تھی۔ اس لیے بریلوی عقاید اور عمل میں شیعیت کا عنصر شامل ہونا لازمی اور ضروری تھا چنانچہ آج جتنے مسائل ہمارے اور بریلویوں کے درمیان زیرِ بحث ہیں ان تمام مسائل میں شیعہ اور بریلوی ایک ہیں، متفق ہیں۔ مثلاً علم غیب حاضر ناظر، بشریت، نُور کا مسئلہ، تیجا، چوتھا، چہلم، سالیانہ کی تعیین، کھڑے ہو کر سلام پڑھنا، بلند آواز سے درُود شریف پڑھنا ضروری سمجھنا حضرت امام جعفر صادق رض کا کونڈا، اور نذر اولیاء کو جائز سمجھنا، مدد کے لئے پکارنا، یا علی مدد! تو شیعوں کا سلام ہے۔ شیعہ انبیاء کے علاوہ بارہ اماموں کو حاضر ناظر سمجھتے ہیں، اور ان کو سمندر کے قطروں، درختوں کے پتوں تک کا عالم سمجھتے ہیں۔ شیعہ، انبیاء اور اماموں کو نُور کہتے ہیں،

Marfat.com

اور اسی بنا پر بشریت کا انکار کرتے ہیں۔ بریلوی واعظ اور بھی ترقی کر گئے ہیں، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا ماننے لگے ہیں۔ چنانچہ ایک لاہوری واعظ سیّد پیر صاحب نے سورۂ حشر کی آخری آیات ھو اللہ الذی لا الٰہ الا ھو...... الخ کا مصداق حضور کو قرار دیا ہے، بے شک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نور ہیں، قرآن بھی نور ہے یعنی نورِ ہدایت اور یہ مضمون قرآن میں کئی جگہ موجود ہے مگر بریلوی حضرات نور کے معنی بشریت کے برعکس سمجھتے ہیں۔

تعینات اور بدعی رسوم میں تو شیعہ اور بریلوی کا ایسا سمجھوتا ہے کہ من تو شدم تو من شدی کا نظارہ ہے۔ مجلس ختم ہوتے وقت اٹھ کر سلام پڑھنا عیسائیوں اور یہودیوں سے شیعہ نے سیکھا تھا، اب شیعوں میں ضروری ہے اور بریلوی بھی ناغہ نہیں کرتے۔ شیعوں کے سوزی اور مرثیہ خواں، ادھر بریلویوں کے نعت خواں ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہیں۔ ان کی حرکات، ناز و انداز، ادائیگی راگ کی مہارت، معرکہ بندی اور چال ڈھال بالکل ایک ہے الا ما شاء اللہ اور مجلس کے اطوار تو اس قدر ملتے جلتے ہیں کہ آہ، واہ ہمہ اک اللہ انداز بیان، مبالغہ آمیزی، تبرا بازی، تہمت سازی اور دشنام طرازی میں دونو ایک ہیں۔ (اصل میں دونو ایک ہیں)

شیعہ اور بریلوی مقرر دوران تقریر میں آرام لینے کے لئے تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد حاضرین کو بلند آواز سے، درود شریف اور مومنین

Marfat.com

صلوٰۃ پر مجبور کرتا ہے، اور یہ بھی ایک فیشن ہے۔

اور سب سے بڑی چیز نذرِ اولیاء کا مسئلہ ہے۔ شیعہ بارہ اماموں کی نذریں مانتے ہیں اور اس کو تبرّک سمجھتے ہیں، ہر بات میں ان کو مالک مختار مانتے ہیں، ان کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ دُنیا کا نظام پنجتن چلا رہے ہیں۔ اور بریلوی بھی نذرِ اولیائے کے دلدادہ ہیں، بزرگوں کی نیاز پر مسجدوں میں جہاد ہوتا رہتا ہے۔ الغرض بریلویوں نے شیعوں کے تمام مسائل کو وہاں سے اُٹھا کر اہلِ سنّت کے سر پہ دے مارا، اور بزرگانِ دین کی محبت کے پردہ میں شیعہ کی تمام رسُومات کو اہلِ سُنّت میں رائج کرنا چاہتے ہیں نام کو اہلِ سُنّت بنتے ہیں، اور کام شیعوں کا کرتے ہیں۔ درحقیقت یہ جماعت شیعوں کی ایجنٹ ہے، اور شیعیت اس سے پہلے بھی اسلام کی تاریخ میں اہلِ سنّت پہ بارہا ایسے حملے کر چکی ہے۔

۲۔ ناظرین کو معلوم ہو چکا ہے کہ بریلوی مذہب کے دلائل طبقہ رابعہ کی احادیث، قصہ کہانی داستان، مذہب مجتہدین کے مخالف اقوال موضوع روایات اور خوش آوازی ہے۔ حضرت امام مجدّد رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا کہ "بدعت کا سرچشمہ پیر اور بدعتی مولوی ہیں"

۳۔ حضراتِ علماء دیوبند کی سیاسی اور دینی بصیرت، انگریز دشمنی استقامت فی الدین پہ کئی دفتر لکھے جا چکے ہیں۔ ان حضرات نے انگریز کے منحوس دَور میں جس توکّل، ثابت قدمی، اور استقلال سے

Marfat.com

انگریزی ظلم وستم کا مقابلہ کیا ہے وہ تاریخ اسلام کا ایک زریں باب ہے جس پر بلند نظر مورخین بہت کچھ لکھ رہے ہیں۔ مگر چمگادڑ کی آنکھ کیا دیکھے۔

ادھر بریلویوں کی نازپروردگی، آرام طلبی، جاہ پرستی کا یہ حال ہے کہ شاہانہ ٹھاٹھ باٹھ سے گزارتے تھے۔ سُنا ہے کہ اعلیحضرت حقّہ میں کستوریاں بھر کر پیتے تھے۔ مرتے مرتے بھی اُمت سے وسیع دسترخوان مانگتے ہیں۔ انگریز کے زمانہ میں اگر کسی بریلوی نے اُف بھی کی ہو، یا کسی بریلوی کے پاؤں میں کانٹا بھی چبھا ہو تو بتایئے۔ آج تک بریلوی جماعت کی طرف سے کوئی تنظیم، یا اقامتِ دین کی کوئی کوشش وجُود میں نہیں آئی۔ ہاں یہ خدمت ضرور کی کہ مسلمانوں کو کافر بنایا، اور انگریزی دور میں ہندوستان کو دارالاسلام بنایا کتابُ الاَمارۃ والجہاد میں جہاد کی ایسی شرائط بیان کیں جن سے جہاد کو منسوخ تو نہ کیا، ختم کر دیا۔

۴۔ **سیاسی جمود**:۔ بیان ہو چکا ہے کہ بریلویوں نے آج تک کسی سیاسی تنظیم کا ساتھ نہیں دیا، اور کوئی تنظیم جو ہندوستان کو انگریز کے آہنی پنجہ سے آزاد کرنے کے لئے قائم ہوئی تو انگریز کو جاتا دیکھ کر بریلوی سٹپٹائے، فتویٰ بازی کی، ہر ایک سیاسی جماعت سیاسی فرد، سیاسی لیڈر کو بلاتمیز کافر کہا، اور سچ یہ ہے کہ حضرات علماء دیوبند کو کافر کہنے کی وجہ بھی صرف یہی ہے۔ مفکرِ ملت علامہ اقبال

Marfat.com

کا سب سے بڑا گناہ یہی ہے کہ وہ حریت، آزادی، اور خودی کے معلم ہیں۔ جھٹ مولوی دیدار علی شاہ صاحب نے ان پر کفر کا فتویٰ دے دیا اس وقت پیش نظر بریلویوں کے چند رسائل ہیں، ان کی سیر سے ناظرین اندازہ کر سکیں گے کہ تقسیم ہند کے موقع پر بریلوی علماء نے کس دینی اور دنیوی تدبر کا ثبوت دیا۔

ایک رسالہ ہے الدلائل القاھرۃ علی الکفرۃ النیاشرہ دربارہ کاٹھیاواڑ ایجوکیشنل مسلم کانفرنس، جس میں مولوی احمد رضا خاں صاحب سے لے کر مولوی دیدار علی شاہ صاحب، علماء بریلی، کلکتہ، جبل پور، بہار، کانپور، سندھ حیدر آباد، سیتا پور۔ کاٹھیاواڑ شاہجہان پور، رام پور، لاہور کے اسی بریلوی مقتدر علماء کے دستخط موجود ہیں۔ بالاتفاق لکھا ہے کہ اس مسلم کانفرنس میں شمولیت، اور مالی امداد دینا حرام ہے۔ اور اسی فتویٰ سے مسلم لیگ کی شمولیت حرام ثابت کی ہے۔

دوسرا رسالہ احکام نوریہ شرعیہ بر مسلم لیگ مصنفہ مولوی حشمت علی رضوی صد۱ پہ لکھتے ہیں:۔

کانگریس کھلے ہوئے کافروں کی جماعت ہے...... اس کے ہمنوا مثلاً جمعیۃ العلماء و مجلس احرار وغیرھم اشرار کلھم فی النار"

صہ۱ پر تشریح فرماتے ہیں:۔ حسین احمد اجودھیا باشی، شبیر احمد دیوبندی اسلام سے دور کفایت اللہ۔ یعنی حضرت مولانا حسین احمد مدنی، علا

شیخ الاسلام پاکستان محدث شیخ شبیر احمد دیوبندی، مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب دہلوی۔ آگے مسلم لیگ کے متعلق فرماتے ہیں

" وہ اغراض و مقاصد جن کے لئے مسلم لیگ بنائی گئی ہے ...

... وہی اصول شرعیہ و احکام اسلامیہ کے متضاد اور مخالف ہیں "

(ذرا بتائیں تو مسلم لیگ کے اساسی دستور میں کونسی کفریات تھیں؟)

اب سنئے مسلم لیگ کا گناہ کیا ہے؟ فرماتے ہیں:۔

" تھانوی کو لیگیوں کی تقریروں، تحریروں میں شیخ الاسلام کہا جاتا ہے، حکیم الامت لکھا جاتا ہے۔ لیگ کے اجلاس میں تھانوی کا پیغام خاص احترام اور اہتمام سے لیا اور سنا جاتا ہے " ص ۲۱

ناظرین! یہ ہے مسلم لیگ کا گناہ، مگر افسوس کہ بریلویوں کے فتوے دھرے رہ گئے، اور تھانوی کے فتوی پہ پاکستان بن کر رہا۔ بریلوی اپنے گھر میں میاں مٹھو بنتے رہیں، ایسی انقلابی تحریکوں میں ایسے کوڑھ مغز، ناعاقبت اندیش، کوتاہ نظر ملاؤں کے فتوے کون سنتا ہے؟ ہر جگہ قصور شہر تو نہیں ہے۔

اس کے بعد تیسرا رسالہ دیکھئے:۔ مسلم لیگ کی زریں بخیہ دری مصنفہ سید اولاد رسول قادری برکاتی مارہروی سجادہ نشین مارہرہ شریف۔ ان کے جلے کٹے الفاظ بھی سنئے۔ فرماتے ہیں:۔

Marfat.com

"لیگی جب خود فخر سے کہتے ہیں کہ کیا حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی لیگ کے حامی نہیں ہیں؟ اور تو اور اکثر علماء دیوبند لیگ میں موجود ہیں، اور جب لیگی جلسے میں حضرت مولانا اشرف علی زندہ باد کے نعرے لگائے جاتے ہیں، اور جب لیگ کی خاص کمیٹی میں اشرف علی تھانوی کو عملاً خصوصی امتیاز دیا جاتا ہے کہ وہ اس میں بذریعہ نمائندہ شریک ہو تو . . . . الخ صد۶

دیکھئے ہندوستان کی ۳۶ کروڑ آبادی اپنی قسمت کا فیصلہ کر رہی ہے۔ مگر بریلوی ۸۰ علماء نہ کانگریس کا ساتھ دیتے ہیں، نہ لیگ کا نہ الگ اپنی تنظیم کرتے ہیں۔ کیوں؟ اس لئے کہ انگریز کی جدائی ناقابل برداشت ہے۔ ۱۰ کروڑ مسلمانوں کا مفاد ایک طرف اور اسّی بریلوی مولویوں کا ایک طرف۔ خیر مان لیا کہ پاکستان حضرت تھانوی کے فتوٰی سے بنا ہے، اب اس دیوبندی کے پاکستان سے ہجرت تو کر جائیں، مگر جائیں کہاں؟ کانگریس کو بھی کھلے کافروں کی جماعت کہ چکے ہیں۔ مسلمان تو وہی تھا جو انگلینڈ جا بسا۔

اس کے بعد ایک اور رسالہ دیکھئے:۔ الجوابات السنیہ علی زہاء السوالات اللیگیہ مصنفہ اولاد رسول مارہروی یہ بریلویوں کے بڑے حضرت ہیں۔ فرماتے ہیں:۔

"جو لوگ ان مقاصدِ اساسیہ لیگیہ کو سمجھتے ہوئے ممبر بنیں گے

Marfat.com

وہ خود بد مذہب ہو جائیں گے (بالاختصار) ص۱۱

اس سے معلوم ہوا کہ بریلوی مولویوں کے نزدیک پنجابی پیر صاحبان اور خواص وعوام دس کروڑ مسلمان جو لیگ میں شامل ہوئے سب کے سب بد مذہب ہیں۔ معاذ اللہ! یہ کیسی بکواس ہے۔ یہ لوگ کسی کو بے دین، بد مذہب کہنا معمولی سمجھتے ہیں۔ پیروں کا یہ حال ہے تو علماء پھر عوام کا کیا گناہ؟ کافر اور بد مذہب کہنا ان کا عام مشغلہ ہے۔ آگے فرماتے ہیں:۔

"لیگ کے مقاصدِ اساسیہ ...... جو صریح محرمات ضلالات بلکہ منجر بکفریات ہیں" ص۱۴

اسی رسالہ شریف کے ص۲۹ تا ص۳۲ پر درج ہے فتویٰ مبارکہ مرکزی انجمن حزب الاحناف ہند لاہور یعنی مولوی عبداللہ صاحب کے استاد کا۔ اس میں سید صاحب لاہوری فرماتے ہیں:۔

"لیگ کی حمایت کرنا، اس میں چندے دینا، اس کا ممبر بننا اس کی اشاعت و تبلیغ کرنا، منافقین و مرتدین کی جماعت کو فروغ دینا ہے، اور دین اسلام کے ساتھ دشمنی کرنا ہے"

یعنی تمام لیگی پیر، بزرگ، اور نیک و بد دس کروڑ مسلمان منافقین و مرتدین ہیں۔ یہاں بریلویت پوری برہنہ ہو کر سامنے آرہی ہے۔ ان سب رسالوں میں قائدِ اعظم مرحوم کو نہایت نازیبا الفاظ سے یاد کیا ہے۔ اس لئے بریلوی حضرات سے ہمارے تین سوال ہیں۔

Marfat.com

۱۔ کیا قائدِ اعظم مرحوم پر آپ کا وہی فتویٰ باقی ہے کہ قائدِ اعظم کہنے والے کی بیوی نکاح سے نکل گئی، یا فتویٰ بدل لیا ہے اگر فتویٰ بدل سکتا ہے تو پاکستان بنانے والے حقیقت میں علماء دیوبند اور مولانا تھانوی ہیں جیسا کہ حوالوں سے ثابت ہے ان کی بھی جان چھوڑئیے، اور اگر نہیں بدلا تو قائدِ اعظم دس کروڑ مسلمانوں نے کہا ہے۔ کیا سب مسلمان عورتوں کا نکاح فسخ ہو گیا؟ نکاح کا معاملہ نازک ہے اس لئے جلدی جواب دیں۔

۲۔ جتنے مسلمان لیگ میں شامل ہوئے کیا سب مرتدین اور منافقین ہیں؟ معاذ اللہ!

۳۔ مرتدوں کی حکومت میں رہنا کیسا ہے؟ **بینوا توجروا۔**

ناظرین! یہ فتویٰ بازی یہاں ختم نہیں ہوتی، آگے چلئے شرقپور میں میاں غلام اللہ صاحب کے زیرِ اثر ایک کفر کی مشین گن تھی جس کا نام ہے مولوی محمد طیّب قادری برکاتی دانا پوری۔ بریلویوں میں ان کی اہمیت یہ ہے کہ سیّد صاحب کے اس فتویٰ پر ان کے دستخط بھی ہیں۔ ان محمد طیّب صاحب نے ایک کتاب لکھی ہے تجانب اہل السنّہ اس میں بلا استثناء اور بلا تمیز مولانا محمد علی، شوکت علی، علامہ اقبال، ظفر علی زمیندار سے لے کر کانگرسی لیگی، اتحادی، خاکساری، احراری، جمعیۃ العلمائی، خلافتی غرض ہر مسلمان کو کافر کہا ہے۔ ناظرین ناک بند کر کے یہاں سے گزر

Marfat.com

جائیں، یہ بریلوی سیاست کا سنڈاس ہے، مجبوراً آپ کو دکھایا گیا ہے تاکہ بریلویوں کی حقیقت آشکارا ہو۔

ناظرین! بریلویوں کی فتویٰ بازی آپ نے دیکھ لی کس قدر بے حقیقت اور فضول ہے۔ اب یہ بات واضح ہوگئی کہ ان بے حقیقت لوگوں کا کسی کو کافر کہنا ہی اس بات کی دلیل ہے کہ وہ سچا مسلمان ہے۔ پس حضرات علماء دیوبند کا مقام آپ کو معلوم ہو گیا۔

۵۔ یہ ایک بدزبان اور منہ پھٹ جماعت ہے، اپنے پیر، اور اہل سلسلہ کے سوا ہر بزرگ کو نفرت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ ہر پیر کے مرید الگ پارٹی ہے، اور اس پارٹی بازی نے اسلامی وحدت کو بہت نقصان پہنچایا ہے۔ حضرت امام مجدد الف ثانیؒ اور شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ بانیٔ خاندان دہلویہ کو خوب دل کھول کر بدنام کر رہے ہیں۔ سب سے پہلے حضرت امام مجدد الف ثانیؒ کو لیجئے۔ مولوی احمد رضا خاں ان کا نام بہت نفرت سے لیتے ہیں چہ جائیکہ کسی معزز لفظ سے یاد کریں۔

مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی نے اپنی کتاب "الکوکبۃ الشہابیہ" میں ستر وجوہ سے مصنف تقویۃ الایمان کو کافر ثابت کیا ہے۔ اس میں جس طرح فقہاء و محدثین کی عبارتیں نقل کی ہیں اسی طرح جابجا حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

Marfat.com

کے مکتوبات متبرکہ سے بھی مدد لی ہے۔ مگر حضور کا ذکر کس پیرایہ، اور کن لفظوں میں کیا ہے؟ ذرا ملاحظہ ہو :- "تمام خاندان دہلی (مصنف تقویۃ الایمان اور اُن کے آباؤ اجداد) کے آقائے نعمت، خداوند دولت و مرجع و منتہیٰ و مفزع و ملجا و سید و مولیٰ جناب شیخ مجدد صاحب" (ص۱۱۲ زیر بحث کفریہ ۵۴، ۵۵) جس شخص نے مولوی احمد رضا خاں صاحب کی کتابوں کا مطالعہ کیا ہے، اور جو ان کی اندازِ تحریر سے کچھ بھی واقفیت رکھتا ہے وہ سمجھ سکتا ہے کہ یہ الفاظ کس مرضِ قلبی کے ترجمان ہیں۔ علاوہ ازیں یہ مقصد بھی ثابت ہوتا ہے کہ جو اس کتاب کو دیکھے وہ یہ سمجھے کہ وہ ایسے لوگوں کے آقا اور ملجا و ماوا اور مرجع و منتہیٰ ہیں جن کے ایک نہیں ستر کفریات فاضل بریلوی نے اس رسالہ میں مرتب کئے ہیں، باقی مولوی صاحب کے شدّتِ غیظ کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے کہ جناب نے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کے اسمِ گرامی کے ساتھ رحمۃ اللہ علیہ بھی نہ لکھا۔ ممکن ہے کہ کوئی صاحب یہ تاویل کریں کہ ایک جگہ سہو ہو گیا ہو گا۔ اس لئے دوسری جگہ بھی دیکھئے ملاحظہ ہو ص۱۱۲ سطر۴ "جناب شیخ مجدد نے فرمایا" ص۱۱۲ سطر ۹ جناب مجدد صاحب ص۱۱۲ سطر ۱۵ جناب شیخ مجدد ص۱۱۲ سطر ۱۶ مکتوبات جناب موصوف ص۱۱۵ جناب شیخ مجدد صاحب ص۳۶ (زیر بحث کفریہ ۲۸، ۲۹ (اشارہ بسوئے خاندان دہلی) ان سب کے پیر سلسلہ جناب شیخ مجدد صاحب کی تصنیفات و تحریرات میں اہلی گہلی پھر رہی ہیں"۔

Marfat.com

نیز اپنے دوسرے رسالہ الیاقوتۃ الواسطہ کے صدا پر لکھتے ہیں
"تمام خاندانِ دہلی کے آقائے نعمت، وخداوند دولت و مرجع و منتہی و مفزع و ملجا و سید و مولیٰ جناب شیخ مجدد صاحب اپنے مکتوبات کی جلد..... الخ
پہلے مجھے مولوی احمد رضا خاں صاحب سے ایک گونہ حسنِ عقیدت تھی، اور اگر کوئی جزئی اختلاف ہوتا تو اس کو نظر انداز کر کے میں ان کی توقیر ہی کرتا تھا۔ لیکن جب ان کی اس قسم کی تحریریں میرے سامنے آئیں، تو مجھے افسوس ہوا، اور میری حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی۔ اور اسی کو میں اس وقت ظاہر کرتا ہوں۔

بسوخت عقل زحیرت کہ ایں چہ بوالعجبی است

حالانکہ مولوی صاحب جب کبھی اپنے والدِ بزرگوار کا نام لکھنے لگتے ہیں تو چار سطر پہلے سے القاب کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے، اور نام کے بعد بھی تین چار سطر دعائیہ جملوں سے بھری ہوئی ہوتی ہیں۔ ممکن ہے عام ناظرین کرام اس کو کوئی اہمیت نہ دیں۔ لیکن جو شخص مولوی صاحب موصوف کے اندازِ نگارش سے کچھ واقف ہے، اور اس نے ان کی دو چار ہی تحریریں دیکھی ہیں، اس کے لئے ضرور سوچنے کا مقام ہے کہ جو شخص ہر اس شخص کے لئے جس کی کوئی بھی عزت اس کے دل میں ہوتی ہے دو دو چار چار سطر کے مرصع القاب لکھتا ہے وہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کی جناب میں کیوں اس قدر استکبار و انکار کا پہلو اختیار کئے ہوئے ہے؟ کہیں اس کی وجہ یہ تو نہیں کہ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے اپنے مکتوبات

Marfat.com

شریف میں بدعت اور اہلِ بدعت کا بڑا ناس لگایا ہے۔

ناظرین! جب امام مجدّد الف ثانی رح کو دیوبندیوں کا پیر و بزرگ ظاہر کیا، تو الحمد للہ ہمیں اس نسبت سے سچّا فخر ہے۔ خداوند تعالےٰ ہمیں اس بزرگ کی برکات سے محظوظ فرمائیں۔ اب آپ سمجھ چکے کہ حضرت امام مجدّد رح کے سچّے جانشین حضراتِ علماء دیوبند ہیں، جو شاہ اسمٰعیل شہید کے نام پہ بدنام ہیں، دہلوی خاندان یہی ہے۔ شاہ اسمٰعیل شہید، اور ان کے چچا شاہ عبد العزیز صاحب، شاہ عبد القادر صاحب شاہ رفیع الدین، شاہ عبد الغنی صاحب اور ان کے والد حضرت شاہ ولی اللہ مجدّدی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

مولوی محمد عمر صاحب نے بھی مقیاسِ حنفیت میں اس خاندان کو بہت بُرا بھلا کہا ہے۔ کیونکہ بدعت کا مزاج ایک ہے۔

مزید اطمینان کے لئے ایک اور حوالہ دیکھیے، ملفوظات مولوی احمد رضا خاں حصہ سوم ص ۶۵، ص ۶۶

"عرض:۔ کیا حضرت مجددِ الفِ ثانی نے کہیں حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اپنی تفصیل بھی لکھی ہے؟

ارشاد:۔ تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ وَلَا تُسْأَلُونَ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ

پھر فرمایا:۔ مکتوبات کی اوّل دو جلدوں میں تو ایسے الفاظ ملیں گے جن میں حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کی تو کیا گنتی

Marfat.com

تیسری جلد میں فرماتے ہیں جو کچھ فیوض و برکات کا مجمع ہے وہ سب سرکارِ غوثیت سے ملے ہیں **نور القمر مُستفادٌ من نور الشمس** اسی میں لکھا ہے :- کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ جو کچھ میں نے اگلی جلدوں میں کہا **صحو** سے کہا نہیں بلکہ زیادہ **سُکر** ہے۔ اب اگر کوئی مجدّدی اُن کے قول سے استدلال کرے، اس کو وہ جانے۔ ہم تو ایسے **شیخ** کے غلام ہیں جس نے جو بتایا **صحو** سے بتایا، خدا کے فرمانے سے کہا۔ تمام جہان کے **شیُوخ** نے جو زبانی دعوے کئے ہیں، ظاہر کر دیا ہے کہ ہمارا سُکر ہے، اور ایسی غلطیاں دو وجہوں سے ہوتی ہیں یا ناواقفی، یا سُکر۔ سُکر تو یہی ہے اور ناواقفی ....

دیکھا آپ نے یہاں بھی وہی بے ڈھنگی چال اِدھر حضرت مجدّد الف ثانی اِدھر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ کیا ہندوستان بھر کے اس محسنِ اعظم کے لئے بریلویوں کے قلم سے رحمۃ اللہ علیہ بھی متیسر نہیں جب کہ دُوسرے بزرگوں کے لئے سب کچھ ہے۔ افسوس کہ اس تھوڑی سی عبارت میں مولوی بریلوی نے تین ڈبل جھوٹ بولے ہیں سُکر غلبۂ وقت کو کہتے ہیں یعنی سالک کی طبیعت بعض اوقات وارداتِ الٰہیہ سے متاثر ہو کر بے خود ہو جاتی ہے، اور ایسے راز کہ جاتا ہے جن کا افشاء کرنا صحو یعنی باخودی کی حالت میں جائز

Marfat.com

نہیں ہوتا ان کلمات کو شطح کہتے ہیں۔ اگر سکر زیادہ ہو تو شطح بھی زیادہ ہوتا ہے، اور قابلِ تاویل ہوجاتا ہے۔ حضرت امام مجدد الف ثانیؒ کی عبارت جس کو مولوی احمد رضا خاں نے دل کھول کر بگاڑا ہے۔ اصل میں یہ ہے :-

"ایں فقیر کہ ایں ہمہ دفاتر در بیانِ علوم و اسرارِ ایں طائفۂ علیّہ بنوشتہ ظاہرا بخاطرِ شما قرار یافتہ است کہ از روئے صحوِ خالص نوشتہ است بے مزج سکر، حاشا کہ آں حرام و منکر است"۔

ترجمہ :- اس فقیر نے یہ تمام دفتر جو حضراتِ صوفیہ کرام کے علوم و اسرار کے بیان میں لکھے ہیں بظاہر تمہارا خیال یہ ہے کہ خالص باخودی میں لکھے ہیں جس میں سکر یعنی بے خودی کی ملاوٹ بھی نہیں، ایسا نہیں ہے کیونکہ ایسا کرنا حرام اور بُرا ہے۔

اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ مکتوبات شریف میں جو مکتوب صوفیہ کرام کے علوم و اسرار، احوال و مقامات کے متعلق لکھے ہیں یہ خالص صحو اور باخودی میں نہیں لکھے گئے، کیونکہ خالص صحو میں اسرار کو فاش کرنا کفر ہے، اور اپنے آپ کو دوسرے سے بہتر سمجھنا شرک ہے، بلکہ اس قسم کے مکتوبات لکھتے وقت صحوِ خالص نہ تھا، سکر کی کچھ ملاوٹ ضرور تھی۔ چنانچہ فرماتے ہیں :-

Marfat.com

"بقیہ سُکر در صحو در رنگ نمک است کہ مصلح طعام است"

یعنی سُکر کی اتنی تھوڑی ملاوٹ جو کھانے میں نمک کی طرح ہو، یہاں آپ نے سُکر کی ملاوٹ بقدر نمک در طعام کا ذکر کیا ہے، وہ بھی فقط ان مکتوبات کے متعلق جن میں اسرارِ صوفیہ کا بیان ہے۔ مگر بریلوی خائن تاک میں رہتے ہیں انہوں نے پاؤ کا پہاڑ بنا دیا، اور نتیجہ یہ نکالتے ہیں کہ چونکہ امام مجدد صاحب نے جو کچھ لکھا ہے اس میں زیادہ سُکر ہے، اس لئے مجدد صاحب کی کوئی بات قابلِ اعتبار نہیں۔

یہ تین جھوٹ ہم بریلویوں کو کسی طرح معاف کرنے والے نہیں ہیں

۱۔ این ہمہ دفاتر کا ترجمہ اگلی جلدیں کیا ہے

۲۔ علوم و اسرارِ صوفیہ کا ترجمہ کرتے ہیں جو کچھ میں نے پہلی جلدوں میں لکھا ہے، خواہ مسائلِ شریعت ہوں۔

۳۔ مزجِ سُکر مع تشریح در رنگ نمک در طعام یعنی سُکر کی ملاوٹ نمک برابر کا ترجمہ کرتے ہیں، زیادہ سُکر ہے۔ کیا کوئی بے وقوف کھانے میں نمک کے معنی کر سکتا ہے کہ نمک زیادہ ہے کھانا تھوڑا ہے۔

یہ تین ظالمانہ جھوٹ بنا کر یہ مضمون مرتب کیا کہ مجدد صاحب نے جو کچھ لکھا ہے زیادہ بے ہوشی میں لکھا ہے۔ اس پر نتیجہ یہ نکالتے ہیں کہ اب اگر کوئی مجددی ان کے قول سے دلیل پکڑے اس کا وہ خود

Marfat.com

ذمہ دار ہے۔ یعنی مجدد صاحب کی کوئی بات معاذ اللہ مسائل شر
بھی قابلِ اعتبار نہیں ہیں۔

قصور کے مجدد دیو! دیکھو تو بریلوی مولوی نے تین جھوٹوں
امام مجدد الف ثانی کی جڑیں کھوکھلی کر دیں، کچھ خبر ہے آپ
جو شخص ایسے بزرگوں پر اس بد نیتی سے حملہ آور ہوتا ہے،
علماء دیوبند پر بہتان لگانے سے کیوں ڈرنے لگا؟

آگے لکھتے ہیں، ہم تو ایسے شیخ کے غلام ہیں جس نے جو بتا
صحو سے بتایا، خدا کے فرمانے سے کہا، یعنی حضرت امام مجدد خ
کے فرمانے سے باہر کی باتیں کرتے تھے، ہمارا پیر خدا کی باتیں بتا
ہے، یہ بھی غلط ہے اس لئے کہ اسی مکتوب میں حضرت امام مجد
نے ارشاد فرمایا کہ صاحب عوارف قدس سرہٗ حضرت ش
محبوب سبحانی کے اس قول فذمی ھذہٖ علیٰ رقبۃ کل
ولی اللہ کو سکر پہ محمول کیا ہے۔

اور یاد رہے کہ حضرت امام مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ
علوم شرعیہ کے متعلق اپنی کامل باخودی کا ذکر دفتر سوم
صفحہ ۱۵ میں کیا ہے۔

وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْم

Marfat.com

مبارکہ سید العلماء حضرت پیر مہر علیشاہ صاحب گولڑوی

ناظرین کی مزید تشفی کے لئے حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی قدس سرہٗ کا ایک فتویٰ درج کیا جاتا ہے، یہ فتویٰ آئینۂ مذہب بریلویہ کے نام سے مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی نے شائع کیا تھا۔ اس میں پنجاب کے اہلِ علم حضرات سے، حضراتِ علماء دیوبند کے متعلق استفسار کیا گیا تھا، قطب الوقت حضرت مولانا سید پیر مہر علیشاہ صاحب سجادہ نشین گولڑہ شریف کے مفتی مولانا غلام محمد صاحب لکھتے ہیں:

"واضح ہو کہ علماء مسئول عنہم شکر اللہ سعیہم ان کی نیات حسنی بر خیر تھیں، اعنی یہ لوگ نیک نیت تھے، اور اغراض ان کے حسنہ، اور افعال ان کے حسنہ تھے، اور چند مسائل کی وجہ سے جو ان کے متعلق زبان درازئیں ہیں، ہمیں اس سے خداوند کریم نے محفوظ رکھا ہے اور آئندہ بھی اس کی درگاہِ عالی سے ان کے لئے خیر خواہ ہیں فقط

نیز فخر پنجاب علامۃ الدہر حضرت مولانا غلام محمد صاحب گھوٹوی شیخ الجامعہ عباسیہ بہاولپور خلیفۂ اعظم حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی ارشاد فرماتے ہیں:

Marfat.com

"مولانا محمد قاسم، اور مولانا رشید احمد کا زمانہ مَیں نے
پایا، مولانا خلیل احمد صاحب و مولانا محمود الحسن ؒ حائلِ شرع
زیارت ایک دفعہ کی ہے، مصاحبت کا اِتفاق نہیں ہوا
مَولانا اشرف علی صاحب کی ایک دفعہ زیارت اَور ایک دفعہ
وعظ سُنا ہے، اس سے زیادہ ان حضرات کے ساتھ کِسی
مصاحبت کا اتفاق نہیں ہُوا، مگر میرا اعتقاد ان بزرگوں کے
متعلق یہ ہے کہ یہ سب حضرات علماء ربّانیین، اور اولیاء
اُمّتِ محمّدیہ سے تھے۔ احقر کو بعض مسائل میں اِن سے
اِختلاف بھی ہے، مگر اعتقاد یہی ہے، اَور اِس اِعتقاد کے
اختیار کرنے کا سبب اُن کی تصانیف کا مطالعہ، اَور
اِستفادہ، اور ان کا قبولِ عام ہے۔ بالخصُوص مولانا
اشرف علی صاحب دامت برکاتہم کے خدمات طریقت پر
نظر کرکے شُبہ ہوتا ہے کہ شاید وُہ اس صدی کے مجدّد
ہیں"۔ فقط ۱۲۔ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ

نوٹ:۔ اس رسالہ آئینۂ مذہب بریلویہ کے مُؤلف نے رسالہ میں ذکر
کہ ان فتووں کی اصلی کاپی ہمارے پاس محفوظ ہے۔

کتبہ
نذیر احمد ناظر ۲۸۔ اگست ۱۹۵۵ء
مطابق ۹۔ محرم الحرام ۱۳۷۵ھ

مولوی فضل محمد خطیب جامع مسجد کوٹ رکن دین خاں قصور نے تعلیمی پریس میں چھ...

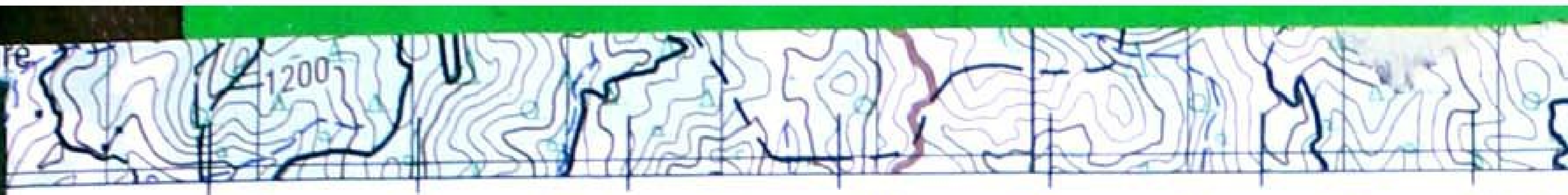

64 65 66 67 68 69 70 71 72 40' 73

1 0 1 2

1 0 1

1 0 1

GLOSSARY

Bačije	summer pasture shelters
Banja	spa
Brdo	hill, mountain, spur, ridge
Breg	hill, mountain, peak, ridge
Brijeg	hill
Česma	spring
Crkva	church
Čuka	mountain, peak
Čukara	mountain, peak
Farma	farm
Glava	hill, mountain, promontory
Glave	mountains
Glavica	mountain, ridge
Gora	mountain
Grad	ruin
Greda	ridge
Grede	ridge
Kamen	mountain
Krš	mountain
Manastir	monastery
Most	bridge
Planina	mountain, mountains
Polje	plain
Potok	stream
Reka	stream
Stanica	station
Stena	mountain, peak
Stijena	mountain
Strana	hill
Šumareva Kuća	forest lodge
Voda	spring
Vrh	hill, mountain, peak

ELLIPSOID
GRID
PROJECTION
VERTICAL DATUM
HORIZONTAL DATUM
PRINTED BY

SAMPLE 1,000 METE

SAM
POIN

12

100,000 M SQUAR

DP
DN

GRID ZONE D

34T

USERS SHOULD REFER CORRECTIONS
COMMERCIAL 314-260-5032; D
ATTN: COD, MA

© CO

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

چراغِ سُنّت

شائع کردہ

شعبۂ نشر و اشاعت جامعہ اسلامیہ قصور

Marfat.com